بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

رسالۂ نادرست عنوان متضمن حالات خاندان چشتیہ ترجمہ لفظاً بلفظ ہو بہو مسمیٰ بہ

رسالۂ سیر الاقطاب اردو

از روشنی طبع تحصیلدار مولوی محمد علی صاحب متخلص بہ جویا

مطبع نامی منشی نولکشور کانپور میں بحسن انطباع مطبوع ہوا

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے اور فہرست مطول انکی ہر ایک شائق کو چھاپہ خانے سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقین اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ سادہ مین بعض کتب تواریخ حالات انبیا و اولیا اردو و کتب تواریخ و اولیا وغیرہ فارسی و کتب متفرقات دینیہ اردو درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانے سے قدردانونکو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

کتب تواریخ حالات انبیا و اولیا اُردو

قصص الانبیا کلان مسمی بہ روضۃ الاصفیا از مولوی محمد زاہد۔

ایضاً خرد مصنفہ مولوی زاہد۔

عجائب القصص مبسوط حالات انبیا کے اسمین درج ہین۔

مجموعۂ فتوحات واقدی کے ہر چہار حصہ کا ترجمہ اُردو۔ ۱۔ حصہ مین غزوات حضرت رسول آخر زمان مسمی بہ مغازی الصادقہ ۲۔ حصہ مین فتوح ملک شام ۔ ۳۔ حصہ مین فتوح ملک مصر ۔ ۴۔ حصہ مین فتوح ملک عجم۔ مترجمۂ مولوی بشارت علیخان و سید محمد حسین اور حصص متفرق بھی حسب تشریح ذیل فروخت ہوتے ہین۔

(۱) مغازی الصادقہ معروف بمغازی الرسول باقی مراتب حسب مجموعۂ بالا۔

(۲ و ۳) فتوح الشام و فتوح المصر اُردو یکجائی و دیگر مراتب حسب تصریح مجموعہ بالا

(۴) غزوہ عرب معروف بہ ترجمہ فتوح العجم باقی مراتب حسب مجموعۂ بالا۔

تواریخ حبیب اللہ ۔ یہ کتاب اردو زبان مین نہایت خوبی کے ساتھ حالات حضرت صلی اللہ علیہ کے لکھے ہین۔

حدیقۃ الاولیا ۔ اولیاؤن کا ذکر مصنفہ جناب مفتی غلام سرور صاحب لاہوری۔

تذکرۃ الخلفا منظوم ۔ خلاصۂ فتوح الشام و المصر و العجم ۔ از حکیم امانت علی۔

سیر الاقطاب ۔ کا اُردو ترجمہ از مولوی محمد علی۔

معدن صنائع مکین و مکان فضل خلاق زمین و آسمان

رسالہ نادرت عنوان متضمن حالات خاندان چشتیان ترجمہ لفظ بلفظ ہو بہو مسمی

رسالہ سیر الاقطاب اردو

از روشنی طبع تجلی زا مولوی محمد علی صاحب متخلص بہ جویا

مطبع نامی منشی نولکشور کانپور میں بخوش اسلوبی چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
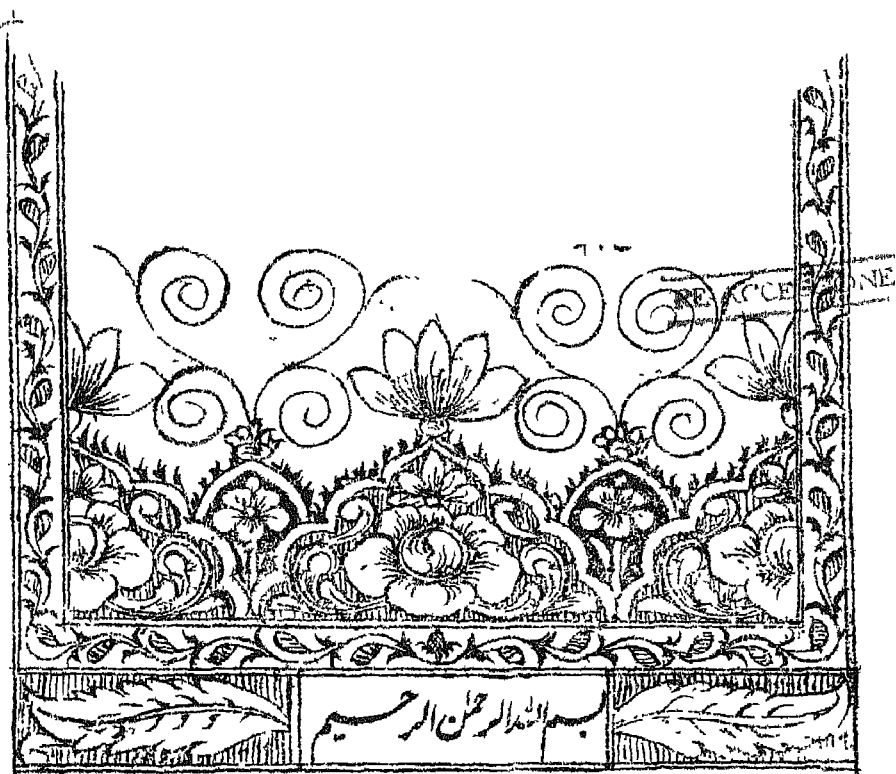
حمد کے لائق وہ یگانہ زمانہ ہے کہ جسکے ظہور جلوہ سے ہر بیگانہ یگانہ پروانہ شمع اور شمع پروانہ
ہے اُسکی وحدانیت کا نور ہر شی مین نمودار اُسکی معرفت کا ظہور ہر گل مین مانند بہار شعر
ہر رنگ مین بیرنگ کا آتا ہے نظر سب + ہر سنگ مین آتش ہے وہی اور وہی سنگ جو یا
یہ راز کی بات ہے منہ بند کر اظہار اسکا پسند کر مصرع از مین عہدہ خود کی برآید زبان مظہر
کل کی تحمید مین کوئی کیا زبان کھولے ہان ہان جو یا حق توحید ادا ہونا یہ نہایت دشوار
ہے بقا کا فنا پر مدار ہے مصرع تا تو زخود نگیری خود بخدا نگیری + لا الہ الا انت سبحانک انی کنت
من الظالمین مظہر کل کی تحقیق کوئی کیا کرسکے پہلے دم تصدیق تو پورا بھر سکے یہ کیا سہل کام ہے
توحید تحقیق کا نام ہے شعر سر احد محو جلوہ احمد ست این + راز ابد گو کہ نور محمد ست این یٰسین
والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین پس جو یارہ ہو سکے نہ مصرع عجز گفتن زلاف گفتن

ہے + جو ہو سو ہو اتنا تو کہو کہ توحید دعویٰ ہے تصدیق گواہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ شعر نہ یہ ممکن کہ ہو کچھ حمد ہی اللہ کی کامل + نہ یہ آسان کہ ہو نعت نبی ہی کا شرف حاصل + نہ وہ ممکن نہ یہ آسان یہ دونون بات ہین مشکل بس اب یہی ول بقول پاک حضرت میرزا بیدل + بزلاف حمد و نعت اولیٰ ست بر خاک ادب خفتن + سجود سے میتوان کردن درود میتوان گفتن + الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علےٰ خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین بعد اسکے بندہ ۔ بے ریا محمد علی جوہر یا اہل بصیرت کی خدمت مین عرض کرتا ہی کہ کتاب سیر الاقطاب حالات خاندان عالیشان چشتیانہ مین بزبان فارسی تالیف شیخ اللہ دیا کہ مریدان سلسلہ عالیہ سے ہی کمیاب تھی اور نایاب اسکے ہمیشہ جویا ہی رہے اور اگر کوئی نسخہ کہین کسی کو ملگیا تو اسکو نہایت فخر ہوا اور درحقیقت کتاب موصوف ایسی ہی لاجواب و لاثانی ہی چنانچہ مولف خود لکھتا ہی کہ بعد تیار ہونے رسالہ ہذا کے مین نے عالم رویا مین دیکھا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری رحمۃ اللہ علیہ مزار پر انوار مین موجود ہون اور رسالہ ہذا حضور کے ملاحظہ مین پیش کیا ہی آپ نے فرمایا کہ حیام تو نے بہت اچھا کام کیا ہی جنے اس رسالہ کو قبول کیا اور ایک بار مولف کے برادر شب کو جو کے کنارے ہی اسکا مطالعہ کر رہی تھی اور جب غنودگی غالب ہوئی تو وہ اٹھکر مکان کو چلے گئے اور کتاب غفلت ملازمان سے حوض مین گر گئی صبح کو جب انھون نے طلب کی تو نپائی آخر لوگ حوض مین دوڑ گئے دیکھا تو برسر آفتاب تیر رہی ہی اور ایک ورق تک اسکا تر نہین ہوا ہی یہ بھی کتاب موصوف کی بزرگی ہی اور اسمین کل خاندان اہل چشت کا حال سلسلہ وار ابتدا سے انتہا تک ہی ہر ولی اللہ کی کیفیت اور پیدائش سے وقت رحلت تک لکھی ہی اس اثنا مین جو جو ریاضتین یا خرق عادات انسے ظہور مین آئی ہین سب کا مشرح بیان ہے غرض ایک مدت ارادہ تھا کہ اس گنج گرانمایہ کو فیض عام کرنا چاہیے کہ خاص و عام اسکے معاینہ سے بہرہ یاب ہون مگر زمانہ سے فرصت نہ ملتی تھی اور یہ بھی خیال تھا کہ اگر بعید اردو ہونیکے بھی یہ جوہر اچھا مخفی رہا تو کیا فائدہ ہوا مانا اگر مطبوع ہو جاوے تو عوام کو ہاتھ آوے یہ فکر تھی کہ جناب شفیقنا آب مجمع خلاق

و منبع اشفاق منشی نول کشور صاحب کہ جنکی ذات مغتنمات روزگار سے ہے اور اکثر خلق کو اس قسم کا فیض اُنسے ہوتا ہے وہ نہایت عالی ہمم بلند حوصلہ ہین شعر عقیل و ہوشمند اہل ہمت + امیر و قدردان و صاحب جود + جو دیکھے وصف انہین وہ نہ دیکھے + نہ ہوا ایسا نہ ہی عالم مین موجود + اُس عالی ہمت نے فرمایا کہ جو یا تو اسکو اردو کر بسم طبع کر دینگے چنانچہ اس ہیچمدان نے بموجب ارشاد والا کے زبان سلیس مین ترجمہ کیا احباب سے امید ہے کہ سہو و خطا پر چشم پوشی کرین اور بندہ کے حق مین دعاے خیر فرمادین کہ انکی طفیل ان بزرگان کے کہ جنکی نام پر یہ کتاب ہے ان لوگون کا زمرہ پاکر آمین ثم آمین قطعہ مترجم عجب در حال محبوبان باری + کتاب لاجواب جان چشت است + چو کردم فکر ہاتف گفت از من + کہ تاریخش عجب بستان چشت است + اور چونکہ سلسلہ اس علم لدنیہ کا حضرت ۱۲۹۲ھ سرور کائنات مفخر موجودات صلعم ہے اسواسطے آپ ہی سے شروع کیا جاتا ہے۔

بیان حضرت صلعم لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

پادشاہ اقلیم نبوت مالک ملک رسالت خورشید آسمان حقیقت ماہتاب فلک معرفت صاحب قاب قوسین خداوند کونین سلطان ملک یقین و عرفان شہنشاہ خلوت نشین بے نشان افضل الانبیا اکمل الاولیا مظہر علم و کمال محبوب حضرت ذو الجلال ناطق کلام مبین الٰہی فارق سپیدی و سیاہی پیشوای پیشوایان رہنماے رہنمایان حضرت سید المرسلین خاتم النبیین حبیب خاص رب العالمین مقصود آیہ طٰہٰ و یٰس واقف اسرار الوہیت عارف معارف حضرت صمدیت نقطہ محمد باعث ایجاد عالم + محمد ماہر اسرار آدم + محمد مظہر نور الٰہی + محمد مصدر فیض کماہی + محمد آفتاب دین و ایمان + محمد رہنماے جن و انسان + محمد شارع شرع طریقت + محمد شارح شرح حقیقت + محمد وہ کہ احمد بلا میم + محمد جسکی حق کرتا ہی تعظیم + نعت اُس سرور کائنات کی لکھنی مجال مجال بشر نہین کہ ایک شمہ بیان کرے کمال شکل ہے اسواسطے قول کردگار عالم پر اکتفا کیا گیا فرض ادا کیا گیا - ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا

صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ پس ہم پر واجب ہے کہ ہر ساعت و ہر آن حضرت فائز البرکت پر دل و
جان سے درود نامحدود بھیجتے رہیں اور ایک دم اور ایک لحظہ اس ذریعہ خیر دنیا و آخرت
کے درود سے غافل نہوں۔ اللہم صل علی محمد و علی آل محمد بعدد کل ذرۃ مائۃ الف الف مرۃ
مخفی نرہے کہ اس راہ دشوار گذار سے عطف عنان کر کے مطلب اصلی پر خامۂ تیز خرام کو جولان
کیا جاتا ہے اور شمہ احوال اس مقرب بارگاہ ذوالجلال کا بیان کیا جاتا ہے۔ واقعہ تاریخ
ہفتدہم ربیع الاول روز دوشنبہ سنہ عام الفیل میں اندرون حرم محترم بیت اللہ المقدس کے
مولود مسعود اس آفتاب عالم تاب کا ظہور میں آیا اور زمین و زمانہ نے وجود باجود ذات
اقدس و اعلی سے سرمایہ فروغ ابدی پایا وقت ولادت کے انواع انواع معجزات باہرات کہ
حد ادراک و فہم سے باہر ہیں ظہور پذیر ہوئے چنانچہ پیدا ہوتے ہی حضرت نے جناب صمدیت
میں سجدہ کیا اور خانہ کعبہ میں علم و قنادیل نور نصیب ہوئے اور قصر ہاے شام و ایوان
کسری میں تزلزل واقع ہوا اور حضرت جملہ آلائش سے پاک و صاف تھے اور ناف بریدہ اور
ختنہ شدہ پیدا ہوئے اور وقت ولادت آپ دو زانو بیٹھے اور انگشت شہادت آسمان کی
طرف دراز فرما کے لبہاے مبارک کو بطور اداے تسبیح و تہلیل جنبش دی اور نزول ملائکہ و
شوق کے طشت زمرد میں جسم اطہر اور شانہ کرنا موے مبارک کا اور سرمہ لگانا چشم اقدس میں
جیسا کہ کتب سیر میں موجود ہے واقع ہوا اور بیچ میں ولادت کوئی دختر اس سال میں پیدا نہیں
ہوئی اور بوڑھوں کے بال سپید سیاہ ہو گئے اور اول ثویبہ کنیز ابولہب نے دودھ پلایا اور پھر پانچ
برس حلیمہ سعدیہ نے حضرت کو شیر پلایا جب عمر شریف چھ سال کی ہوئی تو آمنہ آپکی والدہ
ماجدہ نے اس جہان فانی سے رحلت فرمائی اور جب شکم مادر میں تھے تو عبد اللہ آپکے والد بزرگوار
نے گوشہ دنیاے دنی کو بے ثبات سمجھکر چھوڑا تھا اس خورسالی میں حضرت نے یتیمی و
بیکسی کمال کو پہونچائی اور ظل حفاظت و صیانت رب العالمین کو بہتر سایۂ عاطفت والدین
تصور کیا جب آٹھ برس کی عمر ہوئی تو عبد المطلب حضرت کے جد امجد نے انتقال فرمایا جب عمر شریف

پچیس برس کی ہوئی تو بی بی ام المومنین خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا کو اپنے ازدواج مین منسلک
فرمایا پینتیس برس کے بعد حجر اسود کو رکن عمرانی پر نصب کیا چالیسوین سال آپ غار مین
تشریف لیجاتے اور وہان شغل عبادت کرتے بعد چھ ماہ کے اُسی سال مین حضرت جبرئیل
امین حسب الحکم خداوند جلیل اُس شرف وودمان ابراہیم خلیل و اسمٰعیل کے مقام غار مین ہفتم رجب المرجب
کو بقول اِی کلام پاک پروردگار اقرا باسم ربک الذی خلق وحی رسان ہوے پھر حضرت مقام
ذی قندلی فکان قاب قوسین او ادنی مین فائز ہوئے اور قرب یکتاے بے ہمتا سے مسرور
ہوئے اور نور مبارک نے اپنے محیط اعلی نور مجرد سے شرف اتصال پایا یعنی حصول رتبۂ معراج سے
فرو ہیدہ طالعان است عاصی کو نگون بختی زمان اخروی سے رستگار فرمایا جب سن شریف پچاس برس کا
ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکم قادر مطلق مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو بسبیل ہجرت اپنے قدوم میمنت
لزوم سے مصدر برکات وسعادات فرمایا دس سال اسی مقام مقدس کو قیام مبارک سے
رشک فزاے بہشت برین رکھا انھین دس برس برس مین چھبیس لڑائیان کفار و مشرکین کے
ساتھ ہوئین ستائیس مرتبہ خود بدولت شریک معرکہ ہوئے بعد انقضاے دو سال سنہ ہجرت بفرمان
واجب الاذعان حضرت رب العزت خاتون محشر ام الشبیر والشبر حضرت فاطمہ زہرا سیدہ عالم اپنی
دختر نیک اختر رضی اللہ عنہا کو حضرت امیر المومنین قاتل المشرکین حیدر کرار علی مرتضیٰ اسد اللہ الغالب
ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے عقد مناکحت مین منعقد کیا اسوقت عمر مبارک آپ کی
تریسٹھ ۶۳ برس کی تھی کہ جب گیارھوین سنہ زمان ہجرت کا ہوا تو جذب شوق وصال احدی صمدی
اُس گوہر عالم فروز محیط فیوض ابدی و سرمدی کا جاذب و طالب ہوا اور اُس برگزیدہ انفس و
آفاق نے بکمال اشتیاق وصال عالم قدسی اختیار فرمایا جان بجانان سپرد کی اور جانان سے
مثل جان کو پیوست ہوگئے بارھوین ربیع الاول روز دوشنبہ کو یہ واقعہ واقع ہوا حضرت
عائشہ صدیقہ کے حجرہ مین نعش مطہر کو مدفون کیا تین روز تک ازدحام وانبوہ خالق وملایک
بنا براداے نماز جنازہ حضرت صلعم اُسی مقام مصدر برکات تمام پر رہا نعش پاک اُس صاحب لولاک کی

حجرۂ مقدسہ سے برآمد نہین ہوئی ان تین دن مین شمائم عنبرین ونفحات عطرآگین سے پیراہن
صبا ایسا معطر ومعنبر رہا کہ مشام خلق اُس بوے دلاویز کی شمیم سے غیرت افزاے نافۂ
تاتاری وطبلۂ عطاری تھا چنانچہ آجتک گرد مدینہ منورہ کے وہ خوشبو موجود ہے وہان عالم
روحانی روح مقدس کی نور افشانی سے مصفی ومنور ہے یہان طیبۂ خاکدانی جسد اطہر کی اشاعت
نفحات وشمائم سے معطر الغرض جہان فانی وجاودانی دونون ایک ذات لا تحصے صفات سے
ہر عالم وہر حال مین بہرہ اندوز فیوض رہے اور یہی بعد رحلت آنحضرت جناب سیدہ فاطمہ زہرا
رضی اللہ عنہا آلام مفارقت پدری سے زیادہ متحمل نہ ہوئین اور ایسے درد جانستان کے
وسیلہ سے بعد مدت شش ماہ چودھوین شعبان کو اس ناپائدار سے راہگراے خلد برین ہوئین
پدر بزرگوار سے ملاقی ہوگئین جملہ مشتاقون سے حضرت خاتون جنت نے سبقت فرمائی
حضرت کی ازواج مطہرات اٹھارہ یا انیس تھین بعض طیبہ نے بلاحصول دولت خلوت سرور
عالم صلعم سفر آخرت اختیار فرمایا اور بعض حصول سعادت وسرافرازی سے خدمت
اقدس مین کامیاب دارین رہین تفصیل اسمای طیبہ یہ ہے۔ اول حضرت خدیجہ کبری بنت
خویلد مشرف زوجیت سے ہوئین پھر ام المومنین ام سلمہ پھر سودہ بنت زمعہ پھر حفصہ
بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مشرف عقد مناکحت سے ہوئین اور پھر ام حبیبہ بنت ابوسفیان
اور پھر اسما بنت ابی خوف بن حارث اور پھر زینب بنت جحش کہ عقد انکا عرش مجید پر ہوا
اور زینب ملقب ام المساکین اور پھر صفیہ میمونہ بنت حارث اور پھر ملالیہ اور پھر محترمہ
اور پھر جویریہ اور پھر ماریہ قبطیہ اور پھر ریحانہ بنت زید یہ سب خواتین ام المومنین شرف
یافتہ خدمت سراسر سعادت حضرت رسول مقبول کی تھین باقی تین زوجہ خولہ بنت سعدی
سیا بنت خلیفن آمنا فخواہرو حبیبہ کلبی قبل از احراز دولت خلوت آنحضرت راہگراے عالم آخرت
ہوئین سوا ازواج مطہرات کے گیارہ زوجہ حضرت کی مطلقہ تھین کہ آنحضرت نے طلاق دیکر
کاشانہ مبارک سے جدا کر دیا تھا اور بی بی عائشہ صدیقہ زیادہ تر محبوبہ آپ محبوب رب العالمین کی تھین

بیان اولاد امجاد حضرت صلعم کا

آپکے فرزند چار ہوئے طیب طاہر قاسم ابراہیم اور چار صاحبزادیاں زینب و کلثوم رقیہ و فاطمہ زہرا۔ زینب زوجہ ابو العاص بن ربیع تھیں کلثوم و رقیہ زوجہ حضرت عثمان غنی تھیں اسی سبب سے ذو النورین کہتے ہیں اور فاطمہ زہرا زوجہ علی مرتضیٰ شیر خدا تھیں اور صاحبزادہ ابراہیم جو ماریہ قبطیہ کے بطن سے تھے سواے اون اولاد امجاد حضرت خدیجہ کبری رضی اللہ عنہا پیدا ہوئی تھیں چونکہ بقاے رسوم شرعیہ و شیوع دین متین مشیت حضرت سبحان جل شانہ تھی بعد رحلت حضرت خاتم الرسالت کے چار خلفاے راشدین نے وسادہ خلافت کو اپنے جلوس سے متجلی کرکے اشاعت دین مبین و احیاے مراسم شریعت غرا سے متین عالم کو آباد اور منور و مزین کیا اول خلیفہ حضرت ابا بکر صدیق رضی اللہ عنہ دوسرے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور تیسرے حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے سلسلہ خلافت نے استحکام پایا چوتھے حضرت شاہ ولایت پناہ علی مرتضیٰ خاتم مدارج خلافت کبری نے

خلافت صوری و معنوی کو زینت بخشی رضی اللہ عنہ

بیان ذکر حضرت علی کرم اللہ وجہہ

اور حضرت مرتضیٰ مثل خاتم الانبیا کے خاتم الخلفا ہوے ان چار خلفاے باصفوت و صفا کے فیض کرامت و ولایت و کشف ہدایت و نعمت عطیہ رب العزت بسبیل فیضان الی الآن بزم گاہ شہود میں جاری ہے خرقہ فقرا انھیں سے بکر شریف پر درست و زیبا ہوا اور سلسلہ اولیاے کرام نے انکی ذات بابرکات سے استحکام نسبت درست کیا اگر صاحب باعظمت و کرامت کے واقعات و صفات تحریر ہوں تو دفتروں میں گنجایش نہو اسی خیال سے مولف کتاب ترقیم واقعات معظمات سے دست کشیدہ و پا بدامن پیچیدہ ہوکر بعض بعض حالات و واقعات خاندان چشت سے بسبیل ایجاز کتاب کو زیب نگارش دیتا ہے الغرض جوکچھ اس سلسلہ عالی باعظمت سے نسبت ارادت درست کچھ کچھ مدایح و مناقب ان اصحاب عالی مدارج و الامناقب کے

کتب متداولہ سے علی قدر وسع تفحص کرکے اور بعض تمام روایات کثیرہ مستنبط کرکے فراہم کرکے
بطور شجرہ طیبہ کہ اصلہا ثابت وفرعہا فی السما رشتہ بیاض کیا اول سلسلہ میں سخن کو بذکر
مناقب وحالات کرامت آیات حضرت شاہ ولایت مرتضیٰ علی رضی اللہ عنہ زینت آغاز
دیباچہ کی ہے بوجہ کہ ایک تو مولف جس خاندان کرامت توامان کا مرید ہے اس کا سلسلہ
بیعت ارادت ید اللہ شیر خدا کے دست مبارک پر درست ہوا ہے دوسرے مولف کو ارادت تمام
حضرت قدسی مقام کی جناب میں بواسطہ بیعت اپنے مرشدان کرام کے بیشتر از بیش
ہے اور ان سلسلوں کے سوا صحابہ کرام پر منتہی ہوتے ہیں جملہ مشائخ کبار وفقرا کردار
کا وسیلہ باعتبار حضرت حیدر کرار ہی کی ذات فائض البرکات ہے جو کچھ کسی نے لطافت
کشف وکرامت پائی آنحضرت مصداق انا مدینۃ العلم وعلی بابہا کے فیض سے پائی اس وجہ سے
والکل سے نگارندۂ تذکرہ حیراؤ کا یہ فرض ہوا کہ حضرت شاہ ولایت پناہ کا ذکر دربیان
دیباچہ وآغاز کتاب کرے اور اول سو سلسلہ کا تذکرہ کرے کہ سلسلہ عالیہ چشتیہ کا حال یہ ہے جب حق سبحانہ
کہ خداوند جل شانہ نے اپنی اظہار کے واسطے ایک نور ذات فائض علیحدہ کرکے اسکا نام نور محمد
رکھا اور یہیں سے الانسان سری وانا سرہ کا راز کھلا پھر اس پاک نور سے پیشتر وہ ہزار
عالم نے ظہور پایا اب غور سے دیکھو تو وہی نور خاص ہے پھر خاص اس نور کو ایک تشریف لطیف
بے سایہ عنایت فرمایا اور اسکو حبیب بنا کر دوا اور خاتم الانبیا کیا کیونکہ ابتدا انکی اسی نور
سے تھی اور انتہا بھی اسی پر ہوئی اور اسکو محرم خلوتکدۂ خاص کیا اور عالم شہود سے
یعنی ناسوت سے طرف ملکوت کے وہاں سے جانب جبروت اور پھر خاص لاہوت میں
بلا کر اپنے وصال سے مشرف فرمایا اور خلعت خاص عطا کیا اور حکم دیا کہ یہ خلعت قیامت
تک تیرے وسیلہ سے تیری امت کے اولیاؤں پر مترتب رہا چنانچہ مشہور ہے کہ وہ خلعت
خاص کہ جس میں خرقہ وکلاہ چار ترکی تھا بروز معراج حضرت خاتم الانبیا کو جناب باری سے
مرحمت ہوا تھا اور وہ خاص راز کہ جس سے حضرت کو محرم خاص بنایا تھا حضرت شاہ ولایت پناہ سے

حلۂ اصحاب خلّت تاب کر روبرو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو عنایت کیا اور وہی تشریف
شریف حضرت مولانا علی کرم اللہ وجہہ سے پیران چشت کو دست بدست پہونچتا رہا غرض اصل
خواجگان چشت کا وہی برگزیدۂ اتقیا و اصفیا ستودۂ مقامات انبیا و اولیا مقدم نشین چار
بالش ایمان سر حلقۂ زمرۂ مسلوقان کعبۂ عرفان والیقان خاتم الخلفا و راشدین مکمل صدر آرایان
مناصب مناسک دین حضرت سید المرسلین مصحف ناطق حجت صادق شیر بیشۂ وغا
بہر بیستان سخا صاحب دلدل و ذوالفقار قاتل کفار و اشرار مقرب درگاہ احدیت معززۂ
حضرت صمدیت مظہر العجائب مصدر الغرائب شہنشاہ دین پناہ سلطان فلک بارگاہ محرم راز
الٰہی واقف اسرار نامتناہی امام المتقین یعسوب الدین قامع المشرکین قاتل الملحدین سلطان المشارق
والمغارب اسد اللہ الغالب علی کل غالب قدوۃ الاخیار زبدۃ الابرار حیدر کرار زور بازوے
مصطفےٰ ید اللہ حضرت علی مرتضیٰ ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کہ وصی و نائب و داماد و رازدار محرم
اسرار و ابن عم حضرت سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم کہ تمامی اوصاف بذل و عطا تسلیم و رضا سے
آپکی ذات مقدس متصف ہے اور انا مدینۃ العلم و علی بابہا و دمک دمی و لحمک لحمی آپکی شان میں
رسول مقبول نے فرمایا ہے گویا آپ ہی کی ذات اطہر کو مرجع خاص و عام ٹھہرایا ہے آپ ایام
طفولیت میں سب سے پہلے اسلام لائے اور غزوات میں جان و دل سے بموجب ارشاد والا حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم لڑے اور ہزاروں کافروں کو مسلمان کیا در خیبر کہ مثل کوہ کے تھا بحکم
خدای قدیر اوکھاڑ کر پھینک دیا اور اپنے فرزندوں کو حوالہ سائل کے کر دیا بلکہ خود حوالہ
ہوگئے حتّے کہ رسول مقبول نے فرمایا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنی جسکا مولا ہوں علی
اسکا مولا ہے اور آپ پیدا ہوئے اندر کعبہ معظمہ کے اور برادر عم زاد رسول خدا کے تھے اور داماد
تھے اور نکاح آپکا عرش پر ہوا اور سردار جوانان جنت ہیں شیر خدا کا خطاب مرحمت ہوا تھا
اور راز ربانی اور رمز عرفانی جو سینہ آئینہ صورت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں
مخفی تھی وہ سوائے خاتم الخلفا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے کسی کو عنایت نہیں ہوئے آپنے

راز نہانی و حدت اور اسرار حقیقت کو حضرت علی کو آشکارا کیا اور اسم اعظم سکھلایا اور اپنا خلیفہ
خاص کیا اور ارشاد فرمایا کہ قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہیگا اور خرقہ فقر و ارادت کا
حضرت خاتم الانبیا نے آپکو عطا فرمایا اور جانشین اپنا مقرر کیا اور علوم لدنی اور اسرار
باطنی سے محرم راز اپنا فرمایا خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین شیخنا فی الوصول والصفا
علی المرتضی اور بزبان انکا ہے کہ آپکی شان مقدس مین کلام مجید کی پینتیس ۳۵ آیتین وارد
و نازل ہین کہ جنسے علو مرتبت و افضیلت و علمیت آپکی ثابت ہوتی ہے بطریق تشریح ایک
آیۃ حوالہ مقام کیجاتی ہین کما قال اللہ تعالی تریٰھم رکعا سجداً یبتغون فضلاً من اللہ
ورضوانا اور اکثر حدیث شریف آپکی صفت وارد ہین کہ من اراد ان ینظر الی آدم
وصفوتہ والی یوسف وحسنہ والی موسی وصلابتہ والی عیسی وزہدہ والی محمد صلعم وخلقہ
فلینظر الی ابن ابیطالب نقل ہے کہ آپ بروز جمعہ سترھوین رجب المرجب سنہ ۳۰
عام الفیل کو اندرون خانہ کعبہ متولد ہوئے اور مفصل حال آپکا کتب سیر سے واضح
ہے آپ جانبین سے ہاشمی نژاد ہین جسوقت یہ خبر فرحت اثر سمع مبارک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی
تو آپنے فرما بھیجا کہ جبتک ہم نہ آئین اس مولود کو شیر نہ پلائین جب آپ تشریف لائے
تو زبان مبارک کہ مفتاح کنوز اسرار الٰہی تھی دہن مبارک علی مرتضی مین رکھی اور اول اس
ماہر اسرار ربانی نے حضرت صلعم کی زبان اقدس سے لعاب دہن چوسا اسوقت حضرت
رسالت پناہ نے ارشاد کیا کہ اسوقت تمام اسرار حق و غیب حق بوسیلہ اس لعاب
دہن کو اس مولود کو سینہ بے کینہ مین سرایت کر گئے اور آپنے اسوقت نام اس مولود کا علی
رکھا القاب و اسما اس ولایت پناہ کے اکثر ایک ہین کہ درج تفصیل ہین و ھو ہذا علی
ولی وصی رضی مرضی ملی وفی وافی عافی زکی زاکی تقی نقی قاری والی سخی داعی مصطفی
قریشی ہاشمی مرتضی اخ المصطفی ابوالحسن ابوتراب مومن حارث عابد زاہد ساجد راکع
قاسم سایم صادق صاحب کنیت صالح فاضل واصل کامل اکمل ناصح محرم اسرار

مہتدی متقی مکی محلل محرم منعم مکرم محترم نجیب نقیب غالب خلیل شریف مشرف امیر مسعود مسلم
سالم قایم قوام شہید حمید جلی جری مجتہد علیم عالم معلم اعلم حافظ ناصر طاہر مطہر طیب مطیب
عادل باذل جواد رؤف کبیر کریم حلیم حکیم شجاع منصور جمیل غازی مظفر غضنفر سید مبین حاضر
ناظر فاتح راجح وحنین جاہد طالب مطالبہ بکر عزیز سعید عارف موحد حیدر ابن عم رسول اللہ صلعم
اخ النبی اور زہادان السما مبرک کر سوا حضرت کو یاد کرتے ہیں امیر النحل امام المتقین
امیر المومنین مظہر العجائب والغرائب زوج زہرا ابو سبطین اسد اللہ نور القمر عزت القمر
عصمت اللہ غضنفر اللہ ولی اللہ ولی الملک ولی الجمیل ولی الجلیل ولی المبدی ولی المجید
ولی الفاتح ولی القاہر ولی القہار ولی السلام ولی المنعم ولی الشکور ولی الشاکر ولی العظیم
ولی المجیب ولی الغنی ولی العزیز ختم الخلفاء الراشدین عبدالحی عبدالقیوم عبدالمومن عبدالصبور
عبدالستار عبدالغنی عبدالسمیع عبدالبصیر عبدالعلیم عبدالحکیم عبدالمستغنی عبدالقدوس عبدالصمد
عبدالرزاق عبدالرب رضی اللہ تعالی عنہ و اولادہ الطیبین اجمعین یہ تمام اسماء والقاب و
کنیت آپ کی ہیں حضرت کی اولاد و ازواج مطہرات بدین تفصیل ہے کہ ازواج میں
اول حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا تھیں بعد رحلت سیدہ عالم کے حضرت زینب و امامہ بنت
بنت ابوالعاص و ام البنین بنت حزام اسماء بنت عمیس الخثعمیہ ام حبیبہ بنت ربیعہ و خولہ
جعفر حنفیہ بنت امرء القیس ام سعید بنت عروہ و لیلی بنت خالد یہ سب خواتین عصمت
آیات تو تھیں اور اولاد امجاد آپ کی بائیس فرزند اور سولہ دختر تھیں اول خلف
ابومحمد الحسن دوسرے ابی عبداللہ الحسین تیسرے محسن کہ لقب انکا طاہر تھا اور محمد حنفیہ اور
عمرو اور عباس و جعفر و عبداللہ عثمان و محمد اصغر عبداللہ یحیی عون ابوبکر سعد حاتم عالم
قاسم غالب ناصر عابد یہ بائیس فرزند دلبند تھے اسماء دختران زینب کبری
زینب صغری رقیہ کبری رقیہ صغری ام الحسن رملہ نفیسہ ام ہانی ام الکرام ام جعفر ام سلیم
میمونہ خدیجہ فاطمہ ام کلثوم یہ سولہ دختران حضرت کے نام ہیں یکتائے عصمت و جلال مشہور ہیں چنانچہ

نقل ہی کہ ایک روز حضرت رسالت پناہ شیر خدا کے زانو پر سر رکھکر خواب آرام مین تھے کہ آفتاب
قریب غروب کے ہوا اسمین حضرت بیدار ہوئے آپنے دعا کی کہ ببرکت علی آفتاب جس جگہ ہے
ٹھہر جاوے بحکم خدای جلیل آفتاب اپنے مقام پر ٹھہر گیا حضرت مولا علی نے وضو تازہ کیا
اور نماز عصر پڑھی اور آفتاب اپنی جگہ پر رہا جب سب کامون سے فارغ ہوگئے تب آفتاب
غروب ہوا نقل ہی کہ حضرت شاہ ولایت متوجہ سفر بابل ہوے راہ مین عبور فرات وقوع
مین آیا اسیطرح نماز عصر قضا ہونے لگی ببرکت دعاے حضرت کے آفتاب کی جنبش نہونے سے
وقت نماز برقرار رہا اور حضرت نے چند تن کے ساتھ نہایت فارغ البالی سے نماز ادا کی
بعد فراغ صلوٰۃ کے آفتاب یکبار غروب ہوگیا نقل ہی کہ آپکی فقر و فاقہ اور استغنا و تسلیم و
رضا کی یہ صورت تھی کہ حضرت اکثر بعد تین دن کے بعض اوقات بعد پانچ چھہ روز کے روزہ
افطار کرتے اور فاقون مین بسر کرتے افطار آپ کا ایک چلو پانی اور ایک مشت جو کے ستو
مقرر تھے اور اس امر سے کسی کو اطلاع نہ دیتے ان تکالیف کو نعماے الٰہی سے تصور کرتے
نہایت صبوری اور شکوری سے شیرین کام شکر و سپاس ایزدی مین تھے حضرت بدرجہ غایت
صابر و شاکر و قانع تھے کسی نے حضرت سے پوچھا کہ بہترین نعمات کیا ہی ارشاد کیا کہ
غنا القلب باللہ یعنی خدا تعالی کی معرفت سے دل کو تونگر رکھنا جسکو یہ دولت حاصل ہے
دنیا اسکو فقیر نہیں کر سکتی اکثر اوقات مومنین کو طاعت و عبادت ربانی مین سرگرم و مستعد
فرماتے اور زہد و تقوی کی لذت کو چکھاتے مواعظ و نصائح مین نہایت عمدہ کلمات ادا کرتے
اکثر بعض جماعت کو حلقہ کر کے چاشنی رموز رشد و ارشاد سے شیرین مذاق فرماتے فقر و فاقہ
و اتقا سے کام تھا ہمیشہ محتاجون اور غریبون سے دوستی رکھتے سائلون کا سوال پورا کرتے نقل ہی
کہ جب سرور کائنات صلعم اپنے عم ابی طالب کے یہان ایام حمل مین جاتے تو آپ اپنی والدہ کے
شکم مین واسطے تعظیم کے متحرک ہوتے تو آپکی والدہ ماجدہ کھڑی ہو جاتین نقل ہی کہ جب حضرت گھوڑے
پر سوار ہوتے تو ایک رکاب مین پانو رکھتے اور قرآن شروع کرتے جب دوسری

رکاب مین پانون رکھتے تو قرآن شریف ختم کرتے اس قلیل ساعت مین ہمیشہ ختم کلام مجید
کیا کسی نے پوچھا کہ حضرت کسطرح آپ ختم کرتے ہین آپنے فرمایا کہ حرف بحرف پڑھتا ہون نقل
ہے کہ وقت افطار اسقدر گریہ کرتے تھے کہ ریش مبارک اور جامہ تن تر ہو جاتے روزہ کو
نہایت عزیز اور گرامی رکھتے تھے اور یہ فرماتے کہ مین گرسنگی سے ہمیشہ نہایت خوش ہون اور
کمال لذت پاتا ہون اور طعام کے حلال و حرام مین تامل کرتا ہون کہ اسکا حساب دینا ہے اور
حرام کے عذاب کی فکر ہے نقل ہے کہ حضرت جب کوفہ مین تشریف لیگئے اور وہان کی مسجد مین
مشغول عبادت رہتے تھے وہین ایک پیر نابینا عبد الجلال بیکس و مفلوک رہتا تھا حضرت
امام الہدی انیس الفقرا کو اُسکے حال پر رحم آیا کمال توجہ فرمائی اور نہایت رفق و ملاطفت
سے اسکی خبرگیری رکھتے تھے جو طعام لذیذ کہ اہل کوفہ اُنکی دعوت کا لاتے تھے وہ سب
اُس نابینا کو دیدیتے تھے ایک روز حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی محفل مبارک مین
دسترخوان پر بہت لوگ تھے وہ نابینا بھی موجود ہوا اور وقت خورش طعام زیر دامن
طعام چھپاتا جاتا تھا امام ہمام کی نظر اسپر جا پڑی فرمایا کہ اے شخص تو پیٹ بھر کر کھانا کھا لے
اور گھر جاویگا تو اور کھانا تجکو دیا جاویگا پھر کسواسطے ایسے چوری کرتا ہے اور کھانے کو چھپاتا
ہے اُسنے عرض کیا کہ اے نور چشم رسول مین اپنے گھر واسطے یہ کھانا نہین چھپاتا ہون میرا ایک
حسین دوست ہے اُسکے واسطے رکھتا ہون امام نے پوچھا وہ کون ہے عرض کیا کہ وہ صائم الدہر
قائم اللیل ہے حضرت نے کہا زیادہ تصریح کر التماس کیا کہ وہ کچھ کون کو کھانا کھلاتا ہے عاجزون
کی خبر لیتا ہے امام نے ارشاد کیا کہ مشرح کہہ کہا کہ وہ شخص ہے کہ اسکی تکبیر کہنے کے ساتھ
[illegible] سقف و جدار تکبیر اللہ اکبر کہتے ہین [illegible] جب افطار روزہ
کرتا ہے تو کسی قدر جو کے ستو کھاتا ہے یہ طعام اُس شفیق کیواسطے لیے جاتا ہون اُسوقت
امام عالیمقام بہت روئے اور فرمایا کہ وہ تجھے صفات علی مرتضیٰ بزرگوار ہمارے پدر
بزرگوار مین اس قسم کا طعام تناول نہین فرماتے ایک برس ہم سب فرزند اُنکی مشقت کر [illegible]

لیکن وہ قبول نہیں کرتے ہیں ہمیشہ لذات دنیوی سے محترز اور مجتنب رہتے ہیں فقر و فاقہ میں
اوقات بسر کرتے ہیں چنانچہ وہ مرد کچھ طعام حضرت کے پاس لیگیا لیکن آپنے نہیں کھایا اور
مساکین کو دیدیا الغرض اللہ مجاہدات نفس اور ریاضت شاقہ تقوای و طہارت حضرت کی
ذات عالی پر ختم ہیں اوصاف آپ کے ہرگز حیطۂ تحریر و تقریر میں نہ آویں اور نہ آسکے
نقل ہے کہ کسی مقام پر چند جہودی فراہم بیٹھے ہوے تھے ناگہان ایک درویش دلریش
ادھر آ گذرا اور جماعت کو دیکھکر اونسے حاجت چاہی سوال کیا جہودون نے سائل کو مسلمان
دیکھکر تمسخر کرنا شروع کیا اتفاقیہ سامنے حیدر کرار سخی نامدار تشریف لاتے تھے جملہ جہودون
نے بطریق استہزا و تمسخر فقیر سے کہا کہ دیکھ وہ شاہ مردان آتے ہیں اونسے عرض حاجت
کر درویش خدمت والا میں حاضر ہوا اور سوال کیا حضرت نے اسکا ہاتھ پکڑکے
دس بار درود شریف پڑھکر اور مٹھی اوسکی بند کردی اور رخصت کیا درویش نے
پھر اسی جماعت میں جاکر سوال کیا جہودون نے کہا کہ تجکو علی مرتضے نے کیا دیا اسنے کہا کہ
دس مرتبہ درود پڑھدی ہے اور مٹھی بند کردی ہے جہودون نے اسکی مٹھی اپنے ہاتھ سے
کھولی دیکھا تو عجیب نقود و کنوز اسرار غیب ہیں یعنی بہت دینار سرخ اسکی مٹھی میں بند ہیں
اس حال کو دیکھکر تمام جم غفیر جہودون کا بصدق دل حلقۂ اسلام میں داخل ہوا نقل ہے
کہ بزمانۂ خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایک اعرابی فریاد کنان و نالہ زنان دار الخلافت
خلیفہ اکبر میں آکر متظلم مدعا ہوا کہ حضرت رسول مقبول صلعم نے فلان مقام پر فلان جگہ
مجھسے ستر شتر سرخ مو بیش قیمت خریدے تھے حضرت نے تو انتقال فرمایا اب میں کس سے لون
مگر خلیفہ وقت اوا فرمایئن حضرت صدیق اکبر نے حسب ضابطۂ شرعیہ اوس سے فرمایا کہ دو گواہ اور
تمسک کامل پیش کر اعرابی سخت گھبرایا احضار شاہدین و ثبت تمسک سے معذور رہا صاف
انکار کیا اور کوئی وجہ ثبوت پیش نکر سکا مگر دعوی صادق طلب مدعا سے دست کش نہوا حضرت
عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گیا وہان بھی وہی جواب پایا پھر حضرت عثمان رضی

جامع قرآن رضی اللہ عنہ کی خدمت مین جاکر ملتمس ہوا وہان بھی مثل اول کے جواب صاف پایا
اور رونے لگا ایک شخص نے کہا کہ تو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس جا اگر دعوے
تیرا صحیح ہے تو مدعا تیرا وہان حاصل ہوگا اعرابی اسی طرح گریان خدمت سراپا سعادت حضرت
ولایت پناہ مین حاضر ہوا اور عرض مدعا کیا اور سب ماجرا بیان کیا آپنے تھوڑی دیر
تو تامل فرمایا اور پھر آپ کو فرمودہ حضرت رسالت پناہ یاد آیا کہ آپنے حالت بیماری
مین ارشاد فرمایا تھا کہ بعد میرے ایک اعرابی تمھارے پاس آویگا اور سو شتر کا دعویٰ کریگا
تم اسکو ہمراہ لیکر جنگل مین فلان ٹیلہ پر جانا اور یہ دعا پڑھنا بحکم خدای قدیر اُس ٹیلہ سے
ایک مہار شتر پیدا ہوگی اُسکو پکڑ کر کھینچنا تو سو شتر سرخ مو کی قطار نکلیگی وہ اُس اعرابی کو
حوالہ کر دینا پس اُسی وقت حضرت سلطان الاولیا نے حضرت سلمان فارسی کو بلوا کر فرمایا
کہ باجتماع جملہ مردمان شہر مدینہ مین منادی کرا دو کہ جملہ صغار و کبار شہر کے فلان وقت فلان
جگہ مجتمع ہون اور تماشای قدرت ایزدی کا ملاحظہ کرین حسب الحکم منادی تمام شہر مین
ہوگئی دوسرے دن علی الصباح تمام خلق انبوہ در انبوہ اُسی مقام مسعود بجہ جمع ہوئی اور وہ
خلیفہ رسول اللہ صلعم اور جملہ اصحاب اُس جگہ موجود ہوے اُس اثنا مین حضرت شاہ ولایت
ایک جماعت کثیر کو ہمراہ لیے ہوے اُسی مقام پر تشریف لائے اور اعرابی بھی حاضر ہوا
قریب پشتہ ریگ کے روبقبلہ ہو کر آپنے اول درود شریف پڑھی اور پھر وہ دعا جو حضور نے
فرمائی تھی پڑھنی شروع کی جسوقت دعا تمام ہوئی ایک مہار شتر پشتہ ریگ سے نمودار ہوئی
آپنے بسم اللہ کہکر اسکو کھینچا ایک شتر سرخ مو نکلا اور پیچھے اوسکے قطار اشتران کی نکلنے لگی
آپ نے وہ مہار حوالہ اعرابی کر دی اور فرمایا کہ تیرے ایسی ہی تھی اُسنے اقرار کیا سب حاضرین
نے اُسوقت یہ کرامت حضرت رسالت پناہ کی دیکھکر سبحٰنک اللہ عظمت جلالک
کا شور کیا اور جسقدر کفار وہان موجود تھے اور پہلے اُنکو ایسا یقین نہ تھا بصدق
دل ایمان لائے اور اعرابی نے یہ اعجاز حضرت رسالت پناہ اور کرامت حضرت ولایت دستگاہ کی

دیکھکر شکر ادا کیا اور شاد شاد وہان سے اپنے گھر کو معاودت کی الحق راست ہی شعر علی کو کوئی
کیا جانے علی مصطفےٰ جانے + علی جانے علی کو کچھ اگر جانے خدا جانے + نقل کہ حضرت ابوتراب شمس الشموس
انیس النفوس تمام شب بیدار رہتی تھی اور خشوع وخضوع کے ساتھ تسبیح و تہلیل مجاہدہ نفس
وریاضت شاقہ وثنائے الٰہی مین مشغول رہتے تھے وقت طلوع آفتاب کے روبقبلہ ہوکر
حضرت المرسلین پر درود ثنا محمود وپڑھتے تھے پھر شوق وعظ مین صرف ہمت فرماتے
اور اکثر عالم ذوق مین رہتے افعال واقوال آپ کے حضرت سرور کائنات سے نہایت مماثل
تھے حبیب سے خرقۂ فقر وارادت کو تن مبارک پر آراستہ کیا تھا آپ کو اکثر گریہ وزاری وخوف
باری طاری ہوتا فرماتے تھے کہ مین نے خرقہ حضرت سلطان دوعالم کا اسواسطے ہر وقت
زیب بدن کیا ہے کہ اسکی برکت سے حصول مقاصد عشق الٰہی ہون اور حضرت نے اس
دولت خاص کا مجکو امین فرمایا ہی ایسا نہو کہ غیر متابعت افعال یا اقوال وسنت وطریقت حضرت
محبوب رب العزت کے وقوع مین آوین اور فردائے قیامت کو شرمسار ہون نقل ہی
کہ ایک مرتبہ ہنگام جنگ پائے مبارک مین پیکان تیر ٹوٹ کر رہگیا لوگون نے ہر چند نکالا مگر قدم
مبارک سے نہ نکلا اور پائے اقدس پر ورم آگیا اس تدبیر مین حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ
نے فرمایا کہ حضرت کو وقت نماز حضور قلب ہوتا ہی اور آپ ذوق وشوق مین ایسے بیخبر
ہوتے ہین کہ اگر اکثر نشتر جسد اقدس مین لگین تو حضرت کو مطلق خبر نہو چنانچہ لوگون نے
ایسا ہی کیا کہ جب دیکھا کہ پیکان کسی تدبیر سے نہین نکلتا ہی اور آپ کو نہایت تکلیف
ہوتی ہی تو اسوقت موقوف رکھا اور جب آپ نماز مین مشغول ہوئے تو خادمون نے
وہ پیکان پای اقدس سے نکال لیا اور حضرت کو مطلق خبر نہوئی جب نماز سے فارغ ہوئے
اور پائے مبارک پر خون روان دیکھا تو آپ نے تجدید وضو کیا اور نماز مین بدستور مصروف
ہوئے سبحان اللہ ذات والاصفات عجب جامع حسنات تھی کہ ہر صفت مین ایک نمونہ قدرت
الٰہی کا تماشا ہوتا تھا۔ حال کرامت اشتغال آپ کے حیطہ تحریر وتقریر سے باہر ہین

اور مثل آفتاب کے اظہر ملکہ ہر شخص پا ہر اسواسطے چند سطریں بطریق ایجاز کے احب درج ہوتی ہیں
نقل ہے کہ حضرت شاہ ولایت نے چھ خلیفہ اپنے کیے تھے ایک حضرت امام المسلمین حضرت امام حسن
رضی اللہ عنہ دوسرے امام ہمام حضرت امام حسین علیہ السلام تیسرے قطب الاقطاب حضرت
خواجہ اویس قرنی چوتھے حضرت قطب السالکین حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ پانچویں
کمیل بن زیاد چھٹے قاضی ابو المقدم بن ہانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین حضرت نے چھ برس
خلافت کی سن مبارک آپ کا بعض روایات سے ساٹھ برس کا تھا اور بعض تریسٹھ سال کا
بیان کرتے ہیں سنہ چالیس ہجری تھا انیسویں یا سترھویں رمضان المبارک شب جمعہ کو یا اکیسویں
ماہ مذکور کو حضرت نے جام شہادت نوش فرمایا اور واصل الی اللہ ہوئے نقل ہے کہ چند آدمی
ایک شخص مرہ بن قیس کافر شقی ازلی نے نہایت قساوت قلبی سے قبر شریف کا کھودنا چاہا
اور نعش مبارک کا نکالنا منظور کیا قریب روضہ اقدس کے اس خیال بدمآل سے آیا ہنوز
مرتکب اس فعل بد کا نہوا تھا کہ اندرون مرقد مطہر سے دو انگشت مثل ذوالفقار نکلیں
اور گردن ملعون پر لگیں بسان تیغ تیز سر کو قلم کیا اور وہ ناری اسیوقت گرد نار کو پہنچا
جب اور مردودوں نے یہ کرامت حضرت کی معائنہ کی خیالات فاسدہ سے تائب ہوئے الحق
ممات ولی اللہ حیات قبول بارگاہ صمدی کو ہر وقت حیات ہے انکو ممات نہیں ہے شعر کشتگان
خنجر تسلیم را ہر زمان از غیب جان دیگر ست اور واقعہ شہادت آپکا مشہور ہے کہ آپکو
غلام ابن ملجم نے اندرون مسجد کوفہ کے وقت عبادت جناب باری کے زخمی کیا اور جب
لوگوں نے اسکو گرفتار کیا تو آپ نے اپنا خون بخشدیا اور اسکو کچھ تشدد نہ کیا بلکہ جب آپکے
واسطے شربت پلائی تو آپ نے فرمایا کہ ابن ملجم کو دے آؤ کیونکہ اسکو مجھ سے زیادہ تشنگی ہے
اللہ اللہ باوجود ایسی بڑی خطا کے بھی آپنے عطا فرمائی یہ شان ستاری کا جلوہ ہے اور آپکے مدفون
ہونے میں اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ بموجب وصیت کے شتر پر نعش مبارک کا صندوق
رکھدیا تھا کہ وہ میان کوہ نجف لیگیا اور بعض کہیں اور بیان کرتے ہیں لیکن روایت اول پر اکثر

اتفاق ہی بیسوین ماہ رمضان سنہ چہل ہجری نبوی صلعم کو آپ رونق بخش خلد برین ہوئے چنانچہ
تاریخ وفات آپکی مشہور ہے ابن ملجم برید فرق علی ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون فقط ۔

بیان حضرت قطب الاقطاب خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

بعد شہادت حضرت شاہ ولایت کے سلسلہ خاندان والا شان چشتیہ کا خواجہ خواجگان حضرت
حسن بصری سے رونق فزا ہوا منصب خلافت طریقت ومعرفت حضرت کو ملا خواجہ صاحب
نہایت متقی اور پارسا تھے اور ریاضت ومجاہدہ سے ایک دم خالی نہ رہتے صاحب کرامات او
مستجاب الدعوات تھے آپکی ذات مصدر سعادات تھی کنیت آپکی ابو محمد اور بعض ابو نصر کہتے
تھے آپ تابعین مین افضل واعظم ہین امام الحرمین بھی تھے کلام کرامت نظام آپ کا غایت
فصاحت وبلاغت سے مثال کلام انبیا تھا خلاصہ آپ کی تقریر مین علین پر تو کلام معجز نظام
حضرت خیر الانام نمایان ہوتا تھا عالم علم ظاہری ومعنوی تھے واقف راز خفی وجلی تھے
حضرت شاہ ولایت نے آپکو وہ خرقہ فقر وارادت کا عطا فرمایا تھا جو حضرت سید المرسلین سے
حضرت کو ملا تھا اوصاف حضرت خواجہ کے بے حد وبے عد ہین مقام سلوک ووصول وفضائل
جلائل اجتہاد وزہد وتقوی وفقر وورع وتصرفات وتقربات وغنائم مین آپکا سرمایہ وافی جناب
باری سے ملا تھا آپ صاحب ولایت باعظمت تھے ہدایت وارشاد ومواعظ ونصایح سے
لوگون کو بدل نعمت فرماتے تھے اکثر آدمیون کو ارشاد کلام سلوک وعرفان سے ہمدل کرکے
واصل محبت الہی کرتے تھے قطع نظر ماہریت علم باطنی کے علوم ظاہری مین بھی آپ کو منصب
امامت حاصل تھا چنانچہ اکثر مقامات پر کتب متداولہ مین اکثر جگا امام بصری لکھا ہے آپ کی تصرفات
سے [illegible] مشہور ہین [illegible] تھے بعض نام
عمر تمام فسق وفجور کا نہین لیتے تھے اور دنیادار ترک دنیا کرتے تھے ۔ نقل ہے کہ حسن لوئی
کی ابتدا مین نہایت مالدار تھے اور سوداگری کرتے تھے آخر ایک روز جذبہ محبت الہی نے
کشش کی تمام مال ومنال اپنا خدا کی راہ مین تقسیم کر دیا اور قوت یک روزہ بھی نہ رکھا اور حضرت

علیؓ کی خدمت مین رہنا اختیار کیا اور ریاضت اور مجاہدہ اس حد کو پہونچایا کہ بعد چار پانچ روز
کے افطار صوم کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مین نے خرقہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کا حضرت مرتضیٰ
علی سے پایا ہے کیونکہ متابعت نکرون اور لکھا ہی کہ ستر برس تک آپ کا وضو سوا استنجا کے
نہین گیا اور آپ سردار اس گروہ فقر کے تھے۔ ایک شخص نے کہا کہ حسن بصری نے یہ بزرگی کیونکر
پائی دوسرے بزرگ نے بجواب اسکے فرمایا کہ حسن کو ساتھ خلق کے کچھ حاجت نہین اور خلق کو حسن
کے ساتھ علم و فضل اور نصیحت اور ہدایت کی حاجت ہی نقل ہی کہ جسوقت حضرت بصری تولد
ہوئے تو روبروی حضرت عمرؓ کے لیگئے آپ نے دیکھکر فرمایا کہ اس طفل کا نام حسن رکھو کہ صورت
مین حسین ہی۔ نقل ہی کہ حالت شیرخوارگی مین حضرت بی بی ام سلمہؓ کی خدمت مین رہتے تھے
اور آپنے شیر انکا پایا ہی اور یہی سبب زیادہ تر بزرگی کا ہی کہ بی بی صاحبہ موصوفہ نے انکے
حق مین دعا کی ہی کہ الٰہی اس طفل کو مقتدائے خلق کر اور ایسا ہی ہوا نقل ہی کہ ایک روز پیالہ
مطہرہ حضرت رسالت پناہ صلعم کا پانی سے بھرا ہوا رکھا تھا خواجہ نے وہ پانی بالکل پی لیا جب
حضرت نے وہ پانی طلب کیا تو بی بی صاحبہ نے عرض کیا کہ وہ پانی تو حسن پی گیا اسوقت
رسول خدا نے فرمایا کہ جسقدر تم نے پانی پیا ہے اسیقدر علم میرا اسمین سرایت کر گیا اور آپنے
ایکبار بغل مین بھی لیا ہی نقل ہی کہ آپ اکثر خاموش رہتے تھے اور باتین کم کرتے تھے
اور خلوت مین تشریف رکھتے تھے اور یہان تک رویا کرتے کہ پانی آنسوؤن کا ناودان سے بہتا
ہوکر بہا کرتا اور جو کوئی دریافت کرتا کہ یہ پانی کیسا ہی تو آپ فرماتے کہ یہ پانی چشم گنہگار
کا ہی اور آپ صاحب ذوق و شوق اور اہل درد تھے اور راگ اکثر سنا کرتے اور خوف خدا
بہت کیا کرتے اور جب کوئی ذکر خدا کرتا تو آپ سنکر بیہوش ہوجاتے آخر کو مبارک پانؤن
چھوڑ کتے جب ہوش آتا اور آپ اس حالت مین فرماتے کہ الٰہی حسن گنہگار ہی اسپر نظر رحمت کر
اور فردائے قیامت کو شرمندہ نکرنا نقل ہی کہ ایک روز مالک دینار نے آپسے سوال کیا کہ
عقوبت عالم کیا ہی فرمایا کہ مرنا دل کا پھر سوال کیا کہ مرنا دل کا کیا ہی کہا کہ حب دنیا اور ایک

شخص نے پوچھا کہ حال ہم دنیا دارون کا کیونکر ہی آپنے فرمایا کہ لوگ جسطرح دریا مین ہون اور
کشتی شکستہ ہو نقل ہی کہ ایک روز ایک شخص نے کہا کہ فلان شخص حالت جانکنی مین ہے
فرمایا کہ یہ مت کہ بلکہ یون کہ کہ ہفتاد سال سے وہ شخص جانکنی مین تھا اب سے مخلصی ہوئی
ہے اور اپنی جگہ پر پہونچیگا یہان مسافرت مین تھا نقل ہی کہ ایک روز آپنے فرمایا کہ میرے
نزدیک کوسفند آدمی سے آگاہ زیادہ ہی دور سے آواز شبان کو سنکر چرائی سے باز رہتی ہی
اور آدمی سخن خدا بھی سنکر اپنی حرکت سے باز نہین آتا ہیہات ہیہات نقل ہی کہ کسی نے
آپسے دریافت کیا کہ مسلمانی کیا شئے ہی اور مسلمان کون ہی آپنے فرمایا کہ مسلمانی کتاب
مین ہی اور مسلمان گور مین اور ارشاد کیا کہ جو شخص بعد اپنے دنیا کو دیکھنا چاہے وہ نگاہ کرے
کہ دنیا بعد اوروں کے کیونکر ہی اسپر اپنا بھی قیاس کرے اور فرمایا کہ توریت مین لکھا
ہی کہ جسنے قناعت کی وہ بے نیاز ہو گیا اور جسنے حسد ترک کیا وہ محبوب ہوا اور جسنے
صبر کیا آسنے بہرہ وری جاوید حاصل کی اور فرمایا کہ معرفت جاوید وہ ہی کہ اسمین
مین ایک ذرہ خصوصیت نہ دیکھے نقل ہی کہ آپ نے ایک روز اپنے خادم سے فرمایا کہ
میرے افطار کو بازار سے نان و ماہی بریان خرید کر لا خادم نے ایسا ہی کیا جب حضرت
نے غذای لطیف دیکھی نہایت تاسف سے کہا کہ درویش کو غذای لطیف سے کیا تعلق
خادم نے عرض کیا کہ خود حضور نے یہ طعام منگایا ہی اب کھانے مین تامل کسواسطے
ہے حضرت نے افسوس کرکے ایک نعرہ دل سے کیا اور معًا بیہوش ہو گئے جب ہوش مین
آئے رجوع بخلہ ہو کر عرض کی کہ خداوندا حسن لکھنوی سے گناہ کیا ہی تو عفو کر اور فقرا کے دفتر
نام اسکا خارج نفرما یا بعد از روی ندامت و تاسف ایک چلہ بھر کچھ نہ کھایا اور مصروف گریہ
ندامت رہے تا آنکہ ندای غیب آئی کہ اے حسن ہمنے عفو کیا اور درویشان کامل پر تجھکو سروری
دی مگر فروتنی و شکستہ حالی کو ترک نکر کہ ہم انہین چیزون کو عزیز رکھتے ہین نقل ہے
کہ حضرت ایک دفعہ ایک گروہ کو ساتھ حج کو جاتے تھے راہ مین تشنگی لوگون پر

غالب ہوئی ناگہان ایک چادہ پر پہونچے کہ ڈول رسّی اُسپر کچھ نتھا اُسوقت خواجہ کامل اُنسے
ہمراہیون سے خطاب کیا کہ مین نماز پڑھتا ہون اور تم کوئین پر پانی پہونچا پھر حضرت تو
مصروف نماز ہوئے اور آدمی جو چاہ پر گئے تو کوئین کو اُبلتے دیکھا سب نے سیراب ہوکر پانی
پیا اور کسی نے وضو کیا آخر کسی شخص نے کوتہ اندیشی سے ایک ظرف پانی اس سے بھر لیا معاً آب
جوشان ته چاہ مین پہونچا حضرت خواجہ نے ارشاد کیا کہ اے شخص تو نے رحمت خدا پر اکتفا نہ کیا ورنہ پانی
اسیطرح اُبلتا اور ہمیشہ لوگون کے کام آتا نقل ہے کہ حجاج ایک روز لشکر و حشم کثیر کے
ساتھ حضرت کی بزم مین داخل ہوا آپ نے کچھ توجہ نہ کی اور جسطرح باتین کر رہے تھے کرتے رہے
حجاج بیٹھا رہا حاضرین مین سے ایک نے یہ استغنا معائنہ کرکے کہا کہ واقع مین حسن نے
پھر حجاج اوٹھا اور بازو سے خواجہ پر ہاتھ رکھکر لوگون سے خطاب کیا کہ اگر دنیا مین مرد خدا
دیکھا تو حسن کو دیکھا مردان خدا ایسے ہوتے ہین نقل ہے کہ ایک شخص کو عرصۂ محشر نظر آیا
اسمین حجاج کو دیکھا پوچھا کہ تو کیا مانگتا ہے جواب دیا کہ جو کچھ موحد لوگ طلب کرتے ہین یہ
سخن اسلیے کہا کہ وقت نزع کہا تھا کہ مردمان تنگ حوصلہ کو دیکھا اسلیے کہ سب متفق اللفظ
یہی کہتے ہین کہ بخشش اسکی نہوگی اور تو رحیم و غفار ہے مجھپر رحم کر اور گویندگان پر ظاہر
فرما کہ فعال لما یرید بس تیری ہی ذات پر سزاوار ہے یعنے جسکے ساتھ جو معاملہ تو چاہتا ہے
کرتا ہے جب حضرت خواجہ نے یہ بات سنی فرمایا کہ یہ کیا مقام ہے زمان آخرت تھا نجات ہوگئی
نقل ہے کہ ایک آتش پرست شمعون نام حضرت قطب الاقطاب کے ہمسایہ مین رہتا تھا آخر
شدت مرض سے حالت نزع مین مبتلا ہوا خواجہ نے یہ حال سنکر بپاس حق الجوار کہ اسکے
گھر تشریف ارزانی فرمائی اور اُسکے بالین پر جا کر خطاب کیا کہ اے مشرک خدا سے توبہ کر کے
اسلام لا قادر ذوالجلال تجھے بخشدیگا اور مکافات آتش پرستی بعد توبہ عذاب نار سعیر سے
تجکو نجات ملیگی شمعون نے کہا کہ خواجہ درست فرماتے ہین مگر مین بخمست وغیرت دو چیز کے
مسلمان نہین ہوتا ایک تہ کہ اہل اسلام دنیا کو برا جانتے ہین اور پھر دنیا کو مانگتے ہین او دوسرت

برحق جان کر بھی سامان عقبی نہین کرتے قطب الاقطاب نے فرمایا کہ یہ سچ مگر اہل اسلام وحدانیت خدا کے مقر ہین لا شریک جانتے ہین اور معصیت کرتے ہین تو اسکی توبہ کے بعد متوقع آمرزش ہین اور وہ غفور الرحیم ہے بخشیگا اور تو نے تمام عمر آتش پرستی مین صرف کی باینہمہ خدمت اگر ایک انگشت بھی آگ کو لگ جاے تو فوراً جلجاے اور مین خدا پرستی سے وہ طاقت رکھتا ہون کہ آتش سوزان مین ہاتھ ڈالدون تو رونگٹا بھی نہ جلے اسوقت شمعون کہا کہ اگر قول آپ کا مطابق واقع ہو تو مین ابھی افعال گذشتہ سے توبہ کرکے مسلمان ہوتا ہون بیٹھئے یہ آتش موجود ہے امتحان کیجیے حضرت قطب الاقطاب ولی خدا نے بسم اللہ کہکر آگ مین ہاتھ ڈالدیا اور دیر تک اسمین رکھے رہے بعنایت الٰہی ایک بال بھی آپکے جسم مبارک کا گرم نہوا شمعون نے یہ کرامت دیکھکر کہا کہ اے خواجہ قول آپ کا درست اور دین آپ کا صحیح ہے مگر مین نے تمام عمر آتش پرستی کی ہے اب ایک دو ساعت کیواسطے یار قدیم سے کیا اعراض کرون اچھا یہ سہی عالم آخرت مین میری آمرزش کی سند کیا ہے کہ جسپر ایمان مغفرت ہو مگر آپ کوئی دستاویز آمرزش آخروی مجھے لکھدین تو ابھی اسلام لاؤن فی الحال خواجہ باکمال نے ایک تحریر اسکو لکھدی اسوقت شمعون بصدق دل مشرف باسلام ہوا اور بہت گریہ کرکے حضرت سے بطور وصیت کہا کہ بعد وفات آپ اپنے ہاتھ سے مجھے غسل و کفن دین اور گور مین رکھین اور یہ خط میرے کفن مین رکھدیجئے کہ بروقت ہنگام بازپرس مجھے حجت و متمسک نجات ہو یہ باتین کرکے انتقال کیا بعد وفات شمعون حضرت خواجہ نے کمال محبت سے تجہیز و تکفین کیا اور نماز پڑھی بعد فراغت اپنے مکان پر آئے اور اس مبادرت سے کمال خجل ہوئے کہ الٰہی اس گستاخی کو تو معاف فرما کہ جو آج مجھ سے سرزد ہوئی اور فرمایا کہ دنیوی بادشاہ سے ایسی دلیری نہین کیجاتی جو مین نے سلطان ارض و سماکی جناب مین کی ہے مین کون اور تحریر بحل کا کیا منصب اسی خلجان مین خواجہ کی آنکھ لگ گئی تو خواب مین شمعون کو تاج مکلل برسر و خلعت عمدہ دربر

گلستان جنان مین گلگشت کرتے دیکھا خواجہ نے شمعون سے پوچھا کہ حال کیا ہے اور خدا سے
معاملہ کیونکر گذرا شمعون نے کہا کہ یا خواجہ آپ کو ذریعہ اور وسیلہ سے خدای رحیم نے میرے
گناہ بخشدیے اور جو حال کہ تم دیکھتے ہو اس سے زیادہ عیش و عشرت مجکو حاصل ہے یہ سب
آپکی بدولت ہے یہ آپکا احسان مجھپر ہے اب آپ کچھ فکر نکرین اور آسودہ خاطر رہین کہ سفارش
آپکی مقبول ہوئی اب یہ خط اپنا لیجئے مجھے حاجت نہین اسی قال و مقال مین خواجہ بیدار ہوئے
تو اسی خط کو بستر پایا خواجہ نے اسوقت سجدہ شکر ادا کیا اور جناب باری مین التماس
کی کہ الٰہی رحمت تیری وسیع ہے اطاعت و عبادت کے سبب پر حصر رحمت نہین محض
فضل و کرم تیرا چاہیے۔ سچ ہے کہ ستر برس کا مشرک بت کا پرستش شعار ایک کلمہ سے
رستگار ہوگیا تو مومن ضعیف و حقیر امیدوار فضل بیشمار کیونکہ رحمت و مغفرت سے ناکام رہ سکتا
ہے۔ دوستان کجا کنی محروم ۔ تو کہ با دشمنان نظر داری ۔ نقل ہے کہ خواجہ بہت راگ سنتے تھے
اور سماع کو دوست رکھتے تھے اور وقت سماع وجد مین آتے آپ کا قول ہے کہ سماع اسرار
خدا مین کا ایک راز و کیفیت ہے جو ہر دل پر اثر اپنا حسب استعداد طبیعت پہونچاتا ہے صاحب
دل اہل نسبت کو رجوع بخدا کرتا ہے اور کیفیت ذوق و معرفت حقیقت اٹھاتا ہے فاسق
بد نہاد شکار لذائذ نفس امارہ کا پابند ہوکر مردود ہوتا ہے نقل ہے کہ حضرت خواجہ سفیان
ایکبار مجلس کرکے منبر پر خطبہ پڑھتے تھے جبتک حضرت رابعہ بصری داخل محفل نہ
ہوتین منبر پر وعظ نفرماتے جب حضرت مخدومہ ولیہ تشریف لاتین اسوقت آپ
وعظ کہتے اور گریہ کثیر کرتے اور حضرت رابعہ مخدومہ کی طرف مخاطب ہوکر فرماتے کہ اے
عظمت مآب اے عصمت قباب یہ ہنگامہ گرمی مجلس آپ کے مقدم کی برکت سے ہے لوگون نے
عرض کی کہ اے خواجہ بڑے بڑے اکابر فقرا صلحا آپکی مجلس مین موجود ہین اور آپ انتظار مخدومہ
کرتے ہین اسکا کیا سبب ہے آپنے فرمایا کہ ہاتھیون کی خوراک چیونٹیون کے سینہ و ناری مین نہین
جا سکتی۔ ہر کالاے و ہر مردے سبحان اللہ ایک عورت کی علو مرتبت و شناسائی معرفت فرا

جو سلکی کو دیکھنا چاہیے کہ اُس معظمہ مقربہ کو خدا سے کیا تقرب حاصل تھا مصرع آنرا کہ خداوند خدا داد ند
بداوند نقل ہے کہ ایکبار سفر بیت اللہ مین آپنے ایک خرمہ ایسا پایا جسکی گٹھلی زرین تھی
حضرت نے مکۂ معظمہ مین پہونچکر اُس زر سے طعام نوش کیا اور تقسیم کر دیا بعد چندے
مدینہ منورہ کو گئے وہان دیکھا کہ ابوعمرو المقری قرآن پڑھاتا ہے مقارن اس حال کی
ایک کودک مہ جمال قرآن شریف پڑھنے کو ابوعمرو کے پاس آیا معلم مذکور امرد کو خوبصورت
دیکھکر مائل ہوا اس خیانت سے ابوعمرو تمام قرآن مجید آغاز سے آخر تک حرف بحرف
بھولگیا ابوعمرو اپنی تقصیر پر متنبہ ہوکر گھبرایا اور خیال فاسد سے توبہ کی اور نادم ہوا اور
حضرت کے قدم پکڑکر عذر تقصیر کیا اور بخشش چاہی آپکو اُسکی زاری پر رحم آیا فرمایا کہ زمانہ
حج ہی تو بھی حج کو جا بعد فراغ حج مسجد خیف مین جا وہان محراب مین ایک پیر مرد بیٹھا ہوگا
تو اُسکو سلام کرکے الگ گوشہ مین کھڑا ہوجانا اور بعد فراغ اشغال اُن بزرگ سے اپنی
سرگذشت کہنا انشاء اللہ تعالی اپنا مقصد پائیگا ابوعمرو نے فرمودہ خواجہ پر عمل کیا اور
وہان جاکر دیکھا تو ایک پیر مرد بیٹھے ہین اور انبوہ کثیر اُنکے گرد بیٹھی ہی ابوعمرو سلام
کرکے ایک گوشہ مین کھڑا ہوگیا جب وہ بزرگ اپنے اشغال سے فارغ ہوئے اسمین
بزرگ نورانی صورت باہر سے آئے ابوعمرو تو وہین کھڑا رہا اور پیر مرد اور سب حضار
واسطے تعظیم اُس بزرگ کے دروازہ تک گئے اور پیشوائی کرکے لائے پھر باہم دونون
کے مکالمت اور مجالست ہونے لگی جب وقت نماز آیا وہ بزرگ نورانی صورت اُٹھا
اور ساتھ ہی اُسکے تمام حضار بھی چلے گئے پیر مرد اکیلا رہگیا اُسوقت ابوعمرو کو پاس بلاکر
پوچھا اُسنے تمام اپنا واقعہ بیان کیا پیر مرد نے آسمان کیطرف دیکھا ہنوز سر نیچا نکیا
تھا کہ ابوعمرو کا مطلب حاصل ہوگیا ابوعمرو قدمو پر گرا اور شکر اس احسان کا ادا کیا پیر مرد
سے پوچھا کہ تجکو میرے پاس کسنے بھیجا تھا کہا حسن بصری نے پیر مرد نے کہا کہ افسوس
حسن بصری نے میرا پردہ فاش کیا مین رسوا ہوتا ہون اور کہا کہ تو جانتا ہی کہ یہ

شخص جو آیا تھا کون تھا ابو عمرو نے کہا کہ مین واقف نہین کہا یہ حسن بصری تھا بصرہ سے
نماز پیشین پڑھکر یہان آتا ہی پھر یہان سے جاکر دوسری نماز وہان پڑھتا ہی پھر کہا
کہ جبکا امام حسن بصری ہو اسکو دوسرے کی کیا حاجت جب ایسا معین ہو تو اور سے
کیون طالب دعا و مدعا ہو نقل ہی کہ ایک شخص بزرگ خواجہ کی مسجد مین علی الصباح گیا دیکھا کہ
دروازہ مسجد بند ہی بزرگ نے دریافت حال کیواسطے درون مین کان لگائے اندر سے آواز
معلوم ہوئی کہ خواجہ دعا مانگتے ہین اور کچھ اشخاص آمین کہتے ہین تا آنکہ روز روشن ہوا
اور دروازہ کھلا تو بزرگ نے دیکھا کہ خواجہ تنہا بیٹھے ہین نہایت حیرت مین ہوا اول
نماز ادا کرکے خواجہ سے عرض کی کہ اس ماجرای شگرف سے مجکو مطلع فرمائیے خواجہ نے
کہا کہ بشرط عدم افشای راز بیان کرتا ہون کہ ہر شب آدینہ کو یہان پریون کا گذر ہوتا ہی
مین علوم کا درس دیتا ہون بعد فراغ تعلیم تعلم مین درگاہ الہی مین مناجات کرتا ہون اور
یہ حاضرین آمین کہتے ہین نقل ہی کہ کبھی کسی نے آنکھ اس قطب الاقطاب کی بے گریہ
نہین دیکھی اور غایت لاغری سے استخوان آپکی ایک ایک نمایان تھین - اور مغز دماغ
تک خشک ہوگیا تھا یہان تک کہ طبیبون نے آپکی نبض دیکھی اور بہت مغموم ہوئے
اور لیکے خادم نے دریافت کیا کہ موجب اس گریہ کا کیا ہی اطبا نے کہا کہ ہمنے نبض دیکھکر
معلوم کیا کہ آپکے بدن مین بالکل خون نہین اور مغز استخوان بھی کم ہوگیا ہی پھر ایسے
شخص کی زندگی کب ہوسکتی ہے مگر قدرت خدا ہی حضرت نے نعرہ مارا اور فرمایا اے
اطبای احمق نبض عشاق کی تم کیا شناخت کرسکتے ہو حیات عوام کی اور مغز اور خون کے
سبب سے ہی اور حیات عاشقان خدا کی ذکر خدا ہی جسوقت یاد مین مشغول ہوتے ہین ہزار جان
ہزار جان کی قوت حاصل ہوتی ہی شعر کشتگان خنجر تسلیم را + ہر زمان از غیب جان دیگر است
نقل ہی کہ حضرت خواجہ کے پانچ خلیفہ تھے - خواجہ عبد الواحد - خواجہ حبیب عجمی ابن
زرین - شیخ عتبہ - شیخ محمد واسع - اور سوا انکے رابعہ بصری بھی خلفای حضرت سے ہین

رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ نقل ہے کہ جسوقت آپنے اس عالم فانی سے طرف ملک بقا کے رحلت فرمائی اُسوقت عالم غیب سے یہ آواز آئی۔ ان اللہ اصطفے آدم و نوحًا و آل ابراہیم و آل حسن ہر اُسی زمانہ مین ایک شخص بزرگ نے خواب مین دیکھا کہ دروازے آسمان کے کشادہ ہین اور منادی کرنیوالا منادی کرتا ہے کہ خواجہ اپنے خدا کے پاس پہونچ گیا اور خدای عزوجل اُس سے خوشنود ہے اور انتقال آپکا واقعہ تاریخ چہارم ماہ محرم الحرام سنہ ۱۱ کو ہوا ہے چنانچہ تاریخ جویای اُسپر شاہد ہے۔ قطب۔ اور روضہ متبرکہ حضرت کا بصرہ سے تین کوس پر ہے۔ رضی اللہ تعالی عنہ

بیان حضرت خواجہ عبدالواحد قدس سرہ

یہ حضرت عمدہ خلفا سے حضرت بصری سے ہین اور خرقہ فقر و ارادت اُنکی حضرت ہی سے پایا صاحب کشف و کرامت ماہر علم معرفت تھی اور زبدۂ اولیاے کرام اور عمدہ مشایخ عظام سے تھے اور کنیت آپکی ابی الفیض تھی اور کمیل بن زیاد سے بھی نعمت حاصل کی تھی اور خرقہ فقر پایا تھا نقل ہے کہ حضرت ہمیشہ صائم الدہر اور قایم اللیل تھے اور بعد تین روز کے روزہ افطار فرماتے اور تین لقمہ سے زیادہ نہ کہاتے اور راگ ہمیشہ سنتے اور جب آپ خواجہ حسن بصری کے مرید ہوئے اسیوقت ترک محسوسات کیا اور جنس اور نقد اور اسباب جو کچھ آپکے پاس تھا سب خدا کی راہ مین لٹا دیا اور پھر کبھی دنیا کی طرف توجہ نہ کی اور جب کبھی آپ کسی سائل یا مفلوک کو کچھ دیتے تو اُس ہاتھ کو پانی سے دھو ڈالتے کہ مبادا زخمی ہو جاوے اور فرماتے کہ فقیر کے ہاتھ مین دنیا رہا ہے کہین یہ ہاتھ مجروح ہون اور رہ روے پیران عظام سے خجلت نہ ہو کیونکہ فقیر کو تہی دست اور تہی شکم اور تہی کیسہ رہنا چاہیے اور اگر ایسا نہ ہو تو مبتدی ہے وہ کم ہمت ہے اور منتہی کہنا نہ چاہیے۔ نقل ہے کہ آپنے ارادت سے پہلے چالیس برس ریاضت اور مجاہدہ کیا ہے اور عالم متبحر تھے اور شاگردان حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ سے تھے اور ہمیشہ خلایق سے متنفر رہتے البتہ کسی اہل دل کی خبر ملتی تو اسکی ملاقات کو جاتے

منزلون جاتے اور خرد و بزرگ کو آپ پہلے سلام کرتے۔ نقل ہے کہ آپ نے ایک غلام شب
کی خدمت کیواسطے خرید کیا ایک روز آدھی رات کے وقت حضرت نے اسکو آواز دی جواب
نہ آیا اور حالانکہ دروازہ مکان کا مقفل تھا جب صبح ہوئی غلام حاضر ہوا اور چند دینار حضرت
کو دیے کہ اسپر سورۂ اخلاص منقش تھا اور عرض کیا کہ اسیطرح ہر روز آپ دینار لیا کیجئے
اور شب کو مجھکو خدمت سے معاف رکھیے خواجہ نے اس بات کو قبول کیا بعد کتنی ہی دنون کے
ایک دن کچھ آدمی آئے اور انھون نے کہا کہ یا خواجہ یہ غلام آپ کا نباشی کرتا ہے اور رات کو
گورستان مین جاتا ہے حضرت نے کہا کہ آج اسکا امتحان کرونگا جسوقت شام ہوئی حضرت
خواجہ بظاہر خفتہ اور بباطن بیدار غلام کے امتحان کرنے کو اپنی چارپائی پر پڑے رہے جب آدھی
رات آئی غلام اٹھا اور قفل کیطرف اشارہ کیا وہ فوراً کھل گیا پھر قفل کو اشارہ کیا وہ
بند ہوگیا اسی طرح دوسرے دروازہ پر صورت ہوئی خواجہ بھی پیچھے پیچھے اسکے یہ کیفیت
دیکھتے ہوئے چلے یہانتک کہ وہ قبرستان مین پہونچا اور جو لباس کہ پہنے ہوئے تھا اسکو
اتار ڈالا اور دوسرے کپڑے قبرستان مین سے نکال کر پہنے اور نماز مین مصروف ہوا اور
صبح تک نماز مین مشغول رہا آخر مناجات کی اور کہا کہ الٰہی اجرت میرے صاحب کی عنایت
کر فوراً چند دینار اوپر سے گرے اسکو اٹھا کر مکان کی طرف چلا حضرت خواجہ نے جو یہ
حالت دیکھی نہایت حیران ہوئے اور گمان فاسد اپنے سے استغفار کی اور ارادہ کیا کہ
اسکو آزاد کرونگا اسمین وہ غلام غائب ہوگیا اور خواجہ وہان سے واپس آئے کچھ دور
چلے تھے کہ انکو آدمی نظر آئے اُنسے دریافت کیا کہ شہر بصرہ یہان سے کتنی دور ہے انھون نے
کہا دو برس کی راہ ہے خواجہ بہت متحیر ہوئے اور سوچے کہ اب کیونکر پہونچونگا آخر
یہ کیا کہ آج تو یہین مقام کرونگا کل رات کو جب غلام آئیگا اسکے ہمراہ چلا جاونگا غرض
سارے دن وہین رہے جب رات ہوئی غلام حسب عادت وہان آیا اور عبادت مین
مصروف ہوا اور وقت صبح کے اسیطرح دعا کی اور دینار اسکو ملے دونون دن کے

دینار لیکر خواجہ کے پاس آیا اور خواجہ کو روبرو رکھکر کہنے لگا کہ دو دن کی اجرت حاضر ہی یہ لیجئے
اور جیسا ارادہ میری نسبت کیا ہی مجکو آزاد کیجئے خواجہ نے اسیوقت اسکو آزاد کیا غلام نے
چند سنگریزہ خواجہ کو دیئے اور کہا کہ بالعوض اس احسان کے کہ تمنے مجکو آزاد کیا ہی یہ لیجئے خواجہ
نے وہ سنگریزے لیے پھر خواجہ نے کہا کہ اب مجکو میرے مکان تک پہونچا دو غلام نے
کہا کہ میرے قدم پر قدم رکھتے چلے آؤ خواجہ نے ایسا ہی کیا تھوڑی دیر مین بصرہ مین داخل
ہوئے وہ غلام غائب ہوگیا اور سنگریزہ جو خواجہ کو دیئے تھے جلا آبدار ہوگئے خواجہ بہت متحیر
ہوئے اور ہمسائیگان کو طلب کرکے کہا کہ یارو تم اسکو نباش بتاتے تھے اور اسکی کیفیت بیان کیے
وہ سب حیران ہوئے خواجہ نے کہا کہ نباش اور تھا نباش قبور نہ تھا اب یہان سے خواجہ کے
مراتب دیکھنا چاہیے کہ جس کا غلام ایسا ہو اسکا خواجہ کس رتبہ کا ہوگا اور ایسے غلام کو اگر
مخبر جہان کیجیے تو بجا ہے ہر مولا سے بہتر ہے اللہ ایسے غلامون کا غلام کرے سبحان اللہ جیسے
پیا چاہے وہ ہی سہاگن - اور کبیر صاحب نے فرمایا ہی سچ ہی - جات بہانت نا پوچھ کوئے
ہر کو بھجے سو ہر کا ہوئے نقل ہی کہ ایکبار خواجہ مسجد مین وعظ کہتے تھے اثناے وعظ مین فرمایا
کہ جو شخص مال ومتاع اپنا دنیا مین راہ خدا پر صرف کرے عقبی مین خداوند کریم اسکو جنت کی
نعمتون بخشتا و کام کرتا ہی حور جنان سے اسکو مواصلت ہوتی ہی اور دنیا مین اسے محبوب جاودانہ کا
دیدار معائنہ ہوتا ہے اتفاقیہ اس محفل مین چار بھائی حاضر تھے ایک انمین سے اس وعظ
کو سنکر تاثیر پذیر ہوا فوراً مجلس سے اٹھکر گھر آیا جسقدر مال ومتاع نقد وجنس تھا سب راہ
خدا مین بذل فقرا و مساکین کرکے فارغ و آزاد ہوگیا پھر خواجہ کی خدمت مین آکر ماجرا
عرض کیا حضرت نے اسکو تعلیم آخروی کر دو ہر دو دن سے متلقین کیا اور شغل اسم اعظم ارشاد
فرمایا مرد گرامی اوقات نے اثناے شغل اسم اعظم مین ایک باغ عجیب وغریب دیکھا
اسمین ایک محل زمردین نظر آیا اور بہتسی عورتین حسینہ وجمیلہ گلگشت کنان اور
خندہ زنان اس ایوان عالیشان مین دیکھین ماہ وشون نے اس شخص کو دیکھکر

با ہمہ کر کہا کہ یہ شوہر عین المرضیہ کا ہی یہ سنکر وہ شخص قریب اُن مہرخ حسینان ماہ تمثال کے
جاکر پوچھنے لگا کہ عین المرضیہ تم مین سے کون ہی اُنھون نے تعجب سے سنکر کہا کہ ہم کہان
اور وہ عالی درجہ کجا ہم تو عین المرضیہ کی پرستارون کی برابر بھی نہین اگر تو اُس کا
مشتاق ہی تو آگے جا وہ شخص آگے بڑھا ویسا ہی گلستان دیوان باتزیین دیکھا اُسی
طرح گروہ عورات مہ جمال دیکھکر بطور سابق پرستش کی وہان سے بھی ویسا ہی جواب پایا
آگے بڑھا یا چند گام چلکر ایک باغ لطیف و عمدہ دیکھا اُسمین ایک قصر عالی منزل نہایت
نفیس و پاکیزہ یاقوت سرخ کا نظر آیا وہان بہت عورتین خورشید چہر سہی قامت زیبا طلعت
دیکھین اُنکو دیکھکر حیران ہوگیا مگر دل مین جانا کہ عین المرضیہ اسی قصر مین ہوگی آخر عورتون سے
پوچھا کہ عین المرضیہ کو تم جانتی ہو اُنھون نے ادب سے کہا کہ وہ زینت خانہ اسی کاشانہ
کی ہی اور ہم اسکی پرستارین ہین یہ بشارت سنکر باغ باغ ہوگیا اور مشکوے عالی مین
قدم رکھا دیکھا کہ ایک تخت مرصع جواہر نگار پر ایک غیرت مہر و ماہ بغایت عظمت و جاہ
بیٹھی ہے دیکھتے ہی دیکھتے دل منتظر سے صبر اور جان مشتاق سے ہوش رخصت ہونے
لگا کچھ ضبط کرکے قریب بیٹھکر نہایت بیتابی و اشتیاق شوق بڑھانے لگا عین المرضیہ نے
نہایت دلجوئی و جان نوازی سے پہلو سے منتظر کو گرم کیا اور کہا کہ اے بندۂ خدا اسقدر بیتابی
کی بیتابی آنے پر اضطرابی تھوڑا صبر و تحمل کر وصال ہمدگر مین کوئی پہر بھر کا عرصہ ہوگا اتنی
دیر کے لیے یہ بیقراری یہ بیان دلنواز سنکر دست دراز شوق کو بر جا اور دلدادہ یار بہ
تسکین سے بیٹھا کہ اثنا مین آنکھ کھل گئی یہ سامان عیش و ہنگامہ تقرب مطلوب یاد آیا
خودی کو بھولکر شوق مین برنگ بسمل تڑپنے لگا اُسوقت خواجہ نے اُسکا حال سنکر
اُسکے مکان مین قدم رنجہ فرمایا کہا کیا حال ہی جواب دیا کہ جو دیکھا تھا وہین نظر ہے وہین
خیال ہی عین المرضیہ کی صورت دلکش نے آرزوے وصال مین تڑپا رکھا لمحہ لمحہ زمانہ
قیامت معلوم ہوتا ہے یہ ہی جی چاہتا ہی کہ وہی باغ وہی کاشانہ وہی محبوبۂ یگانہ ہو بغیر اُسکے بیتابانہ

اُٹھو ایکدم چین نہین خواجہ نے کہا جو بیان ہے حق ہے مگر وعدہ و اقرار مطلوب بھی یاد ہے ایک پہر کے لیے اسقدر مضطر ہے تعجب ہے یہ سنکر مشتاق وصال نے دم لیا اور خاموش ہو بیٹھا۔ اتفاقیہ اسی روز ایک گروہ کفار نے اُس شہر پر حملہ کیا بر وقت مقابلہ بہت سے کفار اشرار واصل جہنم ہوئے بقیۃ السیف فرار ہوئے اکثر مسلمانون نے بھی درجہ شہادت پایا منجملہ شہیدون مین یہ شخص بھی تھا خواجہ از بسکہ تفحص حال مین اُس شخص کے مصروف تھے بعد دریافت و جستجو نعش اُس شہید راہ خدا کی دیکھی خندان روشگفتہ جبین پایا خواجہ نے اپنے دست مبارک سے اُسکو دفن کیا اور یہ حکایت سراسر بشارت لوگون سے بیان کی اور حساب کیا تو وقت شہادت شخص مذکور تک حسب وعدۂ عالم رویا میں ایک پہر کا عرصہ ہوا تھا۔ نقل ہے کہ ایک دفعہ شیخ وقت خواجہ زمان ایک دریا پر گذرے دیکھا کہ وہان ایک کشتی پر ملاح لوگ اور مخلوق کو کچھ لیکر سوار کرتے ہین اور ایک جماعت درویشان تنگدست کو نہین بٹھاتے آخراسی رد وکد مین کشتی مین کرایہ دہندگان کو بٹھاکر کشتی روان کی اور یہ فقرای تہی دست ناکام دل مایوس محروم پھرے قطب المشائخین کو ان ناموں پر رحم آیا فرمایا کہ ادھر آؤ ہم تم سب ملکر عنایت و حفاظت خدای عالم پر اتکا کرکے پایاب ورتر جاوینگے اسطرح پر کہ شیخ آپ پر نظر کیتے جاؤ کہ عبدالواحد نے یہ کہا ہے کہ ای دریا بحکم خدا خشک ہو جا درویشان با ارادت نے دریا مین یہی عمل کیا اور جملہ گروہ فقرا صحیح و سالم بعنایت خدا و برکت توجہ شیخ پار بار اور تر گئے کسی کو کچھ خوف و گزند نہوا۔ نقل ہے کہ ایک دن شیخ المشائخ ایک صحرا مین پہونچے وہان ایک مرد پیر عاجز و بیکس و بیمار کو دیکھا کہ دھوپ مین مجبور پڑا ہوا ہے طاقت جنبش کی نہین خواجہ کو اُسکے حال پر نظر ترحم ہوئی دعا کی کہ اُسکے سر پر ابر سایہ انداز ہو اُس ضعیف ناچار و مجبور نے صدمۂ آفتاب سے نجات پائی پیر مرد نے یہ کرامت شیخ معائنہ کرکے عرض کی کہ یا شیخ آپ مستجاب الدعوات ہین بس میرے لیے دعا تندرستی فرمایئے تاکہ صحت پاکر اس صدمے سے خلاصی پاؤن خواجہ نے حسب تمنا

پھر ضعیف دعا کی اور تمین دعا سے خواجہ پیر نحیف و شکستہ پا قوی و توانا و تندرست ہو کر
اپنے مقام مطلوب کی جانب روانہ ہوا نقل ہے کہ ایکبار علیہ الرحمہ خواجہ باکرامت میں چند
فقرای گرسنہ حاضر تھے شدت گرسنگی سے تنگ ہو کر خواجہ سے استدعای حلوا
کے واسطے نہایت اصرار کیا خواجہ نے بپاس دلجوئی درویشان شکستہ حال دعا کی
بمجرد دعا کچھ دینار بجای آسمان برسے شیخ نے فرمایا کہ اس دولت عظیم آسمانی میں سے علی قدر کفاف
اٹھاؤ زیادہ قیمت حلوا سے نہ لو درویشوں نے فرمودہ شیخ پر عمل کیا بقدر احتیاج
دینار لیکر بازار سے حلوا لائے اور سب نے خوب سیر ہو کر تناول کیا مگر خواجہ نے اس حلوہ
میں سے ایک لقمہ بھی نہ کھایا نقل ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ کسی راہ میں چلے جاتے تھے چند فقرا
عاجز و پریشان حال سے ملے درویشوں نے خواجہ کو دیکھکر التماس کیا کہ حضرت ہم تو
نہایت تنگدست و گرسنہ و شکستہ حال ہیں اہل و عیال ہمارے فاقہ کشی میں تنگ
ہیں براے خدا آپ دعا کیجیے کہ ہماری کشایش رزق ہو خواجہ نے فرمایا انشاء اللہ تکلیف
تمہاری رفع ہو جاویگی مگر چاہا کہ آئندہ اسکو کسی خلاف امر میں تصرف کرنا اسکو تمہاری
کی کر اپنے مکانوں کو پھر جاؤ درویش اپنے مقامات کو واپس آئے تو ہر شخص نے اپنے
گھر میں طعام لذیذ و نفیس پکتے دیکھا صاحب خانہ کو دیکھا کہ درم و دینار سے مٹھی بھرے
ماجرا پوچھا تو بیان کیا کہ ایک شخص خواجہ عبد الواحد کا ملا تا ہتوں میں سے ہمارے دروازہ پر آکر
یہ دینار دیکر چلا گیا درویش نے کیفیت واقعہ سنکر نہایت حیران و متعجب ہوئے اور اسی
روز سے افلاس و تنگدستی رفع ہو گئی تونگر و غنی ہو گئے اور کبھی عسرت میں مبتلا نہ ہوئے
بعض نیکبخت عورتوں نے یہ واقعہ اسباب تونگری سنکر اپنے شوہروں سے کہا کہ تم
بڑے کم حوصلہ تھے کہ ایسے مقبول ایزدی سے ملکر طالب دولت و دنیاوی ہوئے ایسے
مستجاب الدعوات سے تنعم و آسایش اخروی کی درخواست کی ہوتی کہ جو ابدالآباد رہے
منقول ہے کہ حضرت خواجہ رفیع الدرجات کے پانچ خلیفہ تھے خواجہ فضیل بن عیاض و ابو [illegible]

علی بن بزدیار ابو یعقوب سوسی کہ جن سے سلسلہ ہو شیخ اسمعیل القصری جو شیخ ابو النجیب سہروردی کے اصحاب میں سے تھے و شیخ نجم الدین کبریٰ کہ اصل خرقہ انہیں کو دست مبارک سے حاصل ومنسوب ہوا و حال بتفصیل نفحات میں مرقوم ہے اور نیز اکابر و الاکبر میں سے عبد اللہ بن عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اس جناب کی خدمت سے مستفید ہوئے اور ارادت و عقیدت واثق سے خرقہ پہنا اور یہ اکثر دیار میں شہرت پا گئے ہیں رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نقل ہے کہ حضرت خواجہ موصوف الصدر آخر کو بیمار ہو کر صاحب فراش ہو گئے کہ مطلق نشست و برخاست موقوف ہوئی ایک روز وقت نماز کا آیا اور خادم حاضر نہ تھا کہ آپ وضو کراتا اس حال میں آپ نے دعا کی کہ خداوندا اتنی دیر توانائی و صحت مجھ عطا کر کہ وضو کر کے نماز پڑھوں پھر تو مالک ہے جو مشیت ہو کیجیو بمجرد دعا آپ ایسے صحیح و قوی ہو گئے کہ خود پانی بھر کے وضو کیا اور نماز نہایت فارغ البالی سے ادا کی پھر اپنے بستر بیماری پر دراز ہو گئے وہی علالت بدستور لاحق ہو گئی تا آنکہ اسی مرض الموت میں ستائیسویں ماہ صفر سنہ ایک سو ستتر ہجری کو جہان فانی سے رحلت فرما کے عالم جاودانی ہوئے مؤلف

تاریخ وفات میں فقرہ لکھا ہے او از اولیای کامل بود

بیان خواجہ فضیل بن عیاض قدس سرہٗ

بعد رحلت خواجہ سعد رحمۃ اللہ کے سجادۂ خلافت فقر و معرفت حضرت فضیل بن عیاض قدس اللہ سرہ کے جلوس سے متجلی ہوا یہ آفتاب سپہر معرفت ماہ اوج عرفان و حقیقت سالک مسالک خداوانی راحل مراحل عرفان ربانی ابر مدرار کشف و کرامت سحاب گہر بار اوج مکرمت و موعظت نہایت بزرگ و باکمال و جامع الاوصاف ہوئے ہیں کنیت آپ کی ابو علی و بقول بعض ابو الفیض بھی ہے اسرار و معارف ایزدی میں شناسائی و یکتائی حاصل تھی مسکن آپ کا کوفہ ہے اور بعض خراسانی الاصل بتاتے ہیں کہتے ہیں کہ سمرقند میں متولد ہو کر مصر میں بزبان حنفیت رہتا ہو بعضے بخاری المولد بیان کرتے ہیں واللہ اعلم بالصواب

ارادت حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا تھا اور نیز آپکو شیخ
المشائخ ابی غیاث بن منصور بن معمر سلمی کوفی نے جنکو محمد حبیب لقب تھی مرید حبیب عجمی القرشی فیض
یافتہ ارشادات حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سعادت بیعت حاصل ہوئی تھی اپنی
خلافت عطا کی تھی گویا آپ دو خاندان عالی سے استفاضہ علوم باطنی کرکے یگانہ اہل عرفان
ہوئے تھے آپکے فضائل کتب سیر میں سے معمور یادگار زمانہ ہیں پوشش پلاس و گلیم تھی اور ہمیشہ
روزہ رکھتے تھے اور ہر وقت خوف و جلال قادر ذو الجلال سے گریہ میں رہتے تھے جو کوئی آپکو
دیکھتا صورت حال سے نہایت خجل ہوتا علاوہ اسکے منقول ہے کہ آپ نے
خرقہ ارادت زیب بردوش کیا تھا اہل دنیا سے غایت نفور رکھتے جدھر اہل دنیا
آمد و شد کرتے آپ اس راہ نہ گذر کرتے اگر سہواً رہگذر عام سے گذر ہوتا تھا تو اپنا
جامہ تن فقرا کو اس خیال سے دیدیتے کہ شاید غبار رہگذر اہل دنیا اس پیراہن میں پیوستہ
ہوا ور مجھو اس نسبت سے ایک تعلق اہل دنیا سے پیدا ہوا اور حضرت صاحب و عالیقدر
والا رتبت و باعظمت و کرامت تھی مجاہدہ نفس کا یہ حال کہ دو دو چار چار فاقوں کے بعد
افطار کرکے نہایت خوشحالی سے شکر گذاری کرتے ہر شب پانسو نفل نماز ادا کرتے ہر روز
دو کلام مجید ختم کرتے جب آپکو فاقہ ہوتا تو اس خوشی سے سو رکعت نماز پڑھتے کہ آپکے مقولات
میں سے تھا کہ خداوند مجھ بیماری عنایت کر کہ نماز جماعت کی وسیلہ سے اہل دنیا سے نہ ملوں
اور میں احسانمند اسکا ہوں کہ میرے پاس آکر سبقت اسلام کی کرے اور وقت مبتلا ہے
رنج و بلا میرا پرسان حال ہو اور آپکو جب بخار و تپ لاحق ہوتی تو نہایت مسرت و خوشی
کی ظاہر کرکے بیان کرتے کہ واقع میں خلوت و حضوری اس سے بہتر کبھی دستیاب نہیں ہوتا اور
دن کو گھر میں پوشیدہ رہتے اور فرماتے تھے جو تنہائی سے وحشت کرے اور خلقت سے
انس گیر ہو اس شخص کو سلامتی وہ حفاظت سے کچھ علاقہ نہیں ہمیشہ عیب و حسد باطن
رہیگا نقل ہے کہ ایک شب سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت کے پاس گئے اور تمام شب

مکالمت ومجانبت مین گذرانی بعد جلسۂ مخاطبت سفیان سے کہا کہ یہ رات عجب قاطع وحشت
تنہائی اور عجب جامع مجالست وموانست یکجائی تھی کہ نہایت اوقات خوش گذری حضرت
نے آہ سرد بھرکے کہا کہ وہ اس شب کا کیا کہنا سفیان نے کہا کیا وجہ آپ نے فرمایا کہ تمام رات اس
خیال مین تمام شب رہی کہ ایسی بات کہو جو خواجہ کو پسند آوے اور مین اس فکر مین تھا
کہ جواب معقول ومستحسن ہووے دونون نے خموشی وسکوت سے شب کو بیکار رکھو یا ای کاش کہ تنہا ہوتے
اور اپنے اپنے شغل نالہ ہا وزاری کرکے لطف حضوری اٹھاتے نقل ہے کہ ابتدا مین حضرت
سرخیل رہزنان وغارتگران خلق آزار تھے قطاع الطریق جو مال ومتاع لوٹ کر لاتے
اول آپکے سامنے رکھتے آپ اسمین سے اپنا حصہ لے لیتے باقی یارون کو تقسیم کردیتے اور
ہر جنس ومال غارت شدہ پر نام ونشان مالک متاع ثبت کردیتے اتفاقیہ ایک
قافلہ پر با جمیع تابعین بنظر غارت حملہ کیا اُس قافلے مین ایک قاری خوش آہنگ
یہ آیہ کریمہ پڑھ رہا تھا آیۃ الم یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبہم لذکر اللہ الی آخرہ یعنی کیا
وہ وقت نہین آیا کہ دل تمہارا غفلت سے بیدار ہوکر متوجہ بذکر خدا ہو خواجہ کو یہ تیرا
سا دل پاک پہ کارگر ہوا آپ نے ہمت سے خطاب کیا کہ اے فضیل تحقیق وہ وقت آ پہونچا کہ افعال
مذموم ماضیہ سے نادم ہوکر روبراہ ہو یہ سوچکر ایک نعرۂ دل شگاف کیا اور نہایت تاسف و
خجالت مین گریان ونالان ہوکر جانب بیابان روانہ ہوئے ناگاہ راہ مین ایک کاروان
سے دوچار ہوئے وہ لوگ باہمدگر کہتے جاتے تھے کہ اس راہ مین فضیل کے دستبرد کا بڑا خوف
ہے کسیکی جسارت آگے نہین بڑھ سکتا اتنے مین خواجہ نیک فطرت خوش انجام نے یہ کلام
کیا کہ اے صاحبو بشارت تمھی دیتا ہون کہ اب تم فضیل کی ایذارسانی سے مطمئن ہو اُسنے
اعمال سے توبہ کی وہ اب تم سے ڈرکر بھاگتا ہے بعد کئے ایک دنون کے حضرت نے
گوشہ تنہائی اختیار کیا اور خلقت کی پیوستگی سے قطع آرزو ہوس بہم پہونچایا بعد ازان بتلاش
جن اموال و اجناس بغارت گرفتہ پر نام ورثا و اموال ہر قوم تھا اُسکے مالکون کو بہت

جستجو سے وہ مال مسترد کرکے عفو خطا حاصل کیا یہان تک کہ خواجہ نے سب مدعیان سابقہ
کو بمباحت واکرام و دہش لاحقہ رضامند و خوشنود کیا چلگی اہل خصومت راضی ہوئے الا
ایک جہود اسپر طمع وعیدار رہا اور منافعت سے کہا کہ میرا زر و مال زیادہ تھا اب مین اسقدر پر ستغابہ کرنگا
مسترد وہ پر قانع رضامند ہونگا تمام میرا مال آئیگا تو خوشدل سے رضامندی اپنی ظاہر کرو
خواجہ مخاطب قوی الخصومت دیکھکر مضطرب ہوئے اور قسم کھائی کہ زیادہ اسکے نہین ہے اور
پہر منت و سماجت سے مستدعی رضامندی و بحل تقصیر کے ہوئے آستنے قسم کھائی
کہ مین ہرگز اپنے دعوی سے تا اخذ تمام متاع ہاتھ نہین اٹھاؤنگا پھر خواجہ نے طلب
مدعای قلبی مین اسپر بلیغ کیا اسوقت جہود نے کہا کہ مین خلاف سوگند کام نہین کرسکتا مگر
خیر اب تم میرے گہر مین جاکر فلان ہمیانی زر اوٹھالا اور اپنے ہاتھ سے مجھے دے کہ میری قسم
کو اک حیلہ صحیح ہوجائے اور سوگند دفع ہو حضرت خواجہ نے حسب گفتہ جہود ہمیانی خانہ
جہود مین سے لاکر اسکو دی جہود نے ہمیانی کو کھولا تو پر از زر خالص پایا پھر جہود نے کہا
کہ اپنے دین کی رسم و راہ سے اول مجکو آگاہ کر پھر مین اپنی رضامندی سے تجھکو خوشدل
کرونگا خواجہ نے کہا کہ تو کیش حنفیہ کے دیکھتی سے اسلام قبول کرتا ہے جہود نے کہا ظاہر ہے
مین نے اس ہمیانی مین ریگ بھر کر امتحانا رکھا تھا کہ مین نے توریت مقدس مین پڑھا
ہے کہ ملت حنیفا محمدی مین جسکی توبہ قبول ہوتی ہے اگر وہ شخص ریگ ہاتھ مین اٹھائے تو زر
خالص ہوجائے جو کتاب مین دیکھا تھا وہ مشاہدہ آنکہ ہاتھ سے ہوگیا حیف ہے کہ اب بھی دولت
اسلام سے ناکام رہون پس خواجہ نے شکر خدا کرکے جہود کو کلمہ تشہد تلقین کیا جہود مسلمان
ہوکر خواجہ کے صحبت سے خوش ہوا بعد اسکے حضرت قطب الواصلین کوفہ مین آکر خدمت فیضدرجت
حجت الاسلام امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ سے مشرف ہوکر جالب صحبت اہل حق میں
اور اکثر اولیاے وقت سے ملاقات کی آخر طالب لائق و شائق صادق ہوکر بصحبت جلیل
سعادت خدمت حضرت قطب الاقطاب خواجہ حسن البصری قدس اللہ سرہ کوفہ سے

جانب بصرہ روانہ ہوئے قریب آئے تو حادثہ وفات حضرت خواجہ حسن بصری کی خبر سنی
حضرت فضیل اس خبر سے ملول و مغموم ہو کر زار زار رونے لگی آخر کسی شخص نے بحال بیتابی
خواجہ سے کہا کہ اب گریہ و بکا سے کیا فائدہ مشیت الٰہی یونہین تھی مگر تم کسی طالب شائق
ہو تو اب شیخ وقت قطب المشائخ حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید خلیفہ کامل حضرت قطب الاقطاب
مغفور کے کہ درویش یگانہ و عارف زمانہ اور خرقہ یافتہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے
ہین آنکی خدمت باسعادت مین حاضر ہو کر ارادت و عقیدت درست کرو آنکے
پاس خواجہ حبیب عجمی ہر ہفتہ کو آتے ہین انہیں صحبت ہوتے ہین جو شخص اپنی مراد کے
انسے طلب کرتا ہو کامیاب ہوتا ہو خواجہ نے یہ مژدہ جان نواز سنکر نہایت شوق سے
عزم قدمبوسی قطب المشائخ بالجزم کیا اور بملازمت شیخ کامل سے شرفیاب ہوئے
اور طلب ہدایت کی خواجہ کامل النسب نے بنہایت لطف و عنایت بطور ہدایت فرمایا کہ اے
فضیل سب چیز سے اعراض کرکے بیہوشی و خاموشی اختیار کر درویشی اسی کا نام ہے اور
معصیت گذشتہ کی ندامت و انفعال مین اوقات تلف کردہ کا ماتم بپا رکھ اور ہر جا
اور ہر وقت خداوند متعال کو حاضر و ناظر جانتا رہ اب نام تیرا فرد درویشان باصفا و
محبان کامل خدا مین درج ہو گیا اور تجھکو خدا نے اپنا مقبول کیا کہتے ہین کہ پھر خواجہ فضیل
کو وہ فضیلت و عظمت حاصل ہوئی کہ قطب زمانہ و واصل یگانہ ہو گئے اور ہمت طالبین
و حاضرین کو دولت معرفت و خلوص سے فائز المرام فرمایا۔ فضیل بن ربیع ناقل ہے کہ
مین نے ایکبار ہمراہ ہارون رشید سفر بیت اللہ کیا جب خانہ خدا مین پہونچکر مناسک
حج سے فراغ پایا ہارون نے مجھسے خطاب کیا کہ یہان کوئی مردان خدا مین سے ہے تو اس سے
ملاقات کرین مین نے کہا البتہ عبدالرزاق مرد باخدا ہے جب ہم نے اسکی ملازمت حاصل
کی تو ہارون نے مجھسے فرمایا کہ شیخ سے پوچھو کہ کچھ قرض قبول کروگے بموجب حکم ہارون
مین نے دریافت کیا عبدالرزاق نے اقرار کیا پھر حسب الحکم ہارون کے اس شخص باصفا کو دام

دیا گیا پھر ہارون نے کہا کہ مجھے اور اہل اللہ کے دیکھنے کی آرزو ہے میں نے کہا کہ سفیان
بن عتبہ اس مقام معظم میں نہایت گرامی اوقات ہے تا آنکہ آنسے بھی بعد ملازمت گفتگو کی
اول پیش آئی اور انھوں نے بھی اقبال کیا انکو بھی دام لطور پیشکش دیا پھر ہارون نے کہا
فضیل ابھی شوق و اشتیاق میرا باقی ہے کسی اور صاحب کمال کا حال بیان کر اسوقت
مجکو فضیل و عظمت حضرت فضیل کا یاد آیا میں نے کہا کہ ہان ایک شخص عالی منزلت صاحب عظمت
خواجہ فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ اس بزرگ مقام میں قیام رکھتے ہیں انکی زیارت
ضروری ہے ہارون نے کہا بسم اللہ آخر بنا بر ملازمت حضرت فضیل مسکن حضرت پر ہم آئے
اسوقت خواجہ باکرامت اندرون حجرہ تلاوت کلام مجید میں مصروف تھے اور یہ آیت
پڑھ رہے تھے ام حسب الذین اجترحوا السیات ان نجعلہم کالذین آمنوا وعملوا الصالحات
جو ہین یہ آیہ کریمہ ہارون نے سنی آنسو ملکر کہا کہ یا حضرت یہی کافی ہے جو کچھ ظہور میں آیا حضرت
واصل حق نے در حجرہ کھٹکا کر کہا کون ہے میں نے کہا کہ یا حضرت یہ زیارت کو
امیر ہارون رشید آیا ہے آپ نے فرمایا کہ وہین ٹھہرو میرے پاس ہارون کا کیا کام ہے ہارون
نے کہا یا حضرت میں اپنی شفاعت میں آپسے استمداد طلب کرنے آیا ہوں اور خدمت
بزرگان دین بھی لازم ہے اسوقت حضرت نے چراغ بجھا کر حجرہ کھولدیا اجازت باریابی دی
اور خود ایک گوشہ میں چھپ رہے ہارون داخل حجرہ ہوا اسی اندھیرے میں چار طرف
ہاتھ سے حضرت کو ڈھونڈھتا تھا آخر ہارون کا ہاتھ آپ کے اندام مبارک پر جا لگا بمجرد
مس خواجہ معظم نے ایک نعرہ کیا کہ میں نے کبھی ایسا نرم ہاتھ نہیں دیکھا اگر آتش
دوزخ سے نجات پائے ہارون یہ کلام شدید سنکر رونے لگا حضرت سے کہا کہ کچھ
آپ نصیحت و موعظت فرمائیں ارشاد کیا کہ اے امیر تیرے پدر عالی رتبت نے کہ حضرت
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے استدعا سے امارت و ثروت حضرت ختمی پناہ
سے کی حضرت نے ارشاد کیا کہ یا عم ایکدم طاعت حق تیری بہتر ہزار رسالہ عبادت خلق سے

فرمایا ان الامارات یوم القیمۃ ندامۃ پھر ہارون نے کہا اے خواجہ کوئی اور کلمہ نصیحت فرمائیے
پھر حضرت نے فرمایا کہ مجھکو نہایت خوف ہے کہ ایسا روئے زیبا امیر کا نار جہنم سے عذاب پاوے
خدا کا خوف کر اور حق طاعت حق جہان تک ہو سکے ادا کر پھر ہارون نے کہا کہ یا شیخ کچھ
دام لینا قبول نفرمائیگا خواجہ نے فرمایا کہ مین کیا پہلے ہی دین دار پروردگار کا ہون وہی قرض
نہین ادا کر سکتا اور دام خلق اللہ مین کیا مبتلا ہون پھر ہارون رشید نے ہزار دینار کی تھیلی
پیش کی حضرت نے انکار کرکے فرمایا کہ اے ہارون بہا سے جواہر گرانبہا ہی نصائح ہین
کہ تو میرے ساتھ جو سلوک کرتا ہے مین تیری نجات کی تدبیر بتاؤن اور تو مجھکو مبتلا کرنے
کرتا ہی آخر ہارون نہایت ملول و مغموم گریہ کنان وہان سے اٹھا اور فضیل سے کہا کہ
حقیقت مین خواجہ فضیل مالک اقلیم معرفت و حقیقت ہے ابو علی رازی سے نقل ہے کہ مین
تیس برس خدمت خواجہ مین رہا مگر کبھی اس مدت مین خواجہ کو متبسم کنان و خندان نہ دیکھا مگر
جسدن حضرت کا فرزند نامی جوار رحمت الہی مین واصل ہوا وہ صاحبزادہ والاتبار
زہد و عبادت و تقوی و ورع مین وحید وقت تھا صورت واقعہ یہ ہے کہ ایک روز کعبۃ اللہ
مین قریب چاہ زمزم بیٹھے تھے کہ کسی قاری نے یہ آیت ویوم القیمۃ تری المجرمین الی
آخرہ پڑھی خواجہ سنکر نعرہ زن ہوئے اور جان آفرین کو نقد جان تسلیم کیا مین نے متعجبانہ و
متحیرانہ دریافت کیا کہ یا خواجہ اس مقام اضطراب و گریہ مین آپ کیونکر ہنستے ہین خواجہ نے
فرمایا کہ خدا جس کام کو دوست رکھے مین کیون نہ رکھون جسمین وہ خوش ہو مین کیون نہ خوش
ہون کہ اسکی مشیت کے خلاف محزون و مغموم ہون نقل ہے کہ کسی سے خواجہ نے ارشاد کیا
کہ اگر کوئی تجھسے پوچھے کہ تو خدا کو دوست رکھتا ہے چپ ہو رہو اسلیے لا و نعم جواب مین مصلحت
نہین اگر انکار دوستی سے کرے تو کفر ہوا اور اگر اقرار کرے تو دوستان حق کے خلاف
طریقت ہے نقل ہے کہ کسی نے خواجہ سے پوچھا کہ ذہن اصل کیا ہے کہا عقل پھر اسنے اصل عقل
پوچھی تو فرمایا حلم ہے پھر سوال کیا کہ اصل حلم کیا ہے فرمایا کہ صبر اسلیے کہ تمام اقسام بدی کو ایک

خانہ مین جمع کیا ہی اور اسکی کنجی دنیا کی دوستی کو بنایا ہی اور آپنے ارشاد فرمایا کہ توکل اُسی کہتے ہین کہ سواے خدا کے کسی سے امید نہ رکھے اور متوکل وہ ہی جسکا ظاہر و باطن سب فنا و تسلیم خدا پر موقوف ہی نقل ہی کہ حضرت خواجہ کے پانچ خلیفہ تھے سلطان ابراہیم بن ادہم و شیخ محمد بایزید الشیرازی و خواجہ بشیر حافی و شیخ ابی رجاء العصاری و خواجہ عبد اللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہم روایت ہی کہ حضرت خواجہ سراپا افادت سنہ ایکسو ستاسی مین تیسری ربیع الاخر کو عالم منزل بقا ہو گئے آپ کا مرقد منور قریب خانہ کعبہ حضرت خدیجہ کبرےٰ رضی اللہ عنہا کے روضہ کے پاس بنا ہوا ہی مؤلف کتاب نے تاریخ اُس عالیجناب کی اس عبارت مین رقم کی ہی کہ آن درجات بالہام ربانی قطب جہان بودہ رحمۃ اللہ علیہم۔ ۱۸۷

بیان حضرت سلطان ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ

نقل ہی کہ بعد رحلت حضرت خواجہ صدر خواجگی فقر و کرامت سلطان دنیا و دین مقرب حضرت رب العالمین خاقان کشور معرفت الٰہی دارا ے اقلیم طریقت حضرت رسالت پناہی معدن حضرت و شہامت مخزن فیض و کرامت عارف ربانی حبیب سبحانی شبستان افروز خلوت نشینان کامل فروغ بخش محفل عزلت گزینان واصل مالک ملک فقر و رضا تارک دنیا و ما فیہا مقبول بارگاہ صمدی ممدوح مقربان حریم جناب احمدی برگزیدہ عارفان معظم و مکرم قطب زمان غوث اعظم مورد فیوض خاص حضرت خالق العالم حضرت شیخ التاج سلطان ابراہیم ادہم قدس اللہ سرہ العزیز کی ذات والا صفات مزین و مجلی ہوئی کنیت آپکی ابو اسحاق سلسلہ نسب آپکا ابن شمار بن ادہم بن سلیمان بن ناصر بن عبد اللہ بن حضرت خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق بن الخطاب حضرت فاروق رضی اللہ عنہ تک پہونچتا ہی اطوار حقائق و معاملات دینیہ و معارف یقینیہ مین ممتاز عصر تھے آپ امام و مقبول و مستند مشائخ کبار و قطب تھے ہین حضرت قطب العاصلین خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے اُنکے خرقہ خلافت پایا ہی آنحضرت معظم سے ارادت حاصل کی ہی اور نیز

عمران موسی بن زید راعی و شیخ منصور اسلمی نے بھی خلعت خلافت سے مستعد کیا ہے اور آپکے ان حضرت خواجہ اویس قرنی و عمر انجیلی اصحاب حضرت رسول مقبول صلعم کے یہان سے بھی آپ کو پیراہن خلافت عطا ہوا ہے آپ کا زہد و مجاہدہ یہ تھا کر اکثر چار چار فاقون پر افطار جنگلی ترکاری اور میوے سے کرتے کبھی ساگ وغیرہ جو لیے نمک پکاتے تھے وقت افطار کھاتے آپ کے ارشادات مین سے تھا کہ جو شخص خدا کو دوست رکھے اسکو چاہیے کہ ترک لذات زبانی و حظ نفسانی سے اپنے آپ کو بہرہ یاب رکھے و شکستگی حاصل کرے جب آپ کو فاقہ گذرتا تو نہایت خوشی سے نماز شکرانہ ادا کرتے شب بیداری کرتے اکثر فقرا و غربا سے مجالست رکھتے اور پیراہن کو پیوند لگاتے اور برہنہ پا رہتے کیلیے دانگ درم لیتے سے آپکو ہمیشہ محض تھا ریاضت کثیر و مجاہدہ بلیغ سے شب و روز بسر و کار رہتا نقل ہے کہ حضرت ابن ادہم خدمت بابرکت حضرت ابو حنیفہ مین وقت عزیز کو بسر کرتے تھے چنانچہ امام والامقام نے حضرت کے حق مین فرمایا ہے سیدنا ابراہیم ادہم لوگون نے امام سے پوچھا کہ ابراہیم نے سیادت کیونکر پائی فرمایا کہ ابراہیم ہمیشہ مشغول بحق اور غیر حق سے نفور ہے اور خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے آپکی شان مین فرمایا ہے مفاتیح العلوم ابراہیم ادہم یعنی ابراہیم ادہم کنجی تابندہ علوم ہے مولف کتاب کا بیان ہے کہ حضرت ابراہیم ادہم کی نمود و فقر و سلطانی سلوک بھی بحقیقت ایک امر عجیبہ قدرت تعالیٰ عالم آفرین مین سے ہے آپکا حال کتب سیر و تواریخ سے مفصل معلوم ہو سکتا ہے یہان حسب مناسبت مقام آپ کا حال و خبر منتخب کر کے ثبت صفحات کتاب کرنا مناسب دیکھا کتب تواریخ سے مستنبط ہے کہ حضرت کو ز العلاد ہم نام فقیر صحیح النسب فاروقی نژاد تھے بتقریب سیاحت شہر بلخ مین ہو پہنچکر بیرون شہر مسکن فقیرانہ بنا کر قیام گزین ہوئے ایک روز شہر مین بنا بر استحصال مایحتاج گئے تھے کہ اتفاقیہ وہان کے بادشاہ کی بیٹی محافہ سلطانی مین سوار بہ تزک و حشم بیشمار باغ سے معاودت کر کے آتی تھی راہ کا انتظام پیادون و نقیبون نے بدرجہ غایت کر رکھا تھا ادہم سطوت آثار سلطانی دیکھکر ایک گوشہ مین اثنا راہ سے ہو [illegible]

کہ اسمین محافہ سواری اُس حجلہ نشین کاشانہ عصمت و اقبال کا قلندر رشک جمال کے برابر سے
گذرنے لگا اثناے گذار مین قضاے کردگار سے باد پردہ کی دست درازی سے حجاب محافہ
اُٹھ گیا اور پردہ سحاب حجاب سے لمعان برق جمال خاتون خورشید تمثال نمایان ہوا قلندر نے
جو مورد برق آفت بننے ہو گئے اور ہدف سہام زحمت ہوتے تھے گوشہ مین منتظر جان نثاری کھڑے
تھے نگاہ بے محابا آپکی رخسار فروزان ماہ چہاردہ پر جا پڑی دیکھنا اور آفت آنی یہ تو گرفتار پنجہ
تازہ صید گاہ الفت دیکھتے ہی جان و دل سے مبتلاے محبت و الفت خاتون مہر طلعت ہو گئے ہوش
کہان کہ آغاز و انجام کی سوچین فہم کجا کہ شاہ و گدا کی تمیز و تفریق سے خود داری کرین کیسا
پاس دبدبہ سلطانی کہان کی سطوت سلطانی خود پادشاہ اقلیم بیخبری ہو گئے محبت کی اُبھار عشق کی
تحریک سے بے دھڑک سواری کے ساتھ ساتھ ہو گئے آگے آگے شہزادی کی سواری پیچھے پیچھے ان مست
قلندر کی دنبالہ دوی کی گرم بازاری اسی طرح ایوان شاہی تک پہونچی مشکوے اقبال مین
شاہزادی داخل ہوئی آپ وہین ادھر ادھر جا بجا کھڑے ہو رہے کسی نے انکے حال سے
تعرض نکیا فقیر قلندر سائل جانکر ٹالتے رہے آخر ان سوختہ آتش دیدار کی آتش نہانی نے
اشتعال کیا کسی نہ کسی سے پوچھ بیٹھے کہ یہ عالیشان عمارت کسکی ہے اور محافہ مین کون سوار تھا
لوگون نے کہا کہ یہ شاہ بلخ کا ایوان دولت ہے اور محافہ مین پادشاہ کی دختر نیک اختر باغ
کی سیر کو گئی تھی معاودت فرماکے رونق افزاے مشکوے دولت ہوئی تم اپنا
مطلب کہو وجہ پرسش کیا ہے یہ حرف دلنشین آفت خیز سنکر قلندر خاموش ہو رہا کچھ سوچ
سمجھکر ضبط و صبر کو سلام کرکے بارعام سلطانی مین بے تکلف آن موجود ہوئے آنا کیا
پادشاہ کے سامنے کھڑے ہو کر سلام کیا پادشاہ نے قلندر کو اتنا بیباک دیکھکر واقعہ عجیب جانا
پھر وزیر سے کہا کہ فقیر سے باعث حضوری استفسار کر حسب الحکم وزیر اس قلندر بے
پروا کے پاس آیا اور دریافت کیا کہ تم چاہتے ہو کیون آئے ہو یہان تو عشق کی بدولت
للّٰہی کارخانہ تھا چھوٹتے ہی وصال مطلوب کا سوال کیا وزیر یہ کلام قضا پیام فقیر کی

زبان سے سنتے ہی تھرا گیا بجز آشفتگی مزاج و برہمی طبیعت کچھ جواب نہ دیا اُسلیئے ہی قدمون
پھر کر حضور سلطان مین خاموش استادہ ہوگیا بادشاہ نے وزیر سے پوچھا کہ تو نے
قلندر سے کیا پوچھا اور کیا جواب پایا بپیشگاہ سلطان مین کچھ گزارش نہ کیا بے تامل بیان
کر وزیر نے دست بستہ عرض کیا کہ غلام نے فرمان شاہی کی تعمیل کی تابعدار ہون مگر جو ہوا
نامناسب گدا سے بے ادبی کیا اُسکے اظہار کی طاقت فدوی کو نہین میرے دلمین خود
اُسکا بیہودہ کلام خدنگ آسا خلش گر ہو رہا ہے آتش غضب و غصہ سے سینہ جلا جاتا ہے
حضور شاہنشاہی رخصت گذارش بندۂ ادب شناس منزلت وان کو کیونکر دیکہ ایک
گستاخ ہرزہ سرا کی بیہودہ بیانی کو پیشگاہ سلطانی مین گذارش کرکے مزاج نازک سلطان
کو منغص کرے یہ قلندر روگ الست ناشناسا سے داب و سطوت سلطانی ہو تو ہین دیوانہ
وار جو منھ مین آتا ہی بکار اُٹھتے ہین یہ کیا اور اُنکی بات کیا حضور اس بات کو گو مگو رہنے
دین فدوی سے اسکی تکرار مین اصرار نہ فرمائین کوئی نامناسب کلام ہی معرض گذارش مین لانا
خلاف مصلحت ہو بادشاہ اعراض گذارش وزیر سے برہم ہوکر نہایت مصر ہوا تب کہ
وزیر نے ایک پیرایہ تقریر دلپذیر مین پیام فقیر گوش گذار بادشاہ کیا از بسکہ سلطان
گرامی نہاد درویش دوست حلیم و تامل اندیش تھا اس پیام کو سنکر نسبت والا حوصلگی
قلندر عالی نژاد تحمل و تامل فرمایا اور درویش صفا کیش کو نہایت توقیر سے قریب بٹھا کر
حسب و نسب اُسکا دریافت کیا حسب بیان قلندر و آثار شمائل و خصائل سے علو فطرت
و شرافت و عظمت خاندان و رفعت دودمان قریب عقل صواب اندیش بادشاہ
انصاف کیش پایا گیا تو بادشاہ نے نہایت ملاطفت و نرمی سے کہا کہ کیا مضائقہ ہے
کچھ یہ امر بعید و غریب نہین مگر ایسے امر کا بغیر تامل و تفکر یکایک اقرار نہین ہو سکتا
دو چار روز مین اسکا جواب با صواب تمکو دیا جاویگا یہ نوید جانفزا سنکر قلندر کی جان
مین جان آگئی شاد و شاد اپنے مقام پر واپس آیا تین چار روز بہزار دقت انتظار بسر کرکے

سرشار امید و آرزو دولتخانۂ شاہی مین پہونچا بطریق اول سلام کرکر بیٹھ گیا بروقت طلب
جواب سلطان نے وزیر سے علیحدہ مشورت کی اور کہا کہ چونکہ فقیر کو شرافت نسب و حسب
حاصل ہی اور گدا و شاہ مین ایک تعلق و نمود علو ہی بھی یہ علاقہ میرے نزدیک درست
ہونا مین مصلحت ہی اور مین عزم بالجزم کرچکا ہون کہ اس فقیر روشن ضمیر کا سوال رد
نکرونگا وزیر نے اسکے خلاف عرض کرکے وجوہات مرتفعہ محظورہ خاطر سلطانی کو بیان کرکے حقیقت کی ہر
کہ دختر ثریا رتبت شہنشاہ فلک منزلت اور گدائے قلاش بینوا کی انیس خلوت بھلا کہان
فقیر کہان شاہ کشور گیر کیا نسبت کیا مناسبت کیونکر ہو کہ ایک گوہر شب چراغ کاشانہ
سلطنت ایک کلبۂ تیرہ و تار بینوائے شکستہ حال کی شمع بزم آرزو ہو نہایت عجیب
و مستبعد ہی اور ملوک اطراف سنکر کیسی حقارت سلطانی کرینگے کس کس طرح کے طعنے دینگے بڑی بدنامی
ہر غضب کی نافرجامی ہے بادشاہ اس ارادہ سے باز رہے ایسا کلمہ خلاف شان نہ کہی
ملک دارا شکوہ حق پسند نے اکثر جواب معقول دیکر صلاح وزیر کی نقض کی فرمایا کہ اس امر
مین کچھ مضائقہ نہین بلکہ خوشنودی رب العالمین ہی اسلیے کہ گدا و بادشاہ سب بنی آدم
ہین و بفحوائے حدیث حضرت خیر الانام کل مومن اخوۃ باہم نسبت مساوات و برادری رکھتے
ہین اسمین اعلے ادنی ایک ہین عارضی شوکت و حشمت زائلہ پر مغرور و متکی ہونا اور تفریق
رتبت ظاہری مین حق ناشناسی عقل سلیم کے خلاف ہی جو ہم سو قلندر دونون برابر ہین
بلکہ از روی شرافت حسب و نسب برتر ہین کبھی اس منشا سے نگذرونگا سوائے اسکے مینے وعدہ
اس بندۂ خدا سے مستحکم کیا ہے بادشاہون کی زبان پر اعتماد ہوتا ہی کیونکر تخلف کرون
خیر جو ہو ہوا تو اقرار پورا ہوگا پھر وزیر نے کار خیر مین نیش زنی کی اور کہا کہ اچھا بادشاہ
اپنے وعدہ کو سالم رہنے دے انکار نکرے مگر چند سے صبر کرے مین ایک حکمت عملی سے
فقیر کو خود اس طلب سے باز رکھونگا بادشاہ نے کہا خیر یون ہو تو کچھ اندیشہ نہین پھر وزیر
نے فقیر کو الگ بلا کر اول کلمات مسرت بخش سے خورسند کیا کہا کہ مبارک ہو تمنا تمھاری

ہم لیا سن اجابت ہوئی بادشاہ اس معاذرت پر راضی ہے مگر بالفعل ایک شرط پوری کرنی ہوگی
بعد اوسکے آپ اور ایوان و ملک و مال شاہی سب کے محرم تمہارا دفرود ا کہ شاہانہ خانہ الست
دختر شاہ سے کتخدا ہو جاؤ گے + مراد دلی اسوقت قلندر نے شگفتہ سر سنکے خوش ہو کر وزیر سے
کہا کہ اگر ایسی شرط نیک انجام ہے بسم اللہ اوسکے بیان مین کیون دیر لگاتے ہو اور سب محکوم
اوقات سعی و تدبیر اسباب مدعا سے کیلیے ناکام رکھتے ہو اگر شرط مین کوہ بیستون کی وید
ہو تو مین پلکون سے اس مہم کو سر کرونگا اور اگر دریا سے امواج کی روک تمام پر ظہور اس
مراد کا منحصر ہے تو جان و دل سے اوسکے بند و بست مین مصروف ہون بھلا وہ کونسی
مشکل ہے جو بمدد و ہمت و عنایت کارساز حقیقی کے حل نہوگی بے تامل ابھی کہو وزیر نے فقیر کو
ایسا آشنا و محیط محبت پاکر ایک دانہ گوہر بے بہا جو یکتا و بے مثل تھا بالکہ معدن مین
اسکا نظیر ممکن نتھا گنج خانہ شاہی مین سے لاکر دکھایا اور کہا کہ بس اس دریکتا کو نظر لا کر ہم
نیل گوہر مقصود کا منحصر ہو دیکھو یہ ایک گوہر شہوار بادشاہ کے پاس ہے اور دوسرے کے
ملنے پر شہزادی کے گوشوارہ کی تیاری منحصر ہے اگر کہین نہ کہین سے اس موتی کا جوڑا
لے آؤ تو شہزادی تمہاری زوجیت مین آجائیگی فقیر اسیوقت بسم اللہ کر کے اٹھا
اور وزیر سے کہا انشاء اللہ اب چند روز مین لیکر آیا یہ کہکر بنا بر طلب گوہر مقصود
جادہ پیمای منازل سفر سمت دریا روانہ ہوا آخر لب دریا پہونچکر اپنے کچکول گدائی
کو جو بشکل کشتی ہوتا ہے بار مین سے نکالکر اور اس خیال مین صبر ہو کر کہ تمام آب دریا کو
اس پیمانہ کے ذریعہ سے نکالکر خالی کر دیجیے اور تہ دریا مین کوئی در یکدانہ نکال لائیے
دریا مین ڈالا اور پانی نکالنے لگا تا آنکہ صبح سے شام تک اسی شغل مین صرف اوقات
کی بلکہ کئی روز تک بے خور و خواب اس محنت مین مصروف رہا آخر بحکم خدائے
لایزال حضرت خضر علیہ السلام گدای عالیمقام فتح فرانام کے پاس آئے اور کہا
ای بندہ خدا تیری محنت و محبت صادق و سعی واثق پر خدای عزوجل کو رحم آیا اور تیرا مدعا

مجھے سمجھا ہے اب تو اپنا مطلب بیان کر کہ ابھی حکم خدا سے مقصد تیرا حاصل ہوا وہ یہ نوید
جان بخش سنکر نہایت خوش ہوا اور سرگرمی کار سے تھوڑی دیر ٹھہر گیا بعد شکر کے بیام
قادر برحق عرض کی کہ یا حضرت آپ مجکو اپنے شغل سے کیون باز رکھتے ہین مجھے خوف ہے
کہ جسقدر میرا حیج ہوگا اسیقدر حصول مقصد مین کوتاہی ہوگی مین نہین چاہتا کہ ایکدم
میرا بے جستجو سے مطلوب بیکار جاوے حضرت خضر علیہ السلام نے مسکرا کر فرمایا کہ ای نادان
از خود رفتہ بھلا کیونکر ممکن ہے کہ ایک قلزم زخار کیل و پیمانہ کے بھرنے سے خالی ہو جاوے کہ
یہ حرکت محض باد بدست پیمودن و امواج بحر بانگشت شمردن ہے اگر تمام عمر تجھکو آسی د
خالی کرنے مین گذریگی تو بھی آب دریا کم نہوگا اس خیال سے باز آ اور اپنا مطلب
کہہ کہ اوسکے انجاح مین کوشش کیجاے اسوقت ادہم نے اس برگزیدہ جناب احدیت
سے اپنی سرگذشت مین اول سے آخر تک بیان کی یہ ماجرا سنکر خضر علیہ السلام نے نہایت
تشفی و تسلی سے ارشاد کیا کہ بس یہی آرزو مشکل ہے جسکے لیے تو اسقدر رنج عظیم اٹھاتا
ہے ذرا دم لے اور تماشای قدرت یزدانی کر کہ تیری تمنا سے زیادہ تجھکو گوہر ہای گرانبہا
دستیاب ہوتے ہین قلندر خوش ہوکر منتظر حصول مراد ہو بیٹھا اور حضرت یہ کہکر چشم زدن
مین غایب ہوگئے لمحہ نہ گذرا تھا کہ دریای مواج کی ایک چھال لبریز صدفہای بیشمار سے
آئی اور بہت سی صدفہای پرگوہر کنارہ پر آپڑین ساتھ اوسکے ایک ندای غیب بھی آئی
کہ ای غریق بحر اشتیاق و طلب اس دولت خداداد سے جسقدر جی چاہے اپنے دامن مراد
کو لبریز کر قلندر نے دست تمنا کو پرگوہر مراد دیکھکر جناب باری مین سجدہ شکر ادا کیا اور
صدفون کو اٹھا کر جو کھولا تو بارہ صدف مین سے آٹھ گوہر شاہوار بمقدار بیضہ کنجشک
برآمد ہوئے ہر موتی ایسا تھا کہ جسکا مثل و نظیر معدن خیال تمنائی مین متصور ہونا محال ہے
پھر فقیر سلطان نے ان موتیون کو اپنی کلاہ نمدی مین چھپا کر ٹانک لیا اور شاد شاد مسافت
بعیدہ کو بشتاب طی کر کے بلخ مین آکر دم لیا تا صبح بخشوع و خضوع دائی تھوڑی دیر اوراد و وظایف

بسر کی تھی کہ وقت بار عام سلطانی آ پہونچا اب تو حضرت کو ایک دم بھی توقف روز قیامت کر
برابر تھا سکوت و تامل کیجا فی الفور سینہ وار بتحریک آتش بیقراری اپنی جا سے حسبت کر کے
دوان دوان بار عام سلطانی مین آ موجود ہوا اور بادشاہ کو سلام کر کے عرض کی کہ حسب وعدہ
مین نے اپنے تئین کو کر دکھایا یعنی ایک سفینہ مروارید عطیہ یزدانی مین سے ایک کی جا بارہ موتی بیش بہا
جو سلطانی گوہر آب و تاب صد گونہ برتر ہین اٹھا لایا ہون یہ وعدہ سے افزون کیجیے
اور اپنا عہد وفا کیجیے ساتھ اس بیان کے کلاہ مین سے گوہر بادشاہ کے سامنے ڈال دیے
بادشاہ اس بوالعجبی و توانائی قدرت ایزدی کا تماشا کر کے بے اختیار دم بخود ہو گیا
حیران الہی یہ کیا سامان ہے جسکو تو عطا کرے بے دریغ عطا کرتا ہے بعد تحیر چند ساعت وزیر سے
کہا کہ ای منکر اہل صفا اب کیا کہتا ہے فقیر پر تو خدا مہربان ہے جب وہ اپنے خزانہ مین سے
اتنے گوہر بیش بہا بخشے تو ہمکو ایک شہ چراغ کا شانہ سلطانی کو اسکے سلک ازدواج مین
منسلک کرتے ہوئے کیا دریغ کرنا چاہیے اب مناسب بلکہ انسب یہی ہے کہ ہم اپنا وعدہ وفا
کرین اسلیے کہ اب کوئی عذر و حیلہ نہین ہو سکتا اور تو بھی اسی امر کو قابل صواب سمجھ لے
اسوقت وزیر ناخدا ترس نے پھر اس مرد خدا حق بین کی نسبت زنی کی بادشاہ سے کہا
کہ حضور کو یہ خیال خام مد نظر ہوا ہے معاملہ شاہ و گدا کو نسی شان سے درست ہو سکتا ہے
نہایت خلاف مصلحت ہے ایسے وارونی مین ہمیشہ بدنامی ہے بادشاہ کبھی بھولا کر اس
ناپسندیدہ امر کا ارادہ نکر بادشاہ نے کہا اور اسے قباحت تخلف وعدہ مجکو عظمت و
مقبولیت درویش صفا کیش سے بہت دہشت آتی ہے کہ پھر حق اسکی دعا ی
بد کرنے سے مضرت عظیم پہونچے اور پریشانی و ندامت بسیار عائد حال ہو پھر وزیر عقرب خصال
نیش زن ہوا اور کہا کہ یہ امور محض توہمات نفسانی ہین حضور اس خیال سے
باز رہین اس کد و کاوش بیصرفہ مین اپنی خاطر عالی کو ملامت آگین نہ فرمائین بس اب
مین نے جانا اور درویش نے آپ کچھ گفتگو فقیر سے نکیجیے محل مین تشریف لیجائیے

مین کچھ نہ کچھ جواب باصواب درویش ناصواب اندیش کو دونگا ورنہ پھر اس سوال سے
اس دریدہ دہن کو مقطوع اللسان کردونگا بادشاہ اس تقریر وزیر سے ناچار ہوکر
داخل ایوان دولت ہوگیا معاملہ درویش وزیر پر مفوض ہوا اسوقت وزیر نے
فقیر کو بیکس و یار پاکر نہایت تعزیر و تخویف سے مخاطب کیا کہ اے نادان بے ادب
گستاخ تمنا تیری بساط اور لیاقت سے بعید از بعید ہی بھلا تجھسے قلاش و کم معاش
بے حقیقت سے دختر بادشاہ جمجاہ کیونکر منعقد ہوسکتی ہی یہ کبھی نہوگا بہتر یہ ہی کہ اپنی
جان کی خیر غنیمت سمجھکر یہان سے اٹھ جا اور کسی گوشہ مین دم کو لیکر بیٹھ رہ یہ بھی عین
عدالت سلطانی ہی کہ تجکو ایسے نامناسب سوال پر بندگان شاہی نے سزای گردن زنی سے
محفوظ رکھا بس اسی مین خیر ہی کہ اس بارگاہ سے نکلجا فقیر یہ ناسزا گفتار سنکر بہت آشفتہ
ہوا اور کہا کہ ای ظالم ناحق شناس زشت اساس خدا سے ڈر کر کلام کر کیا یاد نہین کہ
بادشاہ اور تونے خدای حاضر و ناظر کو اس وعدہ مین درمیان دیا تھا اگر تو خدا کو بھول
گیا تو معاذ اللہ خدا تو تیری خلاف وعدگی پر اپنے انصاف کو نہین بھولا دیکھ قادر توانا
بڑا زبردست ہی تیرے دست تعدی کو اس ناتوان آزاری پر بات کہتے ہین توڑ ڈالے
تو کچھ عجب نہین بہتر یہی ہی کہ جس زبان سے جو کہا تھا وہی اقرار پورا کر وزیر اس بیباک
تقریر فقیر سے نہایت برہم و غضبناک ہوا جوش غضب مین چوبداران ناخوش سیرت
و صورت کو اشارہ زد و کوب فقیر کا کیا یہ لوگ تو ہر دم ناشناسی پر آمادہ مردم آزاری
تھے ہی پھر حکم زد و ضرب درویش مین ہاتھ پانون ہلانے لگے اور فقیر کو خوب مار پیٹ
کر دیوان سلطانی سے باہر نکالدیا اور پاسبانون کو تاکید کی کہ درویش یہان کبھی
نہ آنے پاوے آخر قلندر بانصیب محروم ہوکر نالان و گریہ اپنے کلبۂ احزان مین وزیر بادشاہ
کی جان کو صبر کرکے بیٹھ گیا اور زار زار یاد یار مین رونے لگا بمقتضائے شعر آتش
سوزان نکند با سپند آنچہ کند دود دل دردمند * فقیر ستمکش مجبور کی آہ پر اثر کب و برجاتی

صاعقہ ہوکر حاصل روزگار شہریار پر گر ہی پڑا اور سامان مسرت و نشاط سلطان کو جلا کر خاک کر سیاہ
سیاہ اور جان چشم بادشاہ میں تیرہ و تار کر دیا یعنی اُدھر تو گدا سے ناچار عاشق زار
پر غلام شاہی کو دست تعدی سے سوا عذاب حرمان و ناکامی صدمۂ آزار جسمانی گذرا اور ادھر
سطوت عشق نیرنگ نما کرشمہ نمائی سے دختر سلطان کو ناگہانی درد شکم ایسا عارض ہوا
کہ اُسکے صدمے سے چشم زدن میں طائر جان نازنین قفس عنصری سے پرواز کر گیا یکایک
اس سانحۂ جانگداز عبرت نما سے حرم شاہی میں فغان محشری کا سامان برپا ہو گیا
بادشاہ نے اس صدمے سے متغیر الحال ہو کر وزیر کو طلب کیا اور بہزار ملامت و نفرین
اسکو معاتب و مخاطب کیا کہ اے مردک بدکیش آخر تیری بدطینتی و نیش زنی ہمارے
حق میں زہر قاتل ہو گئی دیکھا تو نے کہ تقصیر گرامی اوقات کی دل آزاری نے کیا رنگ
دکھایا ہائے کیونکر خاک میں ملایا خراب تو روی نحس اپنا مجکو نہ دکھا غرض بہ حال اسی
عالم بدحالی میں سامان تجہیز و تکفین مہیا کر کے اُس نازپروردۂ آغوش
عظمت و حشمت شاہی کو تا لب گور پہونچا کر سپرد مادر زمین کیا جس مقام پر کہ
اُس چشم و چراغ کاشانۂ دولت کو مدفون کیا گیا وہاں بحکم شاہی سراپردہ اور قناتیں
نصب کی گئیں فرش شاہانہ بچھ گیا کنول روشن ہو گئے عود و عنبر جلنے لگا ایک جماعت
قرآن خوانوں کی تلاوت قرآن میں مصروف ہو گئی اُس شب کو چراغان و قنادیل کی کثرت
روشنی سے دن کی تابنائی ہویدا ہونے لگی اسیطرح پاسبان و نگاہبان بنابر منع گذر
بیگانہ گرد اگرد خرگاہ شاہی متعین ہو گئے کہ آدمی تو کیا ہوا کو بھی ایک گذر دشوار ہو گیا یہاں
تو یہ سامان تھا اور ادھر گدائے ناقدر دیکھتے ہی دل آگاہ خبر رسان سے بیتاب و مضطرب
تھا اس پر صدمۂ جان خراش تازیانہ گوش ہو گئی جیتے جی مر گیا آخر شب تڑپ تڑپ کر دن کو
تک پہونچایا جب نصف شب ہوئی اور مشیت یزدانی نے چشم و گوش منتظران بساط
کو سوزن غفلت خواب سنگین سے دیا تو عاشق ہوش و حواس باختہ کدال پھاوڑا لیکر ہو لیا

مدفن معشوقہ کے قریب آ پہونچا اور غفلت پاسبانان از خود فراموش سے فرصت وقت پا کر قبر دلدار پر آیا اور کندش لحد مین مصروف ہوا جب قبر کھودی تو نعش مطلوبہ کا صندوق باضطراب و توانائی عشق زور فرما باہر نکال لایا اور دبے پانؤن وہان سے لیکر اپنے جھوپڑے مین لیگیا وہان لیجا کر چراغ روشن کرکے پیکر یار صندوق سے باہر نکالا اور دیوار کے سہارے لگاکر بٹھادیا کمال شوق کی بیتابی سے نظارہ روی دلدار مین بجان و دل مصروف ہوا تا آنکہ قریب ایک پہر کے اسی نظارۂ حسرت و تماشا سے مقرباً مین گذرا ہوگا کہ قدرت خدای کارساز بندہ نواز سے محنت محبت صادق عاشق نے یہ رنگ کامیابی دکھایا کہ قضارا ایک حکیم فلاطون منش کسی طرف سے بارادہ ملازمت سلطانی وارد شہر ہو نے کو اسوقت دروازۂ قلعہ پر پہونچا مہان دروازہ بند تھا حکیم نے مجھکر حیران و واماندہ چہار طرف سہارا ٹھہرنے کا دیکھتے لگا چراغ کلبۂ گدا کی روشنی جو ایک طرف دیکھی تو حکیم نے غنیمت جانکر ادھر کی راہ لی جب قریب کلبۂ فقیر آیا تو یہان فقیر سمجھا کہ پاسبانان شاہی خوف مبادرت ناشایان سے گھبرا کر کسی گوشہ مین جا چھپا اور حکیم نے وہ فرکن خانۂ فقیر کو خالی پاکر بے تکلف اندر آیا یہان یہ ماجرا حیرت انگیز دیکھکر قدرت خدا کی اعجوبہ نمائی و حسن آرائی سے استعجاب کرکے ایک لمحہ تو ساکت و متحیر رہگیا پھر اس ایک طلعت زیبا و صورت مہر فرما کو نقش دیوار استہ بنظر غائر معاینہ کیا تو ایسا ہی ترحم کرکے آثار تشخیص مرض بھی دل مین سمایہ انداز ہوئی اور جسد ظاہر مردہ کو حقیقتہً زندہ واقعی سمجھکر متوجہ تدبیر علاج ہوا یقین ہوگیا کہ اسکو سکتہ ہوگیا ہے اسوقت ایک نشتر جیب مین نکالکر کسی مخصوص رگ کو کھولا چند قطرۂ خون کے نکلتے ہی شہزادی نے خواب عدم سے آنکھین کھولدین اور معالج بیگانہ کو ایک خانۂ بیگانہ مین اپنا جلیس و انیس دیکھکر منھ ڈھانپ لیا اور کہا کہ ای شخص یہ کیا ماجرا ہے تو کون اور یہ کلبۂ تنگ و تار کیسا اور مین کہان آگئی حکیم نے واقعہ حیرت اثر کو جب لا استفسار روا لازم للاظہار جانکر جواب دیا کہ ای دختر نیک اختر

مجھے اس حال کی خبر نہین مین تو اپنے شہر سے اس شہر مین داخل ہونے کو آیا تھا اسوقت
در شہر بند پایا یہان روشنی دیکھکر چلا آیا تو تجھکو اس حال مین مردہ سا دیکھکر مرض سکتہ
تشخیص کرکے معالج مرض ہوا خدا تعالی نے تجھکو افاقہ مرض سے دیا اور تجھکو خدا ے
توانا نے صحیح و سالم کر دیا مین تو اسی قدر واقف ہون اب تو اپنی سرگذشت سے
مطلع کر یہان یہ خبر و حکایت درمیان تھی کہ ادہم نے دروازہ سے جھانک کر تماشاے
قدرت خالق توانا کیا تو نقش مدعا کو درست پایا سبحان اللہ و جل جلالہ کرتا ہوا بتیابانہ
نہایت مسرت و اشتیاق سے اندرون خانہ آیا اور حکیم لقمان سیرت فرشتہ صورت
کو متوجہانہ سلام کرکے برابر حکیم کے بیٹھ گیا حکیم نے اس خانہ بدوش کو صاحب خانہ
جانکر استفسار حال کیا اوسوقت ادہم نے مِن اولہٖ الیٰ آخرہ تمام سرگذشت راست
بے کم و کاست بیان کی حکیم تھوڑی دیر متحیر ہوکر فقیر کی دلدہی و تشفی کرنے لگا بعد اوسکے
اُسی جلسہ مین مناکحت اُن دونون کی حسب تراضی طرفین کر دی صبح ہوئی تو
حکیم وہان سے شہر مین آیا اور یہ دونون وہین مقیم و مسکن گزین رہے آخر چند
روز بعد ایک طفل عالی گہر پاک سیرت نیکو سیرت صاحب جمال پیدا ہوا ابراہیم
نام رکھا جب کہ وہ چند سال کا ہوا تو ادہم نے مکتب مین بٹھایا اور ہمہ تن تعلیم
یابی فرزند مین صرف ہمت کی اسیطرح ایک وزمانہ بسر ہوا ایک روز بادشاہ اُس
مکتب کی طرف سے جہان ابراہیم پڑھتے تھے گذرنے لگا تو اطفال کو پڑھتے ہوئے
دیکھا بادشاہ نے حسب عادت مقررہ کہ ہر مکتب کے اطفال کو چھٹی دلوا دیتا تھا اور معلم کو
بذل نقود و شاد کام کرتا تھا اس مکتب کے لڑکون کو بھی سامنے بلوا کر رہائی دی
جب اُن کودکون مین ابراہیم آئے تو اُنکے ناصیۂ جاہ و جلال و حسن جمال سے بادشاہ
کو انوار فرخی و سعادت مشاہدہ ہوئے بے اختیار شفقت و محبت سلطانی جوش زن
ہوئی بادشاہ نے اُسیوقت اُن سلطان اقالیم فضائل کو گود مین اُٹھالیا اور شکل و

شمائل مین مشابہ اپنی دختر سے دیکھکر جوش کر جوش سے دست پیار کیا اور معلم کو بلاکر بہت
کچھ دیا اور حال طفل پوچھا اسنے کہا مین اسقدر جانتا ہون کہ اسکا باپ ایک قلندر بانسا
صبح کو اپنے ساتھ یہان لاتا ہی شام کو وقت خلاصی اطفال آپ ہی آکر ساتھ لیجاتا ہے یہ سنکر
بادشاہ نے ابراہیم کو اپنے گھوڑے پر بٹھاکر لپیٹ ایوان دولت کی طرف رخ کیا اور معلم سے
کہا کہ جب فقیر مذکور آوے تو یہ حال کہکر اسے ہمارے پاس بھیجیو معلم نے بتعمیل حکم
شاہی مین مجال سرتابی نہ دیکھی فرمان واجب الاذعان بجان و دل قبول کیا بادشاہ ابراہیم
کو لیکے سوئے داخل محل ہوا اور اپنی زوجہ اور دختر مردہ کو دکھایا نوی سلطان نے اس
صاحبزادی کی شکل و شمائل کو دیکھکر اپنی بیٹی سے ملتا ہوا پایا بے اختیار گلے سے لگایا
نہایت شفقت مادری و پدری سے فرزند جگر بند اپنے پہلو مین جا گزین کیا اودھر جب
معلم کے پاس قلندر وقت معہود پر آیا فرزند کو نہ پایا اسکے تفحص حال سنتے پہلے معلم نے
کیفیت واقعہ بیان کی ادہم وقوف حال سے آگاہ ہوکر باطمینان تمام قصر بادشاہ عالیمقام
کیطرف روانہ ہوا اور حضور شاہ مین پہونچے اور بادشاہ کو اپنے فرزند کے ساتھ جلوہ افزا
مسند دولت پایا بعنایت پاس ادب بادشاہ کو سلام کرکے وہین ٹھہر گئے بادشاہ
قلندر کو دیکھتے ہی پہچان گیا نہایت عظمت و توقیر سے پاس بٹھاکر باعث حضوری پوچھا
ادہم نے کہا کہ میرے دلبند کو آپ لے آئے ہین اوسکے لینے کو آیا ہون مین لمحہ اسکی
مفارقت گوارا نہین کرسکتا اور مجھسے بڑھکر اوسکی والدہ اسکی عاشق ہے اگر ایک
ساعت اپنے وقت معین سے دیر لگجاتی تو اسکے صدمہ مہجوری مین ہلاکت کا گمان
ہے اسوقت بادشاہ نے کہا کہ مان کا نام و نشان کیا ہے ادہم نے دلیرانہ تمام حال
بیان کیا پھر تو بادشاہ نے اس نوید سے جان تازہ پائی اور فوراً یہ بشارت روح افزا
اپنی بی بی کو سنائی وہ سنکر نہایت شادمان ہوئی اسیوقت بیٹی سے ملنے پر آمادہ
و مستعد ہوئی آخر بادشاہ اور زوجہ سلطان اور ابراہیم ادہم ایک خیمہ سرا سے ادہم پر اسلئے

ادھر دختر شاہ بھی اپنے والدین کے دیدار کی مشتاق تھی ماں باپ سے ملتے ہی پہلے تو گریہ
شادی کا ہنگامہ گرم کیا اور پھر سب نے نہایت خوشحالی سے جناب عز اسمہ کا شکر جان بخشی ادا
کیا پھر بادشاہ وہاں سے مع دختر و داماد اپنے دولتکدہ میں آیا اور تمام عمدہ مال و متاع سلطنت
انھیں چشم و چراغ دودمان سلطنت و جلالت کے واسطے مقرر کر دیا اور ناز و نعم سے انکی
پرورش کرنے لگا حضرت ادہم تو اپنی گلیم قلندری پر ہزار سلطنت کا خلعت و ٹھاٹ رکھتے
کچھ تمول و تحشم دنیاوی پر ملتفت نہوسکے اسی لباس فقر میں رشک قیصری و فغفوری
رہے اور اپنے فقر کو ایک گوشہ اطمینان پر تنخیر میں ترقی دیتے رہے بادشاہ کے سوائی
دختر کے اور کوئی فرزند نرکھتا تھا لیکن نواسے کو بجای فرزند کے بھی مغتنم جانا اور اپنا ولیعہد
کیا اسی عالم میں یہ پاک نژاد دانا سرشت اپنی کاملیت فطرت و قابلیت سے رسوم
و قواعد حکمرانی و ملکداری و معدلت شعاری اس طریقہ شایان پر ادا فرماتا کہ اس سے
زیادہ متصور نہیں ہوسکتا آخر بعد چند ایام بادشاہ نیک انجام نے عالم فانی
سے رحلت زندگانی اٹھایا اور ملک جاودانی میں قیام ابدی اختیار کیا بجای بادشاہ مرحوم
ابراہیم فرمانروای مملکت ہوکر اپنے قوانین فرمانروائی کو نہایت خوبی سے انجام دیا مگر بمقتضای
کل شی یرجع الی اصلہ اس بادشاہی ظاہری میں ضوابط اہم باطنی کو بدل و جان بطریقہ
مستحسن ادا فرماتے یعنی اکثر اوقات ذکر و اشغال الہی تعظیم و تکریم درویشان کامل ہنگامہ خلوت
و جلوت گرم کر رکھا افراد نسبت شاہی نعمت فقر عارفان حق شناس کی کفش برداری
و پابوسی اپنا شعار فرمایا تھا بالآخرہ ایک روز یہ بادشاہ معرفت پناہ اپنے شبستان دولت
میں بعنایت حصول اسباب جمعیت تخت سلطنت پر خواب خوش فرما رہے تھے کہ ناگاہ
بالائی سقف دولتسرا پر کچھ کھٹکا پانوں کی آہٹ کا زور سے معلوم ہوا اور اُس صدا
متوحش سے بادشاہ نے بیدار ہوکر آواز دی کہ کون شخص ہے کہ اسنے جواب دیا
کہ ہمارا ایک شتر جاتا رہا ہے اسکو ڈھونڈھتے ہوے یہاں آنکلے ابراہیم آگاہ سلطان کا پیچ و تاب کھاکر

بیخبر و مغرور و ناعقل بھلا کہیں ایوان شاہی کا بام اور کہاں شتر گم شدہ کی تلاش کوئی
عقل کی بات کرو چلو اپنا رستہ لو پھر جویندہ باخبر نے یہ مختصر جواب باصواب عبرت نما دیا
کہ ای بیخبر نادان تو جو بادشاہی مین فقر و درویشی کا دم بھرتا ہے آزادی و حق جوئی کو بدنام
کرتا ہے اس سے بڑھکر نادانی و نافہمی کیا ہوگی کہاں بادشاہی اور کہاں گدائی تجھکو سرائے
شاہی مین اونٹ کا آنا تو ایسا دشوار معلوم ہوا قدرت خدا سے یہ امر تو محال نہین ہاں مگر
مشکل ہے کہ تو مشکوے دولت مین باہمہ سرمستی عیش و عشرت و سرشاری خواب طالب
خدا ہے — بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ پھر پوچھا مالک خانہ کون ہے بادشاہ
نے کہا مین سلطان بلخ پھر پوچھا کہ تجھسے پہلے کون تھا بادشاہ نے کہا کہ فلان
بادشاہ جد اول حکومت سابقہ کے نام بتانے گئے بعد اس ہادی غیب نے کہا ای بادشاہ
غافل ظاہر ہے کہ جب اگلون نے اپنی اپنی نوبت سے اس حکومت و مملکت کو یونہین برتا
اور چھوڑا تو تجھکو بھی قیام نہین ہے پھر کیسی اعتماد پر اپنے اس ملک و مال کو قرار دیتا ہے
اور بادشاہی بلخ اپنے سے منسوب کرتا ہے غرض تجھسے بڑھکر غافل و بیہوش کون ہوگا۔
سلطان معارف نشان کو یہ کلمات نہایت مؤثر و عبرت بخش معلوم ہوئے اور اسی
وقت سے خلع سلطنت کرکے تلاش نعمت فقر مین جادہ نوردی صحرائے لق و دق اختیار کی
آخر قطع راہ کو بیابان کرتے ہوئے ایک چرواہے سے ملاقی ہوئے آپنے اپنا لباس اسکی
پوشش نمد سے بدل کرلیا اس مقام سے سواد مرو مین آئے اور پھر وارد نیشاپور ہوکر
ایک غار صحرا مین سکونت اختیار کی وہان طریقہ ہیزم کشی مین اپنی قوت بسری اسطرح
کرتے رہے کہ نصف قیمت ہیزم مین اپنا گزارہ کرتے تھے اور نصف قیمت مساکین
کو دیتے تھے شہر مین آکر ہر جمعہ کی نماز مین شریک ہوتے تھے اور پھر آ اسی غار مین
شب و روز سکونت فرماتے تھے آخر وہان سے مکہ معظمہ مین آکر حج سے مشرف ہوئے
وہین حضرت قطب الواصلین خواجہ فضیل بن عیاض کی خدمت مین آکے ارادت و فقر و

سعادت کونین حاصل کرکے گوہر مقصود وصول وکمال سے کامیاب ہوئے نقل ہی کہ قبل
از ترک اسباب سلطنت آپ کی بعض اشیاء ملوکہ مثل انگشتری وتکمہ لعل وترکش وغیرہ
نے آپ سے کہا کہ اے بادشاہ ہمکو تزئین دنیاوی کیلیے خدا نے نہیں خلق کیا ہی بلکہ امور عظم
دینی آپ سے متعلق ہونگے اور ایسا ہی ایک آہوے صحرائی نے آپ سے کلام
کیا ایسی واردات سے آپ سمجھتے تا آنکہ عالم فقر مین سب امور کا ظہور دیکھا نقل ہی کہ جب
حضرت نے ترک سلطنت کرکے ویرانہ نشینی اختیار کی تھی اسی ایام مین ایک روز
ایک مقام پر آواز نوبت اپنے فرزندون کے نام پر ہوئی سنی آپ نے بحسرت خیال کیا
کہ ایک روز یہی نوبت میرے نام پر بجتی تھی اب میرے فرزندون کے نام کی نوبت ہی
اسی وقت بہ اسرار ہی خاطر خواجہ بحکم خداوند عالم طبقات افلاک پر پانچ نوبت بجنے
لگی خواجہ نے یہ آواز غیبی سنکر انعام ایزدی کا شکر کیا نقل ہے کہ حضرت خواجہ بعد
ترک مملکت سیر کنان ایک چشمہ پر وارد ہوئے لب چشمہ پر ایک زاہد متوکل رہتا تھا
غیب سے اسکے لیے ایک طبق طعام آتا تھا وہان خواجہ نے قیام کیا تمام روز مکالمت ومجا
زاہد مین صرف کیا شام کو بطریقہ معہود زاہد کیلیے وہی مقررہ طبق آیا اور سلطان کے
واسطے دس طبق نعمات الوان کا آگر زاہد نے رشک سے جناب باری مین عرض کی
کہ خداوندا مجھسے زاید توکل گذ مین دیر مین کسے لیکر تو وہی طبق معلوم اور چار روز کے
مہمان کیواسطے یہ کچھ سامان غیب سے ہدایت ہوئی کہ تو حسب حیثیت کا آدمی تھا اب عالم
توکل مین بھی وہی ملتا ہی اور یہ شخص ہمارے نام پر سلطنت کو چھوڑ بیٹھا ہی اسکی نسبت
تو یہ بھی کم سے کم ہے سوا اسکے ہمکو اپنے مخصوصون ایک راز ہے اسرار ہی اسمین دوسرے
کو کیا دخل تجھکو اسمین رشک کرنا محض اپنے حق مین برا انجامی ہی نقل ہی کہ حضرت
سلطنت چھوڑکر جو صحرا مین جاتے تھے ناگہان ایک روز ایک پیر مرد نورانی صورت
آپ سے ملاقی ہوئے اور اسم اعظم جو کاشف اسرار معنی وصمادی تھا آپ کو تعلیم کیا اسکی برکت

خواجہ کو مکاشفہ عظیم حاصل ہوا پھر حضرت خضر علیہ السلام نے خواجہ کے پاس آکر کہا کہ اے
ابراہیم خوشا نصیب کہ تجھکو میرے بھائی الیاس نے اسم اعظم بتایا تو اوسکی مداومت
کر مطالب حقیقت بالکل تجھکو مکشوف ہونگے نقل ہے کہ حضرت خواجہ ایکبار بازار بلخ میں
میں لپیٹا ہوا ہیزم سر پر لیے ہوئے کھڑے تھے اتفاقیہ کوئی شخص بلخی سے شناسا آپکا ملا اور کہا
کہ ابراہیم سلطنت چھوڑکے کیا پایا آپ نے بار ہیزم سر سے پھینک کر ہاتھ مارا دیکھا
تو تمام انبار طلا سے خالص کا تھا پھر فرمایا کہ دیکھا نام شوم بلخ سے تو آج میرا قوت حلال
بھی تلف ہوا اور یہ دولت نمایاں ایک شمہ بدل ترک بلخ ہے بغور دیکھکہ کہاں وہ حکومت
اور کہاں یہ نعمت ہای بیقیاس - نقل ہے کہ ایک شب بحال سکونت نارسوم سرمای
شدید میں باثنای خواب آپ کو احتلام ہوا اسی وقت آپ اُٹھے اور ارادہ غسل میں چشمہ
یخ بستہ پر آئے برف کو توڑکر اس پانی سے غسل کیا اور نماز وادا کی مگر سردی سے
نوبت ہلاکت تھی دلمیں متصور ہوا کہ پوستین یا آتش ہوتی تو اسوقت کام آتی اسی خیال
میں آپ سوگئے سوتے میں بحکم غیبی ایک اژدہا آپ کے جسم سے تمام لپٹ گیا اور
آپکا جسم گرم ہوگیا بروقت بیداری یہ حال دیکھکر جناب باری میں عرض کی کہ خداوندا
مجھکو سردی کی زحمت سے بوسیلہ پیچیدگی اژدہا بچایا اب اس بلای مہیب سے
جسم کو نجات دے اسی وقت اژدہا بدن شریف سے جدا ہوکر آپکے قدموں پر سر
رکھکر غائب ہوگیا نقل ہے کہ خواجہ اپنی قوت بسری گھاس بیچ کر فرماتے یعنی اسی
انبار گھاس کی قیمت میں اپنا قوت کرتے اور فقرا کو دیتے دن کو روزہ رکھتے تمام شب عبادت
وریاضت میں بسر کرتے خواب نہ فرماتے کسی نے پوچھا کہ حضرت آپ کبھی رات کو نہیں
سوتے فرمایا کہ جو آشنا کی یاد میں ہر وقت مصروف ہو اوسکو خواب سے کیا علاقہ مجھے تمام شب ان
جلیل جمیل کا خیال ہی خواب وغفلت کا گذرا جسے شعر انتظار میں محال ہے نقل ہے کہ ایک دفعہ
شیخ ابو سعید ابو الخیر رح بہ نیت زیارت خواجہ علیہ الرحمۃ آپکی قیام گاہ پر آئے اتفاقیہ حضرت ابراہیم

زمانہ مین مکہ شریف کو گئے ہوئے تھے جس نماز مین آپ تھے حضرت خواجہ ابوسعید کو ایسی
شمیم روح افزا و نکہت مشک آسا آئی کہ اسکو سونگھکر حضرت خواجہ موصوف نے درود
پڑھکر فرمایا کہ یہ نماز اگر انبار مشک و عنبر سے پاآجاتا تو بھی ایسی خوشبو نہ دیتا جیسا انفاس عطر
کی تاثیر سکونت سے معطر ہے نقل ہے کہ حضرت خواجہ ایک دفعہ بیت المقدس
مین تھے وہان کے خادم کسی کو وہان شب باش نہونے دیتے تھے آپ ایک بوریے مین اپنا
بدن لپیٹ کر چھپ رہے موکلان بیت شریف دروازہ کو قفل لگا کر چلے گئے
ناگہان خودبخود دروازہ کھلا اور ایک پیر مہر سیما چالیس متنفس بابرکت کے ساتھ مقام
مبارک مین آکر نماز ادا کرکے خود پشت بمحراب راست فرما کر بیٹھے اور ساتھ والونکو سامنے
بٹھا کر مشغول مکالمت و مخاطبت ہوئے جماعت مین سے کسی نے کہا کہ یہان آج کوئی مہمان
پیر بہتر کی انفاس نے مسکرا کر کہا کہ ابراہیم بن ادہم ہے مگر چالیس روز سے عبادت کا
ذوق کا مینی اسکو حاصل نہین یہ باتین سنکر خواجہ بوریے سے نکلے اور پیر کو سلام
کرکے کہا یا شیخ جو کہا سچ ہے مگر وجہ بے حلاوتی عبادت کی نہین معلوم ہوتی پیر نے فرمایا کہ
ایک روز بصرہ مین خرما فروش کا ایک خرما تیری خریداری کے وقت گر پڑا تھا تو نے
مشتبہ جانکر اٹھا لیا ہے یہ وجہ بے لطفی کی ہے خواجہ پیر روشن ضمیر سے یہ کلام سنکر اسی وقت
جانب بصرہ روانہ ہوئے اور خرما فروش سے ملکر معافی طلب کی اوسنے ماجرا پوچھکر بحل کیا مگر
اس دینداری سے وہ بھی آمادہ اختیار راہ ہدایت ہوا تا آنکہ دوکانداری وغیرہ سے کنارہ کر
ہوکر خواجہ کی مریدی سے رتبہ اعلی پر فائز ہوا نقل ہے کہ ایک شخص خدمت مین آیا اس سے
آپ نے فرمایا کہ تو ولی ہونا چاہتا ہے عرض کی یہی ہمت ارشاد کیا کہ دنیا و عقبے کو سوا
یاد خدا دل سے محو کر دے اور وجہ حلال سے قوت مقرر کر جسکو یہ منصب حاصل نہین کبھی ولی
نہین ہوا نقل ہے کہ کسی نے آپ سے عرض کی کہ مجھکو کچھ نصیحت و وصیت فرمایئے فرمایا کہ بستہ
کھولدے اور کشادہ کو بند کر اوسنے عرض کی کہ مجھکو یہ معما معلوم نہ ہوا ارشاد کیا کہ کیسہ کو

کھول دی اور زبان کشادہ کو بند کر اور فرمایا کہ جب تک اہل و عیال کو بیوہ وار نہ خیال کرے
اور مثل سگان خاک پر نہ سوئے کوئی طالب فقیروں کی صف میں قابل نشست نہیں نقل ہے
کہ حضرت سے کسی نے پوچھا کہ کوئی شخص گرسنہ تہی دست ہو گیا کیا کرے فرمایا تین روز تک صبر کرے اسنے
کہا اگر تین روز تک قوت میسر نہ آوے تو کیا کرے پھر فرمایا اسی طرح بعد ایام مہینہ بھر تک صبر کرے
پھر سائل نے کہا اگر وہ ایسی صدمہ سے مرجاوے تو خون بہا و دیت کس پر ہوگی فرمایا
ہلاک کرنیوالے پر نقل ہے کہ کسی شخص نے گرانی نرخ گوشت کی آپسے شکایت کی فرمایا
اگر اب گران ہے تو ارزان کرنا سہل ہے کہا کیونکر فرمایا ایک مدت گوشت کھانا ترک کر دو
آپ ارزان ہو جاویگا نقل ہے کہ ایک شخص نے آپسے عرض کی کہ میں نہایت آلودۂ معاصی
ہوں مجھکو ایسی نصیحت فرمائیے کہ اسپر اپنا تمسک و وثوق کروں ارشاد کیا کہ پانچ نصیحتیں
میری قبول کر پھر جو چاہیے کہ کچھ نقصان و عصیان نہیں اول یہ کہ اسکی نعمت نہ کھا اسنے
عرض کی کہ کل نعمتیں اسی کی ہیں ارشاد کیا کہ شرم کر کہ اسکی نعمت کھاوے اور
نافرمانی اوسکی کرے دوسرے یہ کہ اگر خطا کرے تو اسکے ملک سے نکل جا اسنے کہا روئے زمین اسی کا
ملک ہے اس سے کہاں نکل جاؤں پھر فرمایا غضب ہے کہ اسکی زمین پر مقیم ہو اور اسکا مطیع
نہ ہو تیسرے یہ کہ جرم اس سے پوشیدہ کر کہا کہ وہ حاضر و ناظر عالم الغیب ہے گناہ دیکھتا
جب کیا ہے فرمایا حیف ہے کہ اسکا بندہ کہلاوے پھر اوسکے سامنے بجرأت جرم و خطا کیا کرے
چوتھے یہ کہ وقت ورود ملک الموت کے اتنی مہلت طلب کر کہ توبہ کر لے کہا کہ مہلت دشوار ہے
ارشاد ہوا کہ جب وقت مرگ مہلت و توبہ ناممکن ہے تو پہلے ہی کیوں توبہ نکرے
پانچویں یہ کہ جب قبر میں منکر نکیر میں کچھ پوچھنے آئیں تو انکو پاس نہ آنے دے جواب یا
یہ غیر ممکن فرمایا کہ پہلے ہی سے فکر جواب کر رکھ کہ اسوقت عاجز نہو چھٹے یہ کہ جب روز
حشر حکم دوزخ ہو جائے تو وہاں تو نہ جا اسنے کہا حکم خدا کیونکر رد ہو ارشاد فرمایا کہ جبکہ اتنی
بھی قدرت نہیں تو خدمتگاری عبادت کیوں نہیں کرتا اسنے عرض کی کہ حضرت کنایات میں خوب سمجھا

کہ بغیر ان ہدایات کے نجات مشکل ہے پھر اسی وقت توبہ کر کے خدمت باسعادت میں رہنے
لگا نقل ہے کہ ایکمرتبہ حضرت قطب عالم بایک جماعت فقرا سیر کنان ایک حصار میں پہونچے
ہمراہیوں کی عرض سے وہیں شب باش ہو گئے اُن حصار کی توڑ کر آگ جلائی زحمت
سرما کو آتش گرمی سے دفع کیا اور انھیں لکڑیوں میں روٹی پکائی اسوقت خدمت
تو نماز میں مصروف تھے اور ہمراہی فکر خورش میں کہ بیٹھے بحسرت کہا کاشکے اگر گوشت ہوتا
تو کباب کرتے حضرت خواجہ نے بعد نماز کہا عجب نہیں کہ قادر برحق تمہاری تمنا پوری
کرے چنانچہ فی الفور ایک شیر غرّان آیا گورخر تازہ و فربہ کو پکڑے ہوئے
قریب گذرنے لگا درویشوں نے شیر پر حملہ کیا شیر اُس صید نیم جان کو چھوڑ کر بھاگا
درویشوں نے یہ خورش غیبی پا کر بطور معلوم کباب کر کے بادائے شکر رزاق مطلق تعالیٰ
کی اور حضرت تمام شب نماز اور اوراد میں رہے نقل ہے کہ ایکبار خواجہ سفر میں کسی کنوئیں پر پہونچے
اور ڈول کنوئیں میں پانی نکالنے کو ڈالا کھینچا تو زر سرخ سے تمام بھرا تھا آپ نے پھر کنوئیں میں ڈالا
دوسری بار کھینچا تو زر خالص سے لبریز نکلا پھر کنوئیں میں اولٹ کر ڈالا اس دفعہ
موتیوں سے بھرا ہوا نکلا پھر آپ نے ڈول اولٹا کر پانی کی طلب میں ڈالا اور کہا
کہ خداوندا یہ سامان مجکو دکھانے نہیں چاہیے میں نے تیری جستجو میں سب مال اپنا
نثار کر دیا مجھو اس دولت کی آرزو نہیں البتہ پانی اسواسطے چاہتا ہوں کہ وضو کر کے
تیری عبادت ادا کروں پھر جو ڈول کھینچا تو پانی سے پر نکلا آپ نے اسی وقت
وضو کر کے نماز پڑھی اور شکر ادا کیا نقل ہے کہ خواجہ جب کہ معظمہ میں آئے تو وزیر سلطنت
شفقت آپکی ایک فرزند خرد سال بدیع الجمال کو لیکر وہاں آئے خواجہ نے دیدار پسر دیکھکر
پدری سے زانو پر بٹھا لیا اور بے اختیار پیار کرنے لگے اسی وقت غیب سے ندا آئی کہ اے
محب بیٹے کی محبت میں ہماری محبت سے غافل ہو گیا یہ سنتے ہی چہرہ پر آثار تغیر نمایان ہوئے
نہایت عجز و الحاح سے دعا کی کہ الٰہی بیٹے تیری یاد سے مجکو باز رکھا ہے اسے دنیا سے ناپید کر

اتفاقیہ لڑکا اسی وقت جان بحق ہو گیا خواجہ نے بعد تکفین و تدفین نماز شکرانہ ادا کی نقل ہی
کہ بوقت ترک سلطنت حضرت بلخ سے آکر دریا کے کنارے دجلہ پر قیام گزین ہوئے وہاں
ارکین دولت ترک و حشم لئے ہوئے بنا بر طلب آئے نہایت اصرار سے معاودت
بلخ کے لیے عرض کی آپنے انکار کیا بعد اصرار و انکار طرفین سے آپ اپنی سوزن کہ جس سے
جامہ چاک کو پیوند کرتے تھے دریا میں ڈالکر حضار سے فرمایا کہ اگر میری سوزن دریا
میں سے نکالدو تو پھر بلخ کو چلوں لوگوں نے بعد جد و کد بسیار بجز ناکامی کچھ نہ پایا
اسوقت خواجہ نے کہا ای ماہیان دریا میری سوزن بحکم خدا لاؤ معًا ایک ہزار ماہی ایک
ایک سوزن طلا وغیرہ لیے ہوئے سطح دریا پر آگئیں آپنے انمین سے اپنی سوزن لیکر
اور ان کو رخصت کیا اور لوگوں سے کہا کہ یہ حکم تعلق بلخ میں کہاں میں بادشاہی دنیا و کی
سے بیزار ہوں تم جاؤ جسکو جی چاہے اپنا حاکم کر لو آخر سب آدمی نادم و منفعل پھر آئے
نقل ہی کہ ایک روز معتصم باللہ عباسی نے خدمت میں آکر پوچھا یا حضرت کیا پیشہ
آپکا ہی فرمایا دنیا اہل دنیا و عقبی طالبان آخرت کے لیے چھوڑ دی ہیں میں نے یہاں تو ذکر خدا اختیار کیا
ہی اور وہاں لقای یزدانی مد نظر رکھی ہی پھر کسی نے پوچھا آپکا پیشہ کیا ہی ارشاد کیا کہ کار
کنان حق کو پیشہ سے کیا تعلق ہی نقل ہی کہ حضرت کبھی چار زانو نہ بیٹھتے کسی نے باعث
پوچھا فرمایا کہ ایک روز چار زانو بیٹھے ہوئے آواز غیب سنی کہ ای ابرہیم آقا کے سامنے
خادم و غلام یونہیں بیٹھتے ہیں میں نے اسی وقت اس نشست غیر مودب سے توبہ کی
نقل ہی کہ ایک روز حضرت اور شفیق بلخی متفق بیٹھے تھے ایک فقیر با کرامت آیا آپنے اس سے
پوچھا کہ معاش کیونکر میسر کرتا ہی کہا کہ اگر مل گیا تو شکر کرتا ہوں اور نہیں تو صبر آپنے فرمایا کہ
عادت کلاب کی ایسی ہی پھر یہی سوال شفیق بلخی سے کیا انہوں نے جواب دیا کہ جو کچھ حاصل ہوتا ہی
تو اسے تقسیم کر دیتا ہوں ورنہ صبوری اختیار کرتا ہوں آپنے خوش ہو کر شفیق پر بہت
لطف و شفقت فرمائی اور کہا کہ شاباش مردان خدا کا یہی کام ہی نقل ہی کہ ایک دن آپ

پوچھا کہ تم کیسے بندے ہو دل خوف سے تھرا کر گر پڑے اور پھر یہ آیت پڑھی ان کل من فی السموات والارض الا آتی الرحمن عبداً پرسندہ نے کہا کہ خواجہ پہلے ہی کیوں نہ جواب دیا فرمایا کہ اس خوف سے تامل تھا اگر انکار عبدیت خدا کروں تو نعوذ باللہ ترک ایمان کروں اور اگر بندہ اسکا بناؤں تو حق بندگی کا کماحقہ ادا کروں نقل ہے کہ ایک دفعہ خواجہ علیہ الرحمۃ نے عبور دریا کی کشتی طلب کی ملاح نے کرایہ کشتی مانگا آپنے تھیدستی میں ریگ دریا پر ہاتھ مارا زر خالص ہوگئی اس میں کشتیاں کو کچھ دیکر عبور دریا کشتی میں کیا نقل ہے کہ حضرت خواجہ کے تین خلیفہ تھے خواجہ خذیفہ المرعشی خواجہ شفیق المرعشی خواجہ رفیق البلخی رحمۃ اللہ علیہم اور آپ آخر زمانہ میں کسی مقام معین پر نہ ٹھہرے نظر خلایق سے مخفی رہے کوئی بغداد کوئی شام میں قیام آپکا بتاتا ہے اصح یہ ہے کہ مقبرہ حضرت لوط علیہ السلام میں جاکر ایک غار میں چندے قیام کیا اور وہیں وفات پائی بعد وفات خواجہ غیب سے آواز پائی کہ الا ان امام الارض قد قات یعنی امام زمین مرگیا لوگ اس صدای ہولناک سے متحیر ہوئے جب خبر وفات خواجہ معلوم ہوئی تو ندای غیبی کا معما کھلا آپ نے ۲۶۲ھ میں چھبیسویں جمادی الاول کو رحلت فرمائی ہے چنانچہ تاریخ وفات اس سلطان معرفت کی یہ ہے امام اصفیا بودہ

بیان حضرت خواجہ خذیفۃ المرعشی نور اللہ مرقدہ

یہ حضرت خلیفہ خاص حضرت سلطان ابراہیم ادہم کے ہیں بسا کامل اور صاحب ولایت وکرامت ملک الاولیا امام الفقرا کاشف رموز حقیقت ماہر نکات معرفت مست بادہ جام سرمدی سرتاج زمرہ مجردی تھے اور مشائخ کبار زمانہ سے تھے لقب آپکا سدید الدین ہے اور خرقہ فقر وارادت کا حضرت سلطان ابراہیم سے حاصل کیا تھا آپ عالم علم ظاہری اور باطنی کے تھے اکثر علوم میں کتب تصنیف فرمائی ہیں اور ہمیشہ آپ باوضو رہتے تھے بعد افطار تین چار لقمہ سے زیادہ نہ کھاتے تھے اور اکثر فرمایا کرتے کہ غذای درویش ذکر لا الہ الا اللہ ہو

ارشاد کرتے کہ جو شخص کسی فقیر کو صاحب حال دیکھے چاہیئے کہ اسکے پاس نہ بیٹھے اور جو فقیر سیر
ہو کر کھانا کھاوے وہ فقیر نہیں غلام ہے اور بندہ شکم ہے اور خود پرست ہے اور دنیا دار ہے اگر
چہ لوگ ایسے شخص کو اپنا مقتدا کرین مگر با اینمہ بھی اسکی صحبت سے اعراض کرنا چاہیئے نقل ہے
کہ ایکبار خواجہ نے عالم رویا مین حضرت سرور کائنات صلعم کو دیکھا آپ نے فرمایا کہ اے خواجہ
تجھکو راسپرو حکار ہے جا اور سلطان ابراہیم ادہم کو مقتدا کر آپ علی الصباح سلطان الاولیا
کے پاس گئے حضرت مراقبہ مین بیٹھے تھے از روی کشف یہ امر دریافت کر کے بہت تعظیم و تکریم
سے پیش آئے اور معانقہ کیا اور فرمایا کہ اے حذیفہ خاطر جمع رکھ کہ انشاء اللہ تعالی عنقریب
تو اپنے مقصد کو پہونچیگا اسوقت آپنے شرف ارادت سے مشرف فرمایا اور گوشہ نشینی
کی اجازت دی آخر خواجہ نے عزلت قبول کی اور رات دن ذکر خدا مین مشغول رہے اور چھ
مہینے تک پیر کی خدمت مین رہے اور اس مدت مین چھ بار افطار کیا گویا ایکماہ کا ایک روزہ
تھا جب قطب السالکین ابراہیم ادہم نے یہ ریاضت اور مجاہدہ ملاحظہ فرمایا تو الحمد للہ زبان
پر لائے اور کہا کہ جو کچھ فقیر کو چاہیئے وہ مین حذیفہ مین دیکھتا ہون اسوقت جناب باری سے
دعا کی کہ الہی ہر روز اسکی ترقی کر اور بندہ خاص اپنا کر اور زمرۂ درویشان مین رتبہ اسکا عالی کر اللہ
تعالی نے دعا حضرت کی قبول فرمائی اور چند مدت مین خواجہ منصب درویشی پر فائز ہوئے
جبکہ حضرت ابراہیم ادہم نے خرقہ عنایت کیا اور اپنی جگہ پر خلیفہ مقرر کیا اور اجازت دی کہ
خلق کو ہدایت اور ارشاد سے مشرف کر اور دین محمدی صلعم کو رونق ترقی دے کہ دنیا کو اور
اہل دنیا کو دنیا سے متنفر ہوا اور خود تو بھی دنیا سے بھاگنا یہ دام بلا کا ہے اور مرشدون کے
طریق پر قایم رہنا اور خوب سمجھنا کہ دنیا راہزن مردان راہ کی ہے اور جو کوئی راہ خدا اختیار
کرے وہ خدا کی طرف رجوع ہوا اور مرد وہی ہے کہ دنیا سے اپنے کو بچاوے اور اہل دنیا کو
پاس نہ آنے دے اور انسے ہرگز ملاقات نہ کرے اور اگر احیاناً کسی دنیادار سے دوچار
ہو جاوے تو استغفار کرے اور اگر مرید خواری کرے اور مرشدون کو شفیع گردانے اور اہل دنیا سے

مثل تیر از کمان بھاگ نقل ہے کہ آپ سات برس کی عمر مین قاری ہفت قرات ہو گئے تھے
اور ہر روز ایک قران شریف ختم کرتے اور ہمیشہ درویشون کی خدمت کیا کرتے اور انکی رضا
جوئی مین مشغول رہتے اور ہر شخص کے واسطے دعا کرتا تھا اور آپنے خواجہ فضیل بن عیاض سے
بھی ملاقات کی ہے اور خواجہ بایزید بسطامی سے بھی ملے ہین اور ان دونون صاحبون نے
آپ کے بارہ مین دعا کی ہے اور فرمایا ہے کہ خلیفہ نہایت بزرگ ہوگا اور اُس سے بہت
آدمی منزل مقصود کو پہونچینگے اور سولہ برس کی عمر مین علم باطنی سے بہرہ اندوز ہو کر اور بیعت
اور طریقت و معرفت کو ترتیب کامل دی ہے پوشش آپکی کمبل تھی اور ہمیشہ تضرع و زاری
مین رہا کرتے یہانتک کہ لوگ دریافت کرتے کہ اے خواجہ اسقدر گریہ کسواسطے ہے تو آپ فرماتے
کہ کچھ نہ پوچھو کہ مین کسواسطے گریہ و زاری کرتا ہون اگر تمھارے اللہ تعالی گوش شنوا اور بصر
بینا دیوے تو تم مجھے زیادہ گریہ و زاری کرو دیکھو اپنی اصل کو کہ تم کون ہو آخر ایک مالک کے
بندہ ہوا اور مالک نے تم کو واسطے اپنی بندگی کے پیدا کیا ہے ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون
پس جب واسطے عبادت کے پیدا ہونا ثابت ہوا تو انسان کو چاہیے کہ سوا ہی عبادت کے
دوسرا کام نہ کرے اور میان عبادت برائی ہم ہے اور دوسرے کام مین مشغولی تمام پھر اپنے
مالک کو کیا جواب دینگے اور اگر فرض کرو کہ انسان نے تمام عمر عبادت کی تو حق سبحانہ
تعالی پر کیا احسان کیا اور اگر عبادت مین کوتاہی کی تو سراسر ظلم ہے لائق سزا ہے اور فرمایا
کہ مجھکو یہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ مین کونسے فرقہ مین ہون اور انجام میرا کیا ہوگا یہ کہکر نعرہ
مارا یہانتک کہ بیہوش ہوگئے جسوقت ہوش آیا اسوقت آواز غیب سے آئی کہ اے خواجہ
مین تجھکو سب سے زیادہ دوست رکھتا ہون اور تجھکو درویشون مین منتخب کیا ہے قیامت
مین حضرت محبوب رب العالمین کے ساتھ تجھکو داخل جنت کرون گا اسوقت تین سو عزیز
محفل مین موجود تھے سب اسلام لائے نقل ہے کہ جب حضرت روضہ منور حضرت
رسول مقبول صلعم پر پہونچے جمال مبارک حضور کا بچشم ظاہر ملاحظہ کیا اور بہر بشارت

دیدار فائز الانوار کی دید کی تمنا مین عرض کرتے کہ یا رسول اللہ مجھکو اسی طرح دیدار سی مشرف
فرمایا کیجیے اور روتے اور کہتے کہ اے حبیب ربانی مجھی خوف ہی کہ مبادا دوزخ مین لیجاوین
حضرت نے ارشاد کیا کہ ہمت مردانہ رکھ تو ہمراہ میرے جنت مین جاویگا اور جو کوئی تجھے
وسیلہ رکھیگا وہ بھی فردوس مین داخل ہوگا نقل ہی کہ آپ ہمیشہ فقرا سے محبت رکھتے
اہل دنیا سے نفرت کرتے اور فرماتے کہ اگر میرا اختیار ہو تو فقرا المراد اور انکا اثر صحبت
مجکو بہم ہی نقل ہی کہ جو شخص تارک دنیا ہوکر بارادہ مریدی آپ کی خدمت مین حاضر ہوتا
آپ اول چالیس روز اُس شخص سے نہ ملتے بعد چالیس دن کے اپنی خدمت مین بلاکر
فرماتے کہ اے ولی اللہ آ اور معلوم کر کہ جملہ انبیا فقیر ہوئے ہین اور حضرت احمد مجتبی سلطان
ہر دو سرائی بھی الفقر فخری فرماکر فقیری کو دوست رکھا ہی نقل ہی کہ حضرت خذیفہ جو امر زبان
سے فرماتے تھے وہ ہی ظہور مین آتا تھا چنانچہ ایکبار چند فرومایہ نابکار آپکی محفل مین آکر
خواجہ سے گستاخانہ کہنے لگے کہ ہم تمھاری شغل و ذکر مین حاجت ہونگے ورنہ کوئی کرشمہ
ربانی ہمکو دکھاؤ کہ اوسکی کیفیت مین مسرور محفوظ ہوکر ہم تمھاری درویشی و کاملی کو
تسلیم کرین آپنے انکا جواب نہ دیا اسیطرح مصروف بحق رہے اسی حال مین ایک نالائق نے
آپ کا ہاتھ پکڑ کر مروڑا اسوقت آپنے مجبور کر تین بار آہ آہ کی اور اسی تلفظ کے ساتھ
ایک شعلۂ آتش دہن مبارک سی نکلکر صاعقہ داران اشرار کے خرمن ہستی مین جالپٹا
اور اُس زمرۂ وخیم العاقبت کو ایکدم مین جلاکر خاک سیاہ کر دیا نقل ہی کہ حضرت خذیفہ
سفر و حضر مین اپنے پیر قدسی ضمیر کی خدمت سی کبھی جدا نہوتے تھی اور آپ عالم تجرید مین رہے
کوئی زوجہ نہین کی اور قبول مبارک ہوا اذا جاء فی رجل قال واللہ الذی لا الہ الا ہو
یا خذیفہ ما عملک عمل من یؤمن بیوم الحساب فاقول لہ یا ہذا الا تکفر من یمینک فانک لا تحنث او
نیز آپکا قول ہی ایاکم یا ہذا الفجار والسفہاء فانکم اذا تکلمتم یا ظلموا بالکم رضیتم بعقلکم نقل ہی کہ ستر برس تک
آپنے اپنی مقام سجود و رکوع سے کہین جنبش نہین کی کبھی اعتکاف خانہ سی قدم باہر نہین رکھا اور اس کم

جو حاجی حرمین شریفین آپ کے پاس آتے تھے وہ آپ سے کہتے تھے کہ یا خواجہ حذیفہ رحمۃ اللہ علیہ
بیت المقدس میں آپ کو مشغول طواف و معروف اعتکاف دیکھا تھا نقل ہے کہ حضرت
قطب العالم ابراہیم ادہم نے دوسو باون سنہ ہجریہ مقدسہ میں جہان فانی سے روضہ رضوان
کو رحلت فرمائی مولف کتاب نے تاریخ وفات قطب الزمان کہی ہے نقل ہے کہ بعد رحلت
حضرت ابراہیم ادہم قدس اللہ سرہ کے ناصر الطریقت و وارث الشریعت حجۃ العارفین
برہان الواصلین شمع شائقان صحیح معاملان یکتا زمرہ مجاہدہ سرافراز ناظرین تفرد گاہ
مشاہدہ صاحب عظمت و کرامت فائق فائقان دین و ملت کشاف غوامض علوم
باطنی و ظاہری حضرت قطب الزمان شیخنا ہبیرۃ البصری قدس اللہ سرہ سجادہ و خاندان
خانوادہ باعزاز و امتیاز ہوئے آپ کا لقب امین الدین ہے علمائے و اولیاء و مشائخ میں آپنے
علم امتیاز بلند کیا تھا اور معرفت یزدانی کو بوجہ اتم حاصل فرمایا تھا از مرہ فقر ارشاد رفیع الدرجہ
و منیع المنزلت میں حضرت قطب المحققین خواجہ حذیفہ المرعشی سے خرقہ فقر حاصل کیا تھا
نقل ہے کہ عمر مبارک آپکی اکیس برس کی تھی بملاحت فطرت و خوبی صلابت
سترہ برس کی عمر میں دانش و خرد واتی سے بہرہ کافی حاصل کیا تھا پندرہ سال میں
کلام مجید حفظ فرمایا ایک روز تین بار کلام مجید ختم کرتے تھے کبھی وضو آپکا بجز ضروری
حاجات کے نہ ٹوٹتا تھا نقل ہے کہ آپ مرید ہوئے تیس برس ذکر حق میں صرف کیے
اور نہایت مجاہدہ و ریاضت نفس سے اوقات گرامی کو گرامی رکھا ایک روز نہایت
مایوسانہ و مجرمانہ زار زار روتے تھے اور بنہایت عجز کہتے تھے کہ خداوندا ہبیرہ عاجز
و بیکس نہایت گنہگار و شرمسار ہے تیرے عشق و محبت میں سوختہ اور تیری بارگاہ شکستہ
تیری رحمت پر چشم امید و وختہ ہے تو حفظ کر اور اسکو اپنے ترحم و ستاری سے بخش دے
اسی حال سے رجوع و خشوع میں ایک آواز غیب بیان نواز پیدا ہوئی کہ اے ہبیرہ لے تنگ
و مایوس نہو ہمنے تجکو بخشا تجھکو مناسب ہے کہ حذیفہ کے پاس جاکر ارادت و ہدایت

حاصل کر حضرت ہبیرہ خوردہ بالفراسنکے شیاد وشاد خدمت حضرت حذیفہ میں آئے حضرت
حذیفہ نے انکی بہت تعظیم و توقیر کی اور کمال مہربانی سے فرمایا اے ہبیرہ تیس برس کا شغل ذکر
تمہارا اب مقبول و منظور جناب باری ہوا اور مجاہدہ و ریاضت نہایت تاثیر سے روکش ہزار
مجاہدہ و مشاہدہ ہوا پھر آپ ایک ہفتہ میں ببرکت حصول ارادت حضرت حذیفہ منزل
تقرب یزدانی پر فائز ہوئے اور ایک برس کے خرقہ خلافت زیب بر دوش ارادت کیا
پھر حضرت حذیفہ نے فرمایا کہ اے ہبیرہ اس خرقہ درویشی کی آبرو یہی ہے کہ تم اپنے پیران باصفا
کی عادات و خصائل میں صرف اوقات کرو کہ بہت جلد فائز مقصد اعلے ہو اور وقت تشریف
ارادت پھر ندائے غیب سامعہ نواز حضرت ہبیرہ ہوئی کہ اے ہبیرہ شاد ہو کہ ہمنے تجکو اپنے
مقبولوں سے کیا جب سے آپنے خرقہ پہنا تمام شک و شبہ کو آشنائے کام و زبان نہ کیا اور آپکا مکاشفہ
سے تمام عالم کے اشیا کا معائنہ فرماتے تھے **نقل ہے** کہ حضرت قطب المتجمدین ہبیرہ بصری
فرماتے تھے کہ جب میں نے خرقہ پہنا ارواح طیبہ حضرت پیغمبر خدا صلعم و دیگر بزرگان دین
واہل یقین موجود تھے ہر ایک مجکو دعائے خیر دیتے تھے اور خدا کے خوف سے گریان
ولرزان تھا اور ڈرتا تھا کہ الہی درویشی عجیب قدم سخت و معاملہ نازک ہے دیکھیے کیونکر عہدہ برا
ہوتا ہوں آج جو خرقہ فقر پہنا ہے ایسا نہو کہ کل بروز قیامت فقرا سے شرمندہ ہوں
نقل ہے کہ آپ پانچ چھ روز بعد روزہ افطار کرتے تھے اور آپکی کثرت گریہ و زاری و ریاضت
شاقہ سے لوگوں کو خوف خوف ہلاکت خواجہ تھا شدت گریہ میں بعض اوقات خون آنکھ سے
روان ہوتا تھا **نقل ہے** کہ حضرت جناب باری میں نہایت گریہ و زاری عرض کرتے
تھے کہ الٰہی ہبیرہ بیچارا اور بے سرمایہ ہے ایسا نہو کہ اس سے حساب خورد و نوش لے پھر
کیونکر ہو سکتا ہے کہ اس محاسبہ و مطالبہ سے نجات پاسکے مگر تو محض فضل و کرم سے دستگیری کر
آواز غیب آئی کہ اے ہبیرہ ہمنے تجکو بے حساب بخشدیا اور جنت علیین میں تیرا مقام ہے آپکو درجہ نسبت
کامل و ترقی منزلت حاصل ہوئی کہ جو کوئی آپسے بیعت کرتا ہے ایک مرتبہ اعلے پر فائز ہو جاتا اور وقت فرمایا

جو جسکا مقصود ہوتا آپکی برکت و دعا سے حاصل ہوتا **نقل ہی** کہ حضرت خواجہ نہایت
احتیاط سے کبھی اہل دنیا سے موانست و موافقت نکرتے خورد و نوش انکے یہان کا استعمال
مین نہ لاتے کبھی انکے گھر نہ جاتے تھے کہ ان لوگون کی صورت بھی نہ دیکھتے آپ کا یہ مقولہ تھا
کہ لہذا آدمیون کا طعام حکم زہر قاتل رکھتا ہے دل کو تیرہ روشنائی باطن کو زائل کرتا ہے
شب بیداری سے ہمیشہ آپکو سروکار تھا رات بھر طاعت و عبادت مین مشغول رہتے درویشون
اور مسکینون سے ہم پیالہ و ہم نوالہ رہتے تھے وجہ حلال پر قوت بسری کا انحصار تھا اور پیران
عظام کی طرح تین چار لقمہ سے زیادہ طعام تناول نفرماتے آپ فرماتے تھے کہ درویش
کو بیگانگی خدا و یگانگی ماسوا چاہیے اور آپ کسی کی مدح و ذم سے زبان [illegible] کو
خلوت کرتے تھے ہمیشہ یاد خدا سے تعلق اور خیال دنیا و مافیہا سے فارغ رہتے تھے **نقل ہی**
کہ ایک روز کوئی ذی مقدور نہایت خلوص دل سے خواجہ قدسی منزل کی خدمت مین ہزار
دینار لاکر متمنی قبول ہوا آپ اس مردود اہل دل کو دیکھکر خوف سے بیہوش ہوگئے حاضرین نے
بہاشیہ بیہوشی آپکے منھ پر پانی چھڑکا تو غش سے افاقہ ہوا مگر تب بھی رنگ سرخ متغیر تھا
لوگون نے باعث تغیر حال پوچھا تو بیان فرمایا کہ جس غریب طالب محبوب و جویاے مطلوب کے سامنے
کوئی شے نامرغوب مانع حصول مطلوب آئے تو وہ خیال ناکامی سے اس وبال جان کو دیکھکر
کیونکر نہ ڈر جائے کسطرح ہوش ٹھکانے رہے بلکہ ایسے وقت ایسا شخص مر جائے تو کیا عجب ہے
درویش کو زر و سیم سے کیا علاقہ کیسی نسبت بان فقر و فاقہ و بینوائی شکستگی سے تعلق چاہیے
اور بے برگی دنیا دی برگ و نوا ہے گدایان خدا ہو تو فقیری و درویشی کا کیا لگاؤ ہے فقیر دہی ہے
کہ سوائے خدا کے کسی نوع کا سرمایہ نہ رکھے ورنہ سزاوار فقیری نہین پھر فرمایا کہ اعوذ باللہ
من الدنیا و اہل الدنیا و من الشیطان الرجیم وفات آپکی ساتوین شوال کو ہوئی سنہ رحلت معلوم نہوا قدس سرہ

بیان حضرت خواجہ علو ممشاد قدس سرہ

بعد آپکے مسند آراے فقر و ارادت خرقہ پیراے عقیدت و معرفت حضرت شیخ المشائخ الفقرا شیخ

حدیقہ عرفان تربیت افزاے گلستان شناسائی یزدان دستگیر درماندگان کوے توحید
پامپرو عزت گاہ تجرید و تفرید شمس الفقرا بدر العرفا ستودہ صفات رفیع الدرجات عاشق صادق
عارف فائز تشریف یافتہ بزرگی و برتری حضرت قطب الاقطاب خواجہ علو ممشاد دینوری
قدس سرہ العزیز ہوے مشاہدہ و مکاشفہ و مجاہدہ کو آپکی ذات عالی سے والائی برتری
حاصل ہوئی تھی یہ حضرت بہت نامی گرامی واقف اسرار و منتخب ابرار و حافظ قرآن و مقرب
یزدان تھے لقب آپکا کریم الدین ہے حضرت خواجہ ہبیرۃ البصری سے خرقہ ارادت حاصل
ہوا تھا اور مشائخ عراق و بزرگان عصر سے مثل شیخ جنید و رویم و ابو العباس رحمہم کے ہم صحبت
رہتے تھے حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اتفاق مجانست ہوتا تھا آپکو علوم
ظاہری و باطنی و کشف و کرامات سے سرمایہ کثیر جناب رب قدیر سے ملا تھا اور جملہ بزرگان عصر سے
آپکو خلافت حاصل ہوئی تھی اور آپ سات بزرگ صاحب سلسلہ ہیں سے ہیں چار واسطے
پر سلسلہ آپ تک پہونچا ہے اسکی تفصیل یہ ہے خواجہ ممشاد دینوری نے حضرت شیخ عبد اللہ
حنیف سے خلافت پائی وہ شیخ محمد رویم کے خلیفہ اور وہ شیخ جنید بغدادی کے اور وہ شیخ
سری سقطی کے وہ شیخ معروف کرخی کے وہ حضرت امام علی رضا کے وہ حضرت امام موسی
کاظم کے وہ حضرت امام محمد باقر کے اور وہ حضرت امام زین العابدین کے وہ حضرت علی
مرتضی اسد اللہ الغالب کے اور وہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ و وصی تھے یہ
سلسلہ اس صحت پر منتہی ہوتا ہے علاوہ ازین ان خواجہ بااوقات رحمۃ اللہ کی صفات سے اکثر
درویشون نے ملکی نعمتین پائین قبل زمانہ مریدی تیس برس تک ریاضت و عبادت کی
تھی اور یہ حال تھا کہ اکثر ساتوین دن روزہ افطار کرتے اور نہایت خشکی دہن سے ایک چھوہارہ
آب پی کر ایک خرما پر اکتفا کرتے اور ہمیشہ روزہ رکھتے بلکہ زمانہ طفلی میں بھی ہر روز دودھ نہ پیتے
تھے نقل ہے کہ حضرت ابتداے حال میں تونگر و صاحب سرمایہ کثیر تھے جس وقت محبت یزدانی
نے گھر اپنے دل صفا منزل ہوئی جملہ مال و متاع صرف راہ خدا کرکے متوکل ہو بیٹھے کوئی شے اپنی

بضاعت مین بجبر دل وجان الفت تو اان شد رکھی یہان تک کہ ایک روز کا آذوقہ بھی نرتھا اور
رو بقبلہ جناب باری مین عرض کی کہ یارب مجھکو سواے تیرے اور کسی سے سروکار نہین
اور کچھ نہین چاہیے اہل وعیال میرے تیرے بندے ہین انکی خبرگیری تیرے حوالہ ہی تو انکے
رزق کا کفیل ہی مجھے کیا فکر ہے ہنوز یہ کلام خوش انجام زبان پر تھا کہ ندا ے غیب کے سننے سے
شاد کام ہوے کہ اے علو تو میرا ہے تو نے مجھپر سہارا کیا تیرے عیال کا مین کفیل حال ہون
خاطر جمع رکھ اپنی راہ پر چلا چل حضرت علو ممشاد اس جان نواز کلام سے شاد کام ہوکر
نظر بجانب عزاسمہ کرکے مکہ معظمہ کو روانہ ہوے اس مقام متبرک مین گوشۂ اعتکاف مین
بیٹھکر مشغول طاعت عبادت ہوے ایک روز مشغول عبادت تھے کہ ایک شخص خوان
سر پر رکھے پیش روے خواجہ آیا اور سلام کیا خواجہ نے پوچھا کہ تو کون ہی اور کیا لایا ہی جواب دیا
کہ مین مردان غیب سے ہون حکم خدا سے تمھارے اطفال وعیال کے لیے یہ نعمت
خداداد لایا ہون اور تمکو پیام خدا یہ ہی کہ تم نہایت اطمینان سے ہماری یاد مین ہمہ تن
مصروف رہو تیرے متعلقون کا رزق بے تحتیانہ غیب سے بغایت وسعت وکثرت
مقرر فرمایا ہے حضرت شکر باری عزاسمہ مین تر زبان ہوے اور زیادہ پہلے سے مصروف
عبادت وریاضت ہوے اور فقر وفاقہ مین نہایت خوشی سے بسر کرتے لباس پیوند دوختہ
وکہنہ پہنکر صرف اوقات کرتے رہتے اور آپ خوف خدا سے بدرجہ غایت لرزان وگریان
شدت گریہ سے بیہوش ہوکر دیر مین ہشیار ہوتے اسی بیہوشی وہوشیاری مین اکثر حضرت
خضر علیہ السلام خواجہ کے پاس آکر جلیس صحبت ہوتے اور ہنگامہ مکالمت حق گرم رہتا
ایک روز خواجہ نے حضرت خضر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یا حضرت مین خوف خدا بہت
کرتا ہون اور آتش عشق حقیقی مین اپنا دل جان جلاتا ہون آخر میرا انجام کیا ہوگا اور یہ
آثار بیم وترس مجھپر ایسے کیون طاری ہوتے ہین حضرت نے فرمایا کہ اے علو تیرا انجام نہایت بخیر
ہوگا تو اہل اللہ مین سے ہی تجھپر ذات کریم کی نظر مرحمت ہوتی ہے اسکو اپنی بلا انتظار رحمت عنایت کرتا ہو

اور اپنے دام الفت مین مبتلا فرماتا ہو یہ صورتین خوش طالعی و نیک بختی کے معنی کے جلوہ
دکھاتی ہین مگر اب چاہیے کہ کسی کامل فقیر سے بیعت کر خواجہ نے کہا کہ ایسا درویش خدا
رسیدہ کہان ہو اگر ملے تو اسکی خدمت مین جاؤن اور کچھ نعمت پاؤن حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا
کہ اس عصر مین کامل عصر ہبیرۃ البصری ہو جسپر اسکی نظر پڑتی ہو منظور انظار و ماہر اسرار ہوجاتا ہو
تو بھی اسطرف رجوع کر خواجہ علو ممشاد خدمت حضرت ہبیرۃ البصری مین آکے زمین خدمت
کو بوسہ دیا حضرت ہبیرہ نے فرمایا کہ اے علو خداوند عالم ہر روز تیری ترقی و علو مرتبت کرے تیرا
مرتبہ نیز خداے عز وجل اعلے ہو اور مین نے جناب الٰہی مین استدعا کی ہو کہ تو میری جا پر
سجادہ نشین ہو اور لوگون کو تجھسے استفاضہ ہو بعد مریدی خواجہ علو کو حال دنیا و دین مکشوف
ہونے لگا حضرت ہبیرہ نے خواجہ سے خطاب دیا کہ اے علو الٰہی علو رتبت تیرا ترقی پائیگا یہ تیرا
رتبہ مشاہدہ منقوش لوح محفوظ پر تھا ہو اور مرقوم ہو کہ جب حضرت ہبیرہ جانب عرش دیکھتے
تو دل مین اثر درد پیدا ہوتا اور آہ کر کے کہتے کہ ہبیرہ طلب خدا مین عرش و کرسی کو دیکھتا ہو
نقل ہو کہ جب حضرت علو ممشاد نے چندے خدمت حضرت ہبیرہ مین مجاہدت و ریاضت
نفس اوقات بسر کی تو ایک روز حضرت ہبیرہ نے خطاب فرمایا کہ اے علو اب مقصد تیرا حاصل ہوا
تیرا کام تکمیل کو پہونچا اب اپنے مقام کو جا اور خواجہ کا ہاتھ تھام کر فرمایا کہ یا رب علو کو مقام
اعلاے فقر پر فائز کر بمجرد استماع ارشاد مبارک خواجہ علو پر بیہوشی طاری ہوگئی پھر
ہوش مین آئے پھر بیہوش ہوگئے بعد اوسکے پھر ہوشیار ہوئے یہانتک کہ چالیس مرتبہ
یہی حال طاری ہوا بعد ازان حضرت ہبیرہ نے لعاب دہن اپنا خواجہ کو چٹایا جب خواجہ کے
ہوش درست ہوے تو پھر روشن ضمیر نے فرمایا کہ اے علو تو نے اس عالم مین اپنے مقصود
و مطلوب کو معائنہ کیا خواجہ نے مودبانہ جواب دیا کہ مین نے ایکعمر صرف مجاہدہ و مراقبہ کی
مگر یہ جلوہ جو ایک دم مین دیکھا کبھی نہ دیکھا اوسوقت حضرت ہبیرہ نے اپنی کملی جو سینہ
بسینہ درویشون سے ابتک پہونچی تھی خواجہ علو کو عطا کی اور اپنا سجادہ نشین کیا لفرد

خواجہ علو نے پھر کبھی کوئی کام بجز حکم پیرہ کے نہین کیا نقل ہی کہ جب کوئی بارارادہ مریدی کرتا
تو پہلے حضرت مراقبہ کرتے اگر بشارت ہوتی تو اشارت ارادت فرماتے ورنہ مرید نکرتے
مرید آپکا اول ہی روز بہ برکت تصرف خواجہ عرش سے ثریٰ تک معائنہ حالات کرتا اور
اور خواجہ بجز وقت قیلولہ کبھی نہ سوتے اور چارپائی پر نہ آرام کرتے ہمیشہ ذکر حق و تلاوت
کلام مجید مین مصروف رہتے اور آپ صاحب سماع تھے اکثر مجلس سماع ترتیب دیتے
تمام محفل مین قرآن شریف پڑھتے اور قرآن پر خاتمہ مجلس ہوتا ایک روز عالم رویا مین
حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت خواجہ کی ہوئی عرض کی کہ یا حبیب اللہ
آپکو سماع سے کیا بالکل انکار ہی فرمایا انکرہ لیشیے بیبئے ایک صورت سے بالکل سماع سی پرہیز
نہین پس چاہیے کہ ابتداے مجلس قرآن مجید سے اور کسی کلام متبرک پر مجلس اختتام پاوے
چنانچہ اسی دن سے یہ طریقہ ترتیب مجلس سماع کا جاری ہی نقل ہی کہ ایک روز ایک
جماعت بعقیدت پرستی لبین جاتی تھی راہ مین خواجہ کی نظر مبارک پڑی فرمایا کہ اے
منکران نعمت خدا تمکو غیر خدا و معبود کی پرستاری سے شرم نہین آتی دیکھو اور راہ راست
پر آؤ آپ کے کلام مبارک نے اُن لوگون کے ایسا اثر کیا کہ زمرہ منکرین اپنے عزم فاسد سے
باز رہے اور حضرت کی خدمت مین آکر مشرف باسلام ہوئے وہ ہائی سو آدمی تھے ان سب نے
بعد مشرف اسلام ارکان و ضوابط دین متین سیکھے پھر خواجہ نے اُنکے حق مین دعا کی کہ یارب
یہ تیرے بندے قصوروار تیری جناب مین عاجزانہ و نادمانہ حاضر ہوے ہین انکو اپنی
رحمت وسیع سے خوشحال فرما ندا ے غیب آئی کہ اے علو جو دعا انکے حق مین تو کرے گا مستجاب ہی
خواجہ نے دعا کی اوسکی برکت سے کل جماعت کو کشف اسرار ہونے لگا اور چند روز مین ایک
فائز الحقیقت و کامل الطریقت ہوگیا نقل ہی کہ ایک شخص خواجہ کے پاس آیا اور
کہا کہ میرے حق مین دعا کر خواجہ نے فرمایا کہ خدا سے جاکر کہہ کہ الٰہی مجکو دعاے ممشاد کی
کچھ حاجت نہین اوسنے کہا کہ خدا سے کہان ملون فرمایا جہان تو تھا اس بانی نظر نے

حسب الارشاد خواجہ ممشاد عزلت گزینی اختیار کی اور اپنی خودی کو یاد خدا مین سلب کیا آخر
فائز المرتبت ہوکے ملاقات خواجہ کے لیے آیا خواجہ اسکے بیٹے کو ایک جماعت کثیر کے ساتھ
جانب آب گئے دیکھا کہ وہ مرد خدا سجادہ سطح آب پر بچھائے ہوئے اطمینان سے بیٹھا ہوا آتا ہے
ناظرین اس مشاہدہ سے متعجب تھے خواجہ نے خطاب کیا کہ یہ کیا صورت ہے جواب دیا کہ جو
کچھ ہے آپ ہی کی توجہ سے ہے جو سب آپ پر ظاہر و باہر ہے اور سب آپکی برکت دعا کا اثر ہے
کہ کسی سے مجھکو احتیاج و خوف مضرت نہین نقل ہے کہ حضرت خواجہ اکثر عرس بزرگان
طریقت کی محفل منعقد کرکے سماع سنتے اور اس محفل مین طعام کثیر فقیر و امیر کو یکسان
تقسیم کرتے کسی نے پوچھا کہ یا خواجہ آپ سماع کو جائز رکھتے ہین یہ کیا راز ہے فرمایا کہ یہ
اسرار معرض گفتار مین نہین آسکتا مگر حضرت رسالت پناہ صلعم اور اسد اللہ کرم اللہ وجہہ
اور پیران عظام نے کسی طور پر سنا ہے مین بھی اتباع مقتدیان اعظم کرتا ہون اور سماع
اسرار ایزدی مین سے ہے ہر شخص اسکے سننے کا ظرف نہین رکھتا اگر اسکی کیفیت کسی پر
مکشوف ہو تو ایک لمحہ اس ذوق سے غافل نہو اہل ظاہر یہ جانتے ہین کہ نغمہ و سرود
قوالان خوش آہنگ پر سامعان حقیقت رس وجد کرتے ہین واقع مین نظر آنے والا
نظروں کی اور کہین ہے صدائے و نوائے قدس کی روح فزائی سے کیفیت یاب و
پر مذاق ہوتے ہین نقل ہے کہ حضرت خواجہ نے اپنی عمر مین کوئی چیز دن کو کھائی نہین
زمانہ شیر خوارگی مین رات کو دودھ پیتے دن کو نہ پیتے الغرض تمام عمر صائم رہے کسی
بزرگ نے آپکی شان مین یہ شعر لکھا ہے شعر ہو الذی قد صائم ایامہ من عہدہ
حتی زمان رضاعہ نقل ہے کہ حضرت کا قول تھا کہ خدائے عالم نے عارفت کے سر مین
ایک آئینہ رکھدیا ہے جب خواہش کرے جلوہ یزدانی نظر آئے آپکا فرمودہ ہے کہ جو شخص
دوستان خدا کی دوستی کا منکر ہو کمسے کم عذاب اسکا یہ ہے کہ ہرگز اسکو وہ مزے دین
جو وہ رکھتا تھا آپنے فرمایا ہے کہ فراغت کے یہ معنی ہین کہ اہل دنیا کے مطالبات و

وستملات سے دل کو پاک رکھے اور فرماتے ہین توکل اُسے کہتے ہین کہ جس چیز کی نفس خواہش کرے اس سے اعراض کیا جاوے مقولۂ آپکا ہو کہ جمع اُسکا نام ہو کہ خلق کو توحید مین جمع کرے اور جو مفرقہ کہ شریعت سے معلوم ہوا اسکو اسی مین مستغرق کرے اور حکموں نے بدولت خاموشی حکمت حاصل کی ہو اور فرمایا تصوف ایک صفائی اسرار ہو اور موافق رضاے خدا عمل کرنا اسکا مدار ہے اور فرمایا تصوف مستغنی رہنا اور بیکار و بیہودہ چیزون سے احتراز کرنا ہو اور فرمود و مبارک ہو ادب مرید محترم و معظم رکھنا بزرگان طریقت اور عقیدتگزاری یا ران باصداقت و ترک اسباب دنیا اور اپنے آپ کو پابند آداب شریعت رکھنا ہے۔ آپکا قول ہے کہ چالیس برس سے مجھکو بہشت و نعمتہاے بہشت بنظر منظوری دکھاتے ہین مین اُدسپر مفت بھی توجہ نہین کرتا نقل ہو کہ ابو عامر شاگرد و مرید خواجہ ایک روز خدمت بابرکت مین حاضر تھے کہ ناگہان ایک جوان آیا اور خواجہ سے بنابر مہمانی چند اصحاب التماس کیا آپنے فرمایا کہ تو مہمان منظم کو گھر لیجا کر تکلیف دیا چاہتا ہے یہ نہوگا ہرچند اُسنے مبالغہ و اصرار کیا لیکن منظور نہوا بعد روانگی جوان حضار نے پوچھا کہ بخلاف عادت آج آپ نے رد التماس امیدوار کیا ہو مصلحت کیا ہو آپنے فرمایا کہ یہ شخص سرمایہ دنیا رکھتا تھا اب بے بضاعت ہوگیا اب پھر اُسی کے حصول کے لیے مردان خدا کو کھانا کھلاتا ہو کہ شاید اس بذل نفقات کی برکت سے پھر خوشحال ہو جاے اور یہ محال جسقدر یہ دنیا کو طلب کرتا ہو اتنی ہی دنیا اُس سے بھاگتی ہو نقل ہو کہ ایکدن خواجہ دولتسرا سے باہر نکلے تو ایک کتا بھونکا حضرت نے لا الہ الا اللہ فرمایا کتا فی الفور مر گیا نقل ہو شیخ عبداللہ الطاقی سے کہ مین نے زبانی محمد ابن حنیف کے سنا کہ مین نے ایک روز خواجہ ممشاد کو دیکھا کہ خواجہ کھڑے ہوے جانب آسمان ہاتھ اٹھاے کہتے ہین کہ یا رب القلوب اسی ہنگام عرصہ مین آسمان نیچے اوترا اور قریب خواجہ آگر ٹھیر گیا اور خواجہ اس شگاف آسمان مین چلے گئے نقل ہو کہ وقت واپسین خواجہ ایک شخص نے کہا کہ خواجہ لا الہ الا اللہ زبان سے کہو خواجہ نے دیوار کیطرف رخ پھیر کر کہا

کہ خداوندا مین نے اپنے آپکو بالکل تیری طاعت مین فانی کردیا کیا اسکی جزا بھی ہو کہ جو اسوقت
ہو دیکھا اور کسی نے آپسے پوچھا کہ خواجہ اتنی عبادت وطاعت پر خدا نے تمسے کیا معاملہ فرمایا
ارشاد کیا کہ جنت با ہزار نعمت چالیس برس سے میرے سامنے موجود ہو مین اسکو نہین دیکھتا
اور ایک شخص نے پوچھا کہ یا خواجہ دل کا کیا حال ہو جواب دیا کہ تین برس سے دل کھو دیا ہے
ابتک نہین پایا جیسا کہ اور اہل اللہ نے دل کو گم کر کے نشان نہین پایا مین کیا حال دل بتاؤن
اور کیونکر یاد دن **نقل ہو** کہ حضرت ممشاد تین خلیفہ رکھتے تھے خواجہ ابو اسحاق شامی اور
ابو حامد اور شیخ احمد اسود دینوری کہ یہ صاحب سلسلہ سہروردیہ مین **نقل ہو** کہ چہاردہم محرم الحرام
دوسو نناوے کو حضرت علو ممشاد جان بحق تسلیم ہوے مولف نے تاریخ وفات الہام ربانی لکھی ہو

بیان حضرت خواجہ ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ

نقل ہو کہ بعد حضرت علو ممشاد کے وسادہ طریقت مستقیم پر حضرت شیخ الشیوخ قطب الواصلین
اکمل الکاملین زاہد متمکین عابد متدین مقتداے اہل ولا پیشواے اصفیا رکن ابدال قطب اہل
کمال وصاف حقایق کشاف دقایق بحر مواج اسرار الٰہی حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی
رحمۃ اللہ علیہ نے زیب جلوس فرمایا یہ حضرت صاحب کشف وکرامات ومستجاب الدعا اور اولیاے
با اوقات تھے اپنے وقت کے مشایخ مین ممتاز اور مجالست رجال الغیب خلوت پرور رہتے تھے
لقب آپکا شرف الدین ہو ملاقات خلایق و اغنیا سے دلتنگ صحبت فقرا وصلحا سے دل
خوش تھے فقر وارادت مین یگانہ آفاق طاعت وعبادت مین یکہ وطاق تھے خرقہ فقر حضرت
قطب الکاملین خواجہ علو ممشاد سے پایا تھا آپکی مدح مین کسی نے چند شعر کہے ہین اشعار
وبہ اقتدے اہل چشت وشیوخہم ٭ فکل ولی اللہ فی میلاده ٭ منہم ابو اسحٰق اکبر شیخہم ٭
طولہا من شیخ الوادہ ٭ فجی ہذا الدین بیغوثہ ٭ لابعد موت الشیخ فی مسیاده **نقل ہو**
کہ آپ فرط مجاہدت سے چھٹے ساتوین دن روزہ افطار کرتے فرماتے تھے کہ جو لذت گرسنگی
مین پائی ہے کسی چیز مین نہین ملی جب افطار کرتے تین لقمہ سے زیادہ تناول نفرماتے

مرید ہوتے وقت چالیس روز استخارہ کیا آخر آواز آئی کہ اے ابو اسحاق ہمارے مخلص خاص کا
مرید ہو یہ سنکر خواجہ ابو اسحاق حضرت مرشد آفاق علو ممشاد کے پاس بارادہ بیعت خاطر
ہوئے اور قدمبوسی کی حضرت علو ممشاد نے اس پاک نژاد کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ مین نے
یہ دعا کی ہے کہ تو درویش کامل ہو اور نیز فرزند و مرید تیرے سب کامل ہون پھر مرید کر کے
خلوت مین اجازت نشست دی ارشاد کیا کہ فقر و فاقہ و ریاضت و مجاہدہ نفس اختیار کر
خداوند عالم کا ذکر و فکر ہر وقت دل و زبان پر متمکن رکھ بموجب ارشاد حضرت خواجہ
سات برس تک خدمت پیر روشن ضمیر مین مصروف عبادت و ریاضت رہے چنانچہ
سات طے کے روز دن کے بعد یعنی اکیسوین دن ایک پارۂ نان اور چلو پانی سے
افطار کرتے تھے اسی ریاضت سے حضرت علو ممشاد کو بہ ندائے ہاتف معلوم ہوا کہ ابو اسحاق
کامل کار و تمام عیار ہو گیا مرتبہ اعلےٰ پر پہونچ گیا اب اپنا خرقہ زیب بدن مرید خاص کر کے
اپنی جا پر بٹھاؤ اور تم ہماری بارگاہ مین حاضر ہو اُسوقت خواجہ علو ممشاد نے اس عالی
نہاد کو خرقہ ارادت سپرد فرمایا اور اپنے سجادہ پر بٹھایا اُسی حال مین آواز غیب آئی کہ اے
ابو اسحاق تو مقبول ہمارا ہوا چنانچہ ایسا ہی جلوہ شہود مین پھر آیا اور اکثر لوگون کو ان کی
برکت رشادت سے منزل وصول پر وصول ملا اور آپ ہی سے آغاز سلسلہ اہل چشت کا ظہور
مین آیا چنانچہ یہ خاندان عالی آپ کے بعد سے بلقب چشت ملقب ہوا اوسکی تقریر یہ
ہے کہ جب خواجہ اپنے پیر عدیم النظیر کی خدمت مین بمقام بغداد پہونچے تو پیر روشن ضمیر نے
نام پوچھا آپنے جواب دیا کہ ابو اسحاق چشتی مجکو کہتے ہین اوسوقت مرشد کامل نے فرمایا کہ
تم خواجہ چشت ہو اور اہل چشت تمھارے قدوم کی برکت سے مشرف باسلام ہونگے بعد
ازان خواجہ بروقت نسبت خلافت اپنے پیر سے رخصت لیکر اور مع حشم و خدم اسی ہنگام مین
مع چار بزرگ باعظمت داخل چشت ہوئے چنانچہ دو صاحب انمین سے ایک حضرت
خواجہ احمد ابدال دوسرے حضرت ناصر الدین خواجہ یوسف تھے پانچوین اولیاء باکرامت

باہم گرسلوک سے سلسلہ ارادت یکدیگر مستحکم و مضبوط کرتے رہے بعد ایک کے دوسرے صاحب
درجہ بدرجہ قائم مقام یکدیگر ہوئے ہر شخص آکے بہت مرید و خلیفہ ہوئے اور یہ سب خواجہ
مشتہر بخواجگان چشت ہوئے اور اسی نام سے نامزد کیے گئے جو کوئی انسے ارادت و بیعت
حاصل کرتا چشتی کہلاتا نقل ہے کہ حضرت ابو اسحاق صاحب سماع تھے اور سماع کو بہت
پسند رکھتے اور کوئی متشرع و متورع آپ پر مجال اعتراض نہ رکھتا تھا کوئی نہ کرسکتا تھا کہ
سماع کیوں سنتے ہو حاضرین مجلس برکت اجلاس مبارک سے کیفیت و وجد و ذوق کامل
اٹھاتے بلکہ بعد شرکت مجلس حضور کوئی شخص آلودہ معصیت نہوتا اور تاثیر مجلس سے
در و دیوار جنبش کرکے متواجد ہوتے جو مریض کہ شریک جلسہ ہوتا صحیح و سالم ہوجاتا متمول
دنیادار اس محفل خاص میں بار اسے دخل نہ پاتے اگر اتفاقاً کوئی اہل دنیا حاضر مجلس ہوتا
بفیض تاثیر قدوم اقدس ترک دنیا کرکے داخل حلقہ ارادتمندان بانسبت ہو جاتا
کسی شخص نے پوچھا کہ یا حضرت آپ کی مجلس میں امتناع اہل دنیا کیوں ہے فرمایا کہ اہل دنیا
کثیف الطبع کج نہاد و اہل معرفت تارک دنیا لطیف القلب پاک نژاد پس اجتماع
ضدین بے محل و محال ہے اور سماع کے استماع کے لیے اجتماع برادران متحد الطبع شرط ہے
الفقراء کنفس واحد اس معنی پر دال ہے پس یہ سب درویش یکدل و یک نفس فراہم
ہوتے ہیں اور تمام زمرہ متوجہ بحق ہوتا ہے اور ہر ایک بذوق سماع طالب دیدار دوست
میں جان کھپاتا ہے اور سماع سے ہر ایک پر کشف اسرار جلوہ دکھاتا ہے اور ہر ارباب سماع
روشن ضمیر ہوتے ہیں پس ایسے پاکیزہ مجمع میں خلل انداز ہونا کیا کام ہے اور جب
حضرت مجلس سماع مقرر کرتے تو تین روز پہلے اصحاب مجلس و یاران سماع کو مطلع
کرتے اور سبھون کو توفیق توبہ پر موقوف کرتے اور خود پہلے کا روزہ رکھتے نقل ہے کہ ایک
سال قحط باران بشدت ہوا تمام خلائق گھبرائی بادشاہ کا ہمراہ مع خدمت خواجہ میں
بطلب استمداد و فتح الباب آئے اور نہایت لجاجت کی حضرت خواجہ نے اوسوقت قوالونکو

طلب کیا اور مجلس سماع ترتیب دی مگر بادشاہ کو داخل محفل ہونے دیا آخر سلطان نے بوساطت
فقرا گذارش کیا کہ بشرط اجازت مین بھی حاضر جلسہ سماع ہون آپنے جواب دیا کہ اگر تم شریک
محفل ہوگے تو اثر سماع مفقود ہو جائیگا اور بلکہ مقصود ہوگا بارش نہو گی مناسب یہ ہی
کہ سلطان اپنے مقام پر منتظر عبارت ایزدی بیٹھا رہے دیکھے کہ پردہ غیب سے کیا
رحمت ہوتی ہی خدا چاہے تو خاطرخواہ نزول باران رحمت ہو آخر بادشاہ منتظر رحمت
آ حسب الارشاد شیخ کے مکان پر جا بیٹھا ادھر ادھر گرمی مجلس مین شیخ کو شدت وجد سے
گریہ شدید لاحق ہوا ناگہان ایک ابر مدرار نمودار ہوا اور قایم ہوکر ایسا برسنے لگا کہ کشت
آرزوے تشنہ لبان مایوسی دم بھر مین سیراب و پر آب ہو گئی اور تمام خلق مطمئن آسودہ
دل ہوکر تر زبان توجہ خواجہ مستجاب الدعوات ہوئی دوسرے دن اکثر مردمان شہر و خلیفہ
وقت حاضر مجلس خواجہ ہوے خواجہ اسوقت شدت سے رونے لگے اور جملہ حضار ہمراہ
شیخ عالی وقار اشکبار ہوئے اور عرض کیا کہ یا خواجہ باعث گریہ وزاری کیا ہی آپنے فرمایا
مین اس خوف سے گریان کہ خدا جانے مین کس گناہ کے عقوبت مین گرفتار ہون کہ
بادشاہ وقت بار بار میری مجلس مین آتا ہی اور مجلکو صحبت فقرا و صلحا سے نکسو کرتا ہے
پس مین خوفناک ہون کہ مبادا میرا حشر اہل دول کے ساتھ ہو یہ کہکر نعرہ کیا اور بیہوش
ہوگئے جب ہوشیار ہوے تو یہ کلمات فرماے اللہم احینی مسکینا و امتنی مسکینا و احشرنی
فی زمرۃ المساکین یعنی خداوندا مین مسکین و اہل مسکنت کو دوست رکھتا ہون میرا حشر
بھی اسی زمرہ مین ہو یہ حال دیکھکر خلیفہ روتا ہوا نادم و خاسر مجلس سے اٹھکر اپنے مکان
کو روانہ ہوا نقل ہی کہ جب حضرت خواجہ کسی اہل دنیا کو دیکھتے معاً زبان پر لاتے کہ اتوب
من کل المعاصی والمناہی نقل ہی کہ جب خواجہ کسی سفر کو جاتے چشم زدن مین کیسا ہی مقام
دور و دراز ہوتا پہونچ جاتے خداے عالم نے عجب عظمت و کرامت حضرت خواجہ کو عنایت
فرمائی تھی کہ جسکا ایک شمہ بیان نہین ہوسکتا نقل ہی کہ جب حضرت خواجہ بازگشت

روے مبارک سے کلام مجید بے وقت پڑھ لیتے نقل ہی کہ جب حضرت بیس برس کے ہوے
تو ایک روز اتفاقیہ اپنے والد ماجد خرسناقہ کے ہمراہ شکار کنان جانب کوہستان
جاتے تھے قضاءً عند اللہ ہمراہی پدر عالی مقدار و مردمان خدمتگذار سے جدا ہو کے ایک
ہولناک کوہستان مین رہ سپر ہوے کیا دیکھتے ہین کہ وہان چالیس شخص من قبیل
رجال الغیب ایک پہاڑ کے پتھر پر استادہ ہین اور حضرت خواجہ گرامی ابو اسحاق شامی
اُن اشخاص مین موجود ہین از انکہ حضرت ابو احمد حضرت ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے
تعارف رکھتے تھے بمجرد معائنہ حسب پاس تعظیم و تکریم پشت اسپ سے علحدہ ہو کے خدمت
خواجہ بابرکت آئے اور قدم لیے اور اپنے تمام سلاح و اسپ و یراق وغیرہ کو دہین
چھوڑ کر ایک خرقہ پشمین زیب تن کیا اور خدمت خواجہ مین حضوری دائمی اختیار کی ہر چند
سلطان اور خدمتیان حضرت والا نے جستجو و تلاش بے انتہا کی مگر کہین سراغ آپ کا
نہ آیا آخر چند روز بعد ایک شخص نے خبر دی کہ مین نے اُن عالی گہر نیک اختر کو فلان مقام
مین حضرت ابو اسحاق شامی کے ساتھ دیکھا تھا سلطان نے سنتے ہی چند آدمی واسطے
لانے فرزند کے روانہ کیے آخر الامر اشخاص فرستادہ پہونچے اور آنحضرت رو براہ صراط مستقیم
کو افہام و تفہیم کر کے لانے لگے مگر وہ جادہ پیماے صحراے حقیقت اپنے مخطور ظاہر سے باز
نرہے اور آٹھ برس تک ہمراہی و خدمت خواجہ ابو اسحاق مین سرمایہ اندوز سعادت
رہے اور ریاضت شاقہ کر کے منصب خلافت پر فائز ہو کے خرقہ درویشی کامل زیب بر و دوش
کیا اور آپکے پیر روشن ضمیر نے اپنا جانشین فرمایا اور ارشاد کیا کہ اے ابو احمد تو میرا فرزند
ہی تجھکو جو نعمت اپنے پیرون سے ملے وہ سب تیرے سپرد کرتا ہون اور آپ کا ہاتھ پکڑ کے
رو بقبلہ کھڑے ہو کے دعا کی کہ ناگہان ندائے غیب آئی کہ اے ابو اسحاق ہمنے ابو احمد کو
اپنا مقبول کیا بلکہ جو اسکی صحبت یافتہ اور ارادت آور ہونگے اُنکو بھی اپنا فرد دوست کیا
نقل ہی کہ حضرت ابو احمد نے تیس برس تک خواب خوش نہین فرمایا اور اسی زمانہ تک

کبھی وضو آپ کا بے ضرورت نہین زائل ہوا ہمیشہ باوضو رہے اور چوتھے پانچوین دین کھانا کھاتے کبھی سیر ہوکر پانی نہین پیا اور باوجود فاقہا ے چار پانچ روز کے شکر و سپاس بجا اوا کرتے نقل ہو کہ حضرت بعد نماز تہجد دعا کرتے کہ یارب گنہگاران امت محمدی صلعم کو بخشدے ایک روز آواز ہاتف آئی کہ اے ابواحمد تیری دعا قبول کی اور ہزار عاصیان امت کو تیری خاطر سے بخشدیا اور تیرے ساتھ داخل بہشت کرینگے اسی طرح ہزار با اہل معصیت ببرکت دعاے خواجہ عظمت ناجی ہوئے نقل ہو کہ حضرت ہمیشہ سماع سنتے اور بحالت درود سماع مین جسپر آپکی نظر پڑتی وہ شخص کامل نسبت و باکرامت ہو جاتا جو کافر وارد مجلس ہوتا مسلمان ہوتا جس مریض پر نگاہ پڑ جاتی صحت پاتا اور وقت سماع آپ کی پیشانی ایسی نورانی و پُرضیا ہوتی تھی کہ شب کو روشنی اوسکی شہرون کے لوگون کو معلوم ہوتی اور ہر طرف کے آدمی آپ کی مجلس مین پویان دوان حاضر ہوتے یہ حال دیکھکر اکثر علماے عصر کو آپ سے نفاق و عناد پیدا ہوا اور آپ کے اشتغال سماع پر طاعن ہوئے اور شکایت آپ کی امیر نصیر و امیر عادل سے کہ رشتہ دار آپ کے تھے کی اور اس بات پر آمادہ کیا کہ تم اپنے ہمشیرہ زادے کو جو مروج بدعت سماع ہو اپنی بارگاہ مین بلوا کر ہمسے مناظرہ و مکالمہ کراؤ اگر وہ حق پر ہے تو اپنی راہ پر ہے اور اگر خلاف پر جاتا ہو تو اوسکو مزاحمت شدید کرکے باز رکھا چاہیے آخر امیر نصیر نے مجبوراً کسی شخص کو بہ نیت طلب خواجہ بھیجا جب خواجہ آگاہ ماجرا سے ہو تو اپنا خرقہ پہنکر گھوڑے پر سوار ہوکر اپنے ایک ناخواندہ خادم خدا بندہ نام کو ساتھ لیکر اپنا بارگاہ کی طرف رخ کیا جب حضرت مجلس امیر مین پہونچے تو وہان ستر فاضل زبردست شہر و اطراف کے مجتمع تھے اور پہلے سے امیر کو آمادہ فرو گذاشت تعظیم خواجہ کر رکھا تھا مجبر دورود مسعود خواجہ امیر پر سطوت و صولت خواجہ با عظمت ایسی طاری ہوئی کہ بے اختیار امیر نے استقبال کیا اور نہایت تعظیم و توقیر سے آپ کے ہاتھون کو بوسہ دیا اور بنہایت عظمت صدر مجلس مین آپ کو بٹھایا علما و فضلا نے سوالات مشکل پیش کیے خواجہ نے

اسی اپنے خادم ابجد خوان کو بنابر ادائے جوابات مسکت و مسلم اشارہ کیا اُسوقت آپ کے
خادم روشن دل نے سائلین سے خطاب کیا کہ اے کم مایگان بے بصر تمکو لیاقت سوالات مشکلہ
بھی نہیں مین سمجھا تھا کہ کوئی دشوار امر مین گفتگو کروگے یہ مقولات تمھارے تو بدیہی اور
اسہل ہین چنانچہ خادم ابجد خوان نے انتی مسائل کا جواب باصواب از روے حدیث و آیات
بیان کیا اور کسی کو مجال رد و نقض نہوئی اور پھر ایک دو امر آپ کے خادم نے مخاطبین سے
دریافت کیے انہین سب باوجود عاجز و خاموش رہے آخر اعتراف نالیاقتی کیا بادشاہ
نے اس حال مین پھر علماء سے کہا کہ اگر کوئی اور شبہ و شک باقی ہو تو اس بحث مین رفع
کرلو جملہ جماعت نے اقرار عجز و تقصیر کیا اور کہا کہ ہم لوگ علوم ظاہری کے عالم ہین اور خواجہ
فی الحقیقت رموز و دقائق باطنی کے ماہر کامل پس ہماری گفتگو محض قصور فہم پر مبنی تھی
اور اب ہم خواجہ کے تقصیر وار ہین یہ کہکر سب لوگ خواجہ کے قدمون پر گر پڑے طالب عفو تقصیر ہوے
اور عرض کی کہ ہمتو آپ کے ایک ادنی خادم کے مد مقابل نہین ہو سکتے حضرت سے تاب
مقالات کجا برائے خدا ہماری تقصیرین معاف فرمائیے اور آخر سب جماعت مرید ہوئی اور
اپنے خیالات ماسبق سے توبہ کی یہ معاملہ حیرت اثر دیکھکر امیر نے خواجہ سے نہایت عذر
بے اعدالی کیا اور بہت کچھ متاع بیش بہا پیشکش کیے مگر خواجہ نے ایک ذرا توجہ نفرمائی اور دار
دار عظمت کو معاودت فرماہوے بعد ازان شہرہ ولایت و کاملیت خواجہ ساعد نواز صغار
و کبار شہر و دیار ہوا اور اکثر آدمی حضرت کی خدمت مین حاضر ہوکر مرید ہوئے اور آپ سے
فیض پایا نقل ہے کہ حضرت خواجہ کبھی نئے کپڑے نہ پہنتے اور اہل دول کے قریب
نہ بیٹھتے اور آپ حافظ قرآن شریف تھے اکثر مجلس سماع منعقد کرتے اور نیز حضرت
سری سقطی اور آپ حافظ قرآن شریف تھے اکثر مجلس سماع سے لطف بخوبی حاصل کرتے اور
آپ بھی اپنے وجد و مستی سماع سے اکثر حضار اور قوالون کو سرنبیت و عدد ذوق کرتے
اور ایسے بیہوش از خود فراموش ہوتے کہ منہ سے کف جاری ہوتا اور ہوش و حواس جاتا رہتے

اور ایسا سماں بندھجاتا کہ صدائے سرود وجد قول قوالان در و دیوار سے پیدا ہوتی اور اُس سماع
سے وجدان روحانی پاتے اور بیہوش ہو جاتے کوئی واعظ و زاہد وقت آپ کے سماع پر دم
انکار نہ مارتا اکثر عقلائے عصر آپکے حالات سے متحیر و متعجب ہوتے اور تعظیم و توقیر
آپ کی بیش از بیش کرتے آپ ایک شب مین دو قرآن ختم کرتے اور تین کلام اللہ دن کو
تمام کرتے جو کوئی حضرت کی زیارت کرتا تو آپ کی جبین منور پر نہایت تابناکی سے نظر
اٹھکی نہ جم سکتی تھی منقول ہی کہ آپ کے والد صاحب مخانہ تھے ایک روز آپ نے وقت فجر
در بند مخانہ کو کھولکر تمام خم و سبو توڑ ڈالے آخر والد خواجہ نے جوش غضب مین بالاخانہ
پر چڑھ کے ایک بڑا بھاری پتھر خواجہ کے سر اقدس پر پھینکا لیکن بعنایت حافظ حقیقی وہ پتھر
ادھر رہگیا اور آپ کے سر تک نہ آسکا سلطان اس مشاہدہ کرامت سے متحیر ہوا اور
اپنے صاحبزادۂ عالی خطاب کے ہاتھ پر توبہ کی اور سنہ دو سو اسی مین یہ واقعہ بروئے کار آیا
منقول ہی کہ فضیل بن یحیی برمکی نے خواجہ پر اعتراضات و مذمت در باب سماع کیے خواجہ نے
یہ حال سنکر کہا کہ اگر وہ ناحق مجھسے متعرض ہوا ہے تو اپنے عمل کی پاداش دیکھیگا عرصہ نگذرا تھا
کہ فضیل ایک ایسی سخت زحمت مین مبتلا ہوا کہ کار معالجہ اطبا سے گذرا آخر فضیل
مایوس ہو کر رجوع بخدا لایا اور تلاوت کلام مجید مین اوقات صرف کرنے لگا عاقبت
کار فضیل نے جمال مبارک حضرت رسول مقبول صلعم کو خواب مین مشاہدہ کیا اُسی عالم
مین اپنی صحت کے لیے عرض کی حضرت محبوب کبریا نے ارشاد کیا کہ فضیل یہ ابتلاے آفت
اسی نکوہیدہ عمل کی عقوبت ہی کہ تو نے انکار سماع ابو احمد کیا اسکا منکر بزرگان طریقت سے
منکر اور انکا منکر ہمارا منکر ہے جبتک تو توبہ نکرے اور مجلس سماع ابو احمد مین نہ شریک ہو
صحت و شفا ناممکن فضیل جب خواب سے بیدار ہوا لرزان و ہراسان ہو کر افتان و خیزان
حضرت خواجہ کی مجلس مین دوڑا آیا خواجہ اسوقت وجد سماع مین سرمست تھے فضیل
یہ حال دیکھکر مودب دست بستہ ایک طرف کو کھڑا ہو رہا اسی حال مین خواجہ فضیل کی

طرح سایہ انداز ہوئے اور نظر فیض اثر فضیل پر پڑی اور مسکرا کر فرمایا کہ فضیل اپنے
کیے کی سزا پائی انہنے عرض کی کہ کیسی کچھ مگر از خردان خطا و از بزرگان عطا اب امید عفو
رکھتا ہون یہ کہکر پاؤن پر گر کے عرض کی کہ آپ کا جو کام ہے پسندیدہ خدائے علام ہے سچ
واقعی اسرار الٰہی مین سے ہے تجہیز کیا جانے مین نے خطا سے انکار سے عذاب شدید پہنچا اخیر
خطا وار ہون معاف فرمائیے خواجہ نے بنظر ترحم فضیل کے سر پر ہاتھ پھیرا معاً تکلیف مرض
لاحقہ رفع دفع ہوگئی اس حال کے مشاہدہ سے ساتھ سو اہل خلاف و اعتساف بصدق
دل مسلمان ہوگئے اور آپ کی توجہ کامل سے عارف کامل سے واصل ہوئے نقل ہے کہ
خواجہ ایک روز لب دریا اثناسی ہمراہیون سے تشریف لے گئے ارادہ عبور کشتی حاضر وقت
نہ دیکھی ساتھ والون سے فرمایا کہ سب ہمارے پاس آ حلقہ کر لو خدا حامی ہے پار اتر جائینگے
متابعین حسب الارشاد بحر مواج مین اتر پڑے اور باطمینان تمام پار اتر گئے کسی کے پاؤن
بھی تر نہوے اسوقت چوبیس متنفس کافر دیکھ رہے تھے فی الفور مسلمان ہوکر خود بھی دریا
مین اتر کے دوسری طرف پاسانی جا پہونچے اور پھر ببرکت فیض ارادت خواجہ ہر شخص
رتبۂ وصول و قبول پر فائز ہوا نقل ہے کہ ایکبار حضرت کرامت پناہ راہ طے کرتے ہوئے
کسی مقام مسکن و موطن کفار میں آزار پرورد فرما ہوئے آن اشرار کا یہ حال تھا
کہ جسکو مسلمان دیکھتے اسکو پکڑ کر زحمت سوختگی پہونچاتے جو کوئی مومن ادھر جا نکلتا اپنے
آپ کو مسلمان نہ بتاتا اور بلباس کفار رہکر اس پردہ سے چھپ چھپ کر جان بچاتا
یہ نابکار ہمدردو صادر سے دریافت طریقہ و ملت کرتے اگر اتفاقاً کوئی شخص اقرار اسلام
کرتا یہ ناخدا ترس فی الفور اسکو جلا دیتے جب خواجہ کامل النسب بھی ادھر سے گذرے
تو اُن مردم کفار نے وہی ہنجار پرسش حال اپنے برتا پوچھا کہ تم مسلمان ہو فرمایا کہ
الحمد للہ گمان تمہارا حق پر ہے مین مسلمان ہون کہا کہ ہم مسلمان کو مار ڈالتے ہین اور
آگ مین جلا دیتے ہین یہ امتحان اسکا ہے کہ اسکو مارنے و جلانے مین کچھ نقصان نہ پہونچے

وہی مسلمان ہے حضرت نے فرمایا کہ اگر مسلمان صدق دل سے کلمہ لا اله الا الله محمد رسول الله
پڑھے ہرگز آگ اسپر اثر نہیں کر سکتی پس آن شریروں نے آگ جلائی اور کہا کہ آؤ حضرت
قطب الکاملین اوس آگ مین داخل ہوے اور مصلے بچھا کر مشغول نماز ہوے فی الفور
آگ بجھ گئی اور آپ کا رونگٹا بھی میلا نہوا کفار یہ عبرت افزا حال دیکھ کر متحیر ہوا ور عجز سے
پاؤن پر گر پڑے تمام زمرہ اشرار صدق دل سے مشرف باسلام ہوے سب لوگ دو ہزار
نفر تھے ایکسو سے سو آدمی حضرت کی خدمت مین سعادت اندوز رہے اور برکت
انفاس متبرکہ خواجہ گرامی اوقات سے سب کے سب فائز معارف ہوئے
باقی لوگ حسب فرمودہ خواجہ اسی شہر مین قیام پذیر رہے تمام عمر دین
حق کی نقل ہے کہ حضرت خواجہ پاک نہاد سنہ تین سو چپن مین عشرہ
جمادی الثانی کو بگرائے منزل اقدس ہوئے مولف نے تاریخ وفات قطب العالمین لکھی ہے۔
٣٥٥

بیان حضرت خواجہ ابو محمد قدس الله سره

نقل ہے کہ بعد وفات حضرت خواجہ ابو احمد کے کاشانہ فرزند خلافت حضرت بادشاہ ملک
مکاشفات سلطان اقالیم مشاہدات حجۃ المشائخ والفقرا قدوۃ الائمہ والاصفیا ولی حریم
ولایت صفی لعیہ ہدایت مفخر العباد ملجا و الاوتاد مخزن صفا معدن وفا مطرح انظار اشتیاق
حوران بہشتی حضرت خواجہ ابو محمد بن ابو احمد چشتی قدس الله سره ہوئے یہ حضرت اپنے
والد بزرگوار سے بجمیع الصفات مماثل و مشاکل تھے اطوار گزیدہ ارشایستہ اوضاع و افعال
بالیستہ سے بہرہ ور تھے کرامت ولایت گویا آپ کی ہمزاد تھی بطن مادری سے ولی ہو کر
عالم شہود مین آئے تھے خجستہ صفات گرامی اوقات عالی فطرت والا منزلت صاحب
عظمت اہل نسبت تھے آپ کا لقب ناصح الدین ہے ستر برس کا سن شریف ہوا آپنے
خرقہ خلافت اپنے پدر بزرگوار حضرت ابو احمد چشتی سے حاصل کیا جس شخص پر نظر پڑ گئی
ولی کامل ہو گیا والدہ ماجدہ حضرت خواجہ سے نقل ہے کہ جب یہ فرزند چار ماہ

میرے بطن میں تھا تو آواز کلمۂ طیبہ مجکو آتی تھی میں نے اپنے شوہر یعنی خواجہ ابو احمد
سے یہ حال بیان کیا آپنے فرمایا کہ بشارت تجکو ہو کہ تیرے بطن سے فرزند عالی قدر نجیب ا[illegible]
باصفا پیدا ہوگا ایک روز اسی آوان میں حضرت ابو احمد قریب اپنی زوجہ کے بیٹھے تھے ناگاہ
جانب شکم مادر ابو محمد کے دیکھ کر فرمایا کہ السلام علیک یا ولی اللہ و خلیفتی اسکا جواب بدرون
بطن سے بعبارت غیر مفہوم آیا مادر صالحہ ابو محمد نے حضرت ابو محمد سے کہا کہ ہنوز بچہ پردہ غیب میں ہے
اپنے فرزند سے کیونکر خطاب کیا نہیں معلوم کہ لڑکی ہو یا لڑکا آپ نے جواب دیا کہ مجھے خداوند عالم نے
پہلے ہی بشارت دی ہے کہ تیرے گھر میں پسر نیک اختر ولی کامل حمیدہ خصائل پیدا ہوگا
اور نیز لوح محفوظ پر بھی یہی منقوش دیکھا ہے کہ میرے یہاں ولی مادر زاد متولد ہوگا
نقل ہے کہ ولادت خواجہ ابو محمد چشتی شب عاشورا کو ہوئی آپ کے پدر بزرگوار نے
شب کو خواب میں دیکھا کہ حضرت رسالت پناہ صلعم تشریف رکھتے ہیں اور ارشاد
کرتے ہیں کہ اے ابو محمد خوش ہو کہ تیرا فرزند سعادت پیوند پیدا ہوا اسکا نام ہمارے نام
پر رکھنا اور ہمارا سلام اس سے کہنا جو ہیں حضرت خواجہ خواب راحت سے بیدار ہوئے
چار سمت سے نوید جلوہ فرمائے دولت بیدار گوش زد ہوئی یعنے کہ فرزند جگر بند کے ولادت
کی خبر سنی ابھی حضرت ابو محمد کو غسل ولادت نہیں دیا تھا کہ آپنے سات مرتبہ لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ کہا پھر حضرت خواجہ ابو احمد نے وضو کر کے فرزند کا منہ دیکھا کہا السلام
علیک جواب اسکا وعلیکم السلام سنا اور پھر مولود مسعود سے کہا اینچنا ماریک ہذہ
اللیلة یعنے یا مرشد میرے رات کو کیا خواب دیکھا اسوقت خواجہ کرامت نے
فرزند کے کان میں پیام سلام حضرت خیر الانام بیان کیا فرزند بالغ الحقیقت
نے سجدۂ شکر ادا کیا اور حضرت ابو احمد نے بھی سجدہ کر کے دعا کی کہ خداوند میرے
طفل کو ذی رتبہ کر اسی وقت آواز غیب سے آئی کہ اے ابو محمد تیری دعا قبول
ہوئی اور یہ فرزند تیرا ہمارا مقبول ہوا نقل ہے کہ حضرت ابو محمد شب عاشورہ

پیدا ہوئے دن کو دودھ اپنی والدہ کا نہ پیا گھر والون نے آپ کے والد کو خبر کی آپ نے
فرمایا کہ یہ لڑکا مادرزاد ولی ہے مثل عادت اولیا و انبیا کی کرتا ہے اسی سبب سے روز عاشورا
کو شیر نہین پیا لیس رات ہوئی تو دودھ پیا ایک روز آپ اپنی والدہ کی گود مین دودھ
پیتے ہوئے بہت ہنسے آپ کی والدہ نے تعجب سے آپ کے والد کو اس امر کی خبر دی آپنے
فرمایا کہ شیطان اس فرزند کے رلانے کو آیا تھا خدا تعالے نے فرشتون کو واسطے اسکے دور
کرنے کے حکم دیا تو شیطان ڈر کر بھاگا اس سبب سے ابو محمد نے خندہ کیا نقل ہے کہ جب
سے آپ پیدا ہوئے ہر وقت نماز کے تھوڑی دیر تک آسمان کی طرف آنکھین اٹھا کر
کئی بار لا الہ الا اللہ کہتے اور اوسوقت آپ کا منھ ایسا نورانی ہوتا کہ تمام گھر روشن ہو جاتا
اور جب چراغ روشن نہوتا تو آپ کی پیشانی کے فروغ سے تمام گھر چمک اٹھتا ہے نقل ہے
کہ جب آپ ڈھائی برس کے ہوئے تو غذا کم کھاتے تھے آپ کی والدہ نے یہ حال حضرت
خواجہ سے کہا فرمایا کہ جانے خوف نہین ہے درویشون کی سیرت رکھتا ہے پس یہ فرزند بھی
عادت کم خوری کی ابھی سے کرتا ہے اور جب آپ کی بسم اللہ ہوئی اور مکتب مین گئے تو
پہلے ہی غیب سے آپ کی تختی پر یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے بسم اللہ الرحمن الرحیم علم القرآن
رب یسر ولا تعسر رب زدنی علما وتمم بالخیر پس تھوڑے ہی دنون مین آپ قرآن شریف
پڑھکر علوم دین سے بہرہ یاب ہوئے اور کامل ہوگئے اور چار برس کی عمر سے نماز جماعت
کے ساتھ پڑھنا شروع کی جب سات برس کے ہوئے تو گوشہ تنہائی مین بیٹھے اور جو کچھ زبان
مبارک سے فرماتے تھے وہی ہوتا تھا اکثر خلقت نہایت اعتقاد سے آپ کی جانب رجوع
لاتی جو کوئی اہل حاجت آتا اپنی مراد پاتا بیس برس تک آپ کا وضو نہین ٹوٹا جو کافر آپکے
سامنے آتا فوراً مسلمان ہوتا یہان تک مقام چشتے مین کوئی شخص بے اسلام نہ رہا اور جو
مسلمان آپکے پاس حاضر ہوتا تو صاحب کشف ہو جاتا اور آپکے والد بزرگوار نے آپکو اپنا خلیفہ
کیا تھا جب عمر آپکی چوبیس برس کی ہوئی تو آپکے والد نے انتقال کیا اور آپ قائم مقام انکے ہوا کرتے

اور درویش ہر قسم کے آدمی حضرت کی خدمت مین آکر اپنی اپنی مراد کو پہونچتے نقل ہی کہ سترہ
برس کی عمر مین آپکے والد نے خرقۂ درویشی پہنا کر اپنا جانشین کیا اور اس قسم کی
نصیحتین کین کہ فقر و فاقہ کو نہایت عزیز رکھنا اور درویشی کو غنیمت جاننا فقیرون کی
صحبت اختیار کرنا اور ایسی ریاضت شاقہ کرتے تھے کہ کئی برس تک چت لیٹین ہوکے
اور کنوئین مین نماز معکوس ادا کی تھوڑے سے دنون مین پڑھ کے کامل اور امید گاہ خلائق
ہوگئے بارہ برس تک ایک حجرہ مین آپنے اعتکاف کیا اور ساتوین روز ایک خرمہ سے
افطار فرماتے تھے نقل ہی کہ ایک روز زمانہ طفلی مین مکتب کو جاتے ہوئے حضرت
خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی حضرت خضر نے فرمایا کہ اے ابو محمد تجھکو بشارت ہو
کہ مین خدا تعالے کے حکم سے تجھے علم ظاہری و باطنی سکھانے آتا ہون خواجہ نے حضرت
کے قدم کو چوم کر کہا کہ زہے نصیب جو کچھ ارشاد فرمانا ہو فرمائیے پس خضر علیہ السلام نے آپکو
اسم اعظم سکھایا اسی وقت خواجہ ابو محمد کو اسرار باطنی منکشف ہوئے پس ابو محمد اپنے
گھر پلٹ آئے آپکی والدہ نے فرمایا کہ اے فرزند آج کیا پڑھا اپنی تختی دکھاؤ اور سبق سناؤ
جواب دیا مین نے جو پڑھا ہو وہ تختی اور کتاب سے جدا ہی یہ سنکر آپکی والدہ کلام مجید دکھاکر
کہنے لگین کہ اسے پڑھو آپنے کہا کہ قرآن اپنے پاس رکھو مین حفظ سنا دیتا ہون پھر
تھوڑے عرصہ مین تمام کلام اللہ سنا دیا آپکی والدہ ماجدہ نہایت حیران ہوگئین اور بہت
شکر خدائے کریم کا کیا نقل ہی کہ ایک روز خواجہ ابو احمد محفل سماع مین تھے اور قوال بہت
اچھا گا رہے تھے اور ناگاہ حضرت ابو محمد بھی اس جگہ آنکلے اور آپکے والد کی نظر عین وجد مین
آپ پر پڑی فرمایا کہ اے فرزند یہان آؤ اسی وقت خواجہ ابو محمد حلقہ سماع مین حاضر ہوگئے
اور اثر نظر مبارک سے ایسے مست اور بیہوش ہوئے کہ سات دن تک ہوش نہ آیا پس
آپکے والد نے سات دن تک مجلس سماع برپا رکھی تھی دن کے وقت قوالونکی رخصت
ہو جاتی اور پھر وہی ہنگامہ قوالی کا گرم رہتا آخر سات روز کے بعد حضرت ابو محمد کو

بیہوش ہو گیا اور قوال چپ ہو رہے تھوڑے عرصہ میں آپنے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کہا قولوا قولوا
محمد ابن کہا ہے کہ عالم غیب سے ایک آواز سرود اور نغمہ کی پیدا ہوئی اور حضرت ابو محمد اور
حاضرین مصروف سماع رہے چنانچہ کئی دن تک ایسی ہی آواز غیب سے آتی رہی اور حضرت ابو محمد
کو وجد ہے جب ہوش آیا تو آپنے والد کے قدموں پر گر کر عرض کی کہ یا حضرت جو اسرار کہ سماع سے
کھلے ہیں کسی شغل اور ذکر سے نہیں کھلے یہ کیفیت آپ کی بدولت حاصل ہوئی ہے پسر
آپکے والد نے فرمایا کہ سماع ایک عجیب شغل راز ہے کہ ہر ایک کو اسکا حال نہیں کھلتا جو کوئی
لائق اور قابل ہوتا ہے اسی کو یہ کیفیت کھلتی ہے اور اگر میں اسکا حال بیان کروں تو تمام
خلقت ورد وظیفہ چھوڑ کر مصروف سماع ہو جاوے نقل ہے کہ ایک روز حضرت لب دریا
بیٹھے ہوئے اسباحت فرما رہے تھے ناگاہ پسر خلیفہ وہاں پہونچکر گھوڑے سے اتر کر خدمت میں
حاضر ہوا اور ادب سے بیٹھ گیا اوسوقت حضرت نے یہ اس سے خطاب کیا کہ حضرت رسالتمآب
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی بڑھیا کسی بادشاہ کے عہد میں فاقہ سے شب
بسر کرے اسکی پرسش اس حاکم وقت سے ہوگی پس تمکو خدا نے جو حاکم ایک جماعت کثیر کا
کیا ہے لازم ہے کہ متفحص حال فقرا و غربا ہوتے رہو اور پریشانوں اور محتاجوں کی حالت سے
غافل و بیخبر نہ ہو ورنہ فرداے قیامت کو تم سے اس قصور کی پرسش ہو گی اور بجز انفعال
و حسرت تمکو کچھ ہاتھ نہ آئیگا جب نصائح خواجہ تمام ہوئے خلیفہ زادہ نے خدام سے
نقد و جنس منگوا کر پیشکش خواجہ کرامت کیا خواجہ عالی نژاد نے اس بضاعت مستعار
دنیاوی کو دیکھ کر تبسم فرمایا کہ کہا کہ یہ رسم و راہ ہمارے پیران حق آگاہ کی نہیں ہے اور میں نے
بھی کبھی اپنے نفس کو اس آلودگی میں آلودہ نہیں کیا اور اب بھی قبول نہیں کرتا ہماری
فقیری امیری و تونگری سے ہزار درجہ بہتر ہے ہر چند سلطان زادہ نے اصرار کیا مگر یہاں
بھی انکار رہا اور فرمایا کہ خداوند عالم نے ابواب گنجہاے غیبی اپنے بندگان متوکل پر
مفتوح کر رکھے ہیں انکو اس قلیل بضاعت کی کیا پرواہ ہے پھر بھی این خلیفہ نے الحاح کثیر کیا

اسوقت خواجہ نے آسمان کی جانب منہ کر کے دعا کی کہ بار الٰہا اپنے بندگان مقبول کو جو تو دوست رکھتا ہے انکو بھی نکال انمانی دریا جوق جوق ایک ایک دینار سرخ دہن مین لیکر ساحل پر آئین اور ایک اپنا منہ کھولکر دیتی یہ تماشائے قدرت معاینہ کر کے حیرت سے جل منطوت کہا اور خواجہ کو بزرگی عظمت کے قدمون پر گر پڑا تا آنکہ اسی عالم تجویز اتفاق وہان سے معاودت کی نقل ہے کہ جب محمود سبکتگین غزوہ سومنات پر آیا تو اسوقت غیب سے خواجہ کو بھی ہدایت جہاد و نصرت دہاری مین اہل اسلام ہوئی تا آنکہ ستر برس کی عمر مین آپ ایک جماعت فقرا کے ساتھ وارد سومنات ہوئے اور کفار پر جہاد کرنے لگے ایکدن کفار نے حملہ شدید کیا تو مردان اسلام ہتنگ و پریشان ہونے لگے اسوقت خواجہ نے اپنے مرید محمد کاکو نام موجودہ چشت کو یاد فرمایا اور ارشاد کیا کہ ای کاکو جلد آکر کفار کو پسپا اور منہزم کر چنانچہ اسی وقت محمد کاکو موجود ہوئے اور سپاہ کفار پر قتال عظیم کیا اور جملہ اشرار شکست خوردہ ہوئے جسوقت کہ خواجہ نے اپنے مرید کو معرکہ مین بلایا تھا اسوقت وہ مقام چشت مین فقیا ک زکف درود ان جوش و خروش مین تھے بہت تھے لوگون نے پوچھا کہ ای محمد کاکو کیا کرتے ہو فرمایا کہ قتل کفار جبکہ سلطان محمود پرستیاری و مددگاری ظاہری و باطنی لشکر فیروزہ پر منظفر و منصور ہوا تو خواجہ سے اور بھی رجوع عقیدت و ارادت لایا اور آپ کے قدمون پر سر ارادت رکھا نقل ہے کہ ایک ہمشیرہ عفیفہ عالی نہاد چہل سالہ کنواری تھین چرخہ کات کر وجہ حلال سے قوت بسری کرتی تھین شب و روز ریاضت و عبادت مین مصروف رہتی تھین حضرت خواجہ از راہ کشف انسے فرماتے تھے کہ تم سے ایک فرزند صالح پیدا ہوگا مگر چونکہ ولادت فرزند بے زوج ممکن نہین اسلیے آپ ان حالی گہر سے فرماتے تھے کہ تم اپنا عقد کر دو آپ بسبب بے تعلقی و احتیاط کے راضی نہوتی تھین آخر الامر خواجہ نے پدر جالیسقدار کو خواب مین دیکھا کہ فرماتے ہین کہ ای ابو محمد تم اپنی ہمشیرہ کی شادی ایک سید زادہ محمد سمعان نام مقیم فلان مقام سے کر دو اور اس مرد صالح و نیک فطرت کو اپنے پاس

اور ایسی ہی بشارت اپنی صاحبزادی کو دربارۂ قبول مواصلت فرمائی کہ وہ پاک گوہر اپنے [شاہ]
بدر رامی ہوگئیں جب حضرت ابو محمد پیدا ہوئے اسی وقت ایک خط محمد سمعان کو بدین مضمون لکھا
کہ تم مجرد معائنہ اس تحریر کے جلد ادھر کو روانہ ہو کہ ایک کفش پانوں میں ہو اور دوسری
یہاں آکر پہنو یعنی کھانے کو وہاں کھاؤ تو پانی یہاں پیو قاصد گرامی نامہ لیکر مقام
مقصود پر پہونچا تو محمد سمعان کو اپنے دروازے پر اس شان سے دیکھا کہ ایک کفش زیر پا ہے
دوسرا پانوں برہنہ قاصد نے خط دیا تو انھوں نے مضمون دیکھکر فرمایا کہ بسم اللہ میں
پہلے ہی سے تیار بیٹھا ہوں اسی صورت سے آپ روانہ ہوگئے جب خواجہ ابو محمد سے ملاقات
ہوئی تو آپ انکو دیکھکر بہت خوش ہوئے ایک دو روز بعد عقد اپنی ہمشیرہ پاکیزہ سرشت کا
ان والا نژاد سے کردیا چنانچہ ایک فرزند ارجمند انکے متولد ہوا اسکا نام ابو یوسف رکھا
خواجہ نے آثار جلالت ناصیۂ مولود سے دریافت فرماکر اپنی فرزندی میں لیکر تربیت
و تعلیم فرمانی شروع کی تا آنکہ ایک وقت معین پر خواجہ ابو یوسف کو اپنی خلافت ظاہری
و باطنی سپرد کرکے ناصر الدین لقب فرمایا اور آپ کو قطب الاقطاب مقرر کیا۔ نقل ہے کہ
استاد مردان رحمۃ اللہ علیہ ساکن قصبۂ سنجان سے کہ خواجہ فرید و خلیفہ حضرت ابو محمد
کے تھے اور یہ ہمیشہ باوضو رہتے تھے استنجوں کے ڈھیلے قبل استنجا اکثر اپنے رخسار سے
صاف کرتے تھے انکو حضرت نے خلافت دیکر وطن کی رخصت دی انھوں نے التماس کیا
کہ میں آپ کی مفارقت کی تاب نہیں رکھتا خواجہ نے فرمایا کہ تم وطن کو جاؤ اور ہم تم سے
ہر حال میں ہر جگہ ملاقات جسمانی و روحانی کرتے رہینگے چنانچہ خود فرماتے ہیں
کہ میں چشت میں اپنے خواجہ باکرامت کا جمال عالم بچشم ظاہر دیکھتا تھا اور وقت
اشتیاق پردہ ہائے مفارقت درمیان سے اٹھ جاتے تھے نقل ہے کہ حضرت تین خلیفہ
رکھتے تھے ابو یوسف چشتی و محمد کاکو و استاد مردان رحمۃ اللہ علیہم وفات آپ کی
سنہ چار سو اکیس ہجری چوتھی ربیع الثانی کو واقع ہوئی تاریخ انتقال حضرت کی [بے]انام

مؤلف کتاب نے لکھی ہے

بیان حضرت خواجہ ابو یوسف قدس سرہٗ

نقل ہو کہ بعد حضرت ابو محمد کے خلیفہ خاندان سید الاولیا اسیر الاتقیا مؤید دین معاون
اہل الیقین زبدہ صابران قدوہ ماہران مقاصد امامت مقام کرامت پیشوائے ابرار جد
تسوت حضرت قطب العارفین ناصر الدین خواجہ ابو یوسف چشتی الحسینی قدس اللہ سرہٗ
ہوئے آپ جمال طریقت کمال معرفت وکرامت ظاہر وباطن سے سرمایہ کثیر رکھتے تھے علم
وعمل بدرجہ کمال مستعلم حال تھا خرقہ فقر وارادت اپنے ماموں حضرت ابو محمد چشتی
سے حاصل کیا تھا اور حضرت ابو یوسف حضرت ابو محمد کے بھانجے اور محمد سمعان کے
بیٹے ہیں جب آپ کی عمر چھتیس برس کی ہوئی تو حضرت ابو محمد آپ کے ماموں نے انتقال
فرمایا اور آپ انکے قائم مقام ہوئے سلسلہ انکے نسب مبارک کا حضرت علی علیہ السلام
تک بدین تفصیل پہونچتا ہے ابو یوسف بن محمد سمعان ابن سید ابراہیم ابن سید محمد ابن سید حسین
ابن سید عبد اللہ ملقب بہ علی اکبر ابن امام حسن عسکری ابن امام علی نقی ابن امام محمد تقی
ابن امام علی رضا ابن امام موسیٰ کاظم ابن امام جعفر صادق ابن امام محمد باقر ابن امام
زین العابدین ابن امام حسین ابن حضرت علی مرتضیٰ علیہم السلام نقل ہو کہ جو
شخص حضرت کی صحبت میں آتا متقی ہوجاتا تو نگر اہل دنیا جو آتا تو اسے دیکھ کر آپکو
خوف واکراہ ہوتا اور آپ رو کر کہتے الٰہی انا فقیر ومسکین اکثر فقرا وصلحا سے ہم صحبت
وہم نوالہ ہوتے اور نہایت تعظیم کرتے اور فرماتے کہ فقیر خدا ورسول کے دوست ہوتے ہیں
پس کوئی شخص دوستان خدا کو دوست نہیں رکھتا با وجود اس بے تعلقی واعراض دنیا
اکثر خادم انکے مرید ومعتقد تھے اور آپکے پاس جو کچھ ہوتا تھا نذر فقرا کرتے اگر
خادم کچھ چھپا رکھتا تو کشف سے دریافت کرکے اس سے لیکر قسمت ہمسایہ وجوار
فرماتے تھے نقل ہو کہ حضرت خواجہ بہ حالت سالگی بزبان حال پیر ومرشد اپنے کے

ایک روز کسی امیر کے دروازے پر سیر کنان پہونچے امیر کی بیٹی باہر صحن خانہ مین بیٹھی تھی
اوسکو دیکھکر خواجہ مائل ہوے اسی وقت حاجب در سے فرمایا کہ اپنے آقا سے پیام دے
کہ اپنی دختر ہمسے منعقد کرے خادم نے بجنسہ پیام کی تبلیغ کی امیر نے جواب دیا کہ ہماری شفاقت
ہی مگر مین لڑکی حضرت قطب العارفین کے پاس بھیجتا ہون وہ خطبہ آپ پڑھین یہ جواب
خادم نے خواجہ سے عرض کیا تو آپ نے فطرت سلیم سے امیر کی بدطینتی کو دریافت کیا
منغض ہوکر فرمایا کہ یہان فقط امتحان ارادت امیر تھا ورنہ ہمکو پروا نہین یہ کہکر جناب
دولتخانہ رجوع فرمائی اور ادھر دختر امیر کبیر کو درد شکم شدید ہوا اس خوف سے امیر نے خادم کو
پیام دیکر عقب خواجہ روانہ کیا کہ آپ معاودت فرمائین مین ابھی آپکی تعمیل ارشاد کرونگا خواجہ نے
انکار مطلق فرمایا اور یہان دختر امیر نے صدمہ عظیم سے رحلت کی نقل ہی کہ حضرت بعد رحلت
اپنے مرشد بزرگ کے ایک دفعہ وارد ہرات ہوکے والسے مراجعت کرتے مین ایک موضع مین پہونچ
کر اوسکا نام کبک تھا وہان ایک فقیر اہل دل بانسبت صاحب دختر رہتا تھا آپنے اسکے گھر
اقامت اختیار کی اسی شب دختر درویش نے خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک ماہ کامل اترکر
ہمکنار دختر ہوا صبح کو درویش نے بیٹی کا خواب خواجہ عالی صفات سے بیان کیا اپنے بطور تعبیر بیان
فرمایا کہ وہ ماہ ان مین ہون تو اپنی بیٹی مجھسے منعقد کر درویش نے سبب لاعلمی حال عرض
کیا کہ مین آپ ایسے بزرگ عالی منش سے کیونکر درستی پیوند کی مبادرت کرسکتا ہون آپنے
فرمایا قضی الامر فیہ یعنی حکم خداوندی مین نافذ ہوا ہی تو اس مناکحت مین تامل نکر
کیونکہ ولادت صالح فرزندان و قطب زمانہ کا اس سے ظہور ہوگا درویش نے دختر کے
پاس کر کیفیت عالم خواب دختر سے پرسش کی اسنے جو واقعہ دیکھا تھا بعینہ بیان کیا
درویش یہ مطابقت حال طرفین دیکھکر توافق جانبین پر آمادہ و مستعد ہوا اور بیٹی سے
کہا کہ تجھے بشارت ہو جسکی حکایت تو نے کہی وہی قمر فلک جمال و کمال آج تیرے
کاشانہ مین جلوہ فرما ہے وہان سے لڑکی کو لیے حاضر خدمت خواجہ ہوا آپ نے

اسی وقت اپنا عقد اس سے کیا چندے وہان قیام کرکے پھر چشت مین تشریف لائے اوس
ولیہ ذی عصمت سے حضرت خواجہ مودود چشتی اور خواجہ تاج الدین ابو الفتح متولد ہوئے
نقل ہی کہ حضرت خواجہ موسم گرما مین خانقاہ سے باچند رفقا تشریف لائے تھے راستہ
کی گرمی سے وتشنگی سے سب بیتاب ہوئے آخر بے اختیار آپ سے استدعائے ظہور چشمہ آب سرد کی
آپ نے فی الفور اپنا عصا زمین پر مارا وہان سے معًا زمین شق ہوکر پانی جاری ہوا
ہمراہیون نے نہایت خوشدلی سے سیر ہوکر پیا اور وضو کرکے دوگانہ شکر ادا کیا چنانچہ ابتک
وہ چشمہ فیض جاری ہی گرمی مین نہایت سرد اور جاڑے مین معتدل ہوتا ہی تپ والے کو اسکے
استعمال سے صحت ہوتی ہی اہل احتیاج کی دعا کو اس مقام پر گوہر اجابت حاصل ہوتا ہی نقل ہی
کہ حضرت کے صومعہ کے دروازے پر ایک سنگ مسطح مصفا عریض وطویل رکھا ہوا تھا وہان اکثر
بیٹھکر خواجہ عبادت کرتے تھے ایک روز آپ پرسے اُٹھکر دوسرا کو چلے عقب مین سنگ
روان تھا خلقت یہ کرامت دیکھکر گروہ گروہ جمع ہوگئی آپنے پاس شورش خلق سنگ سے
مخاطب ہوکر فرمایا کہ وقت ملکا تک بس وہ پتھر وہین ٹھہر گیا بعد ازان لوگون نے اکثر اوقات
اسی سنگ پر حضرت خضر کے ساتھ خواجہ کو بیٹھا دیکھا اور وہان درود والا بکثرت رہتا ہی
ابتک لوگون کو اس مقام کی زیارت ہوتی ہے نقل ہی کہ حضرت خواجہ جب حضرت ابو محمد
کی خدمت مین بارادہ مریدی حاضر ہوئے آپ کے قدمون پر سر رکھا حضرت ابو محمد نے
نہایت شفقت والطاف سے فرمائی اور ناصر الدین لقب کرکے کہا کہ اے ناصر الدین علم خدا
ادراک سے باہر ہے مگر بہدایت ورشاد ایزدی کسیکو حاصل ہوتا ہے پھر حضرت ابو یوسف نے
حضرت سے ایک مشکل سوال کیا آپنے ساتھ جواب باصواب دیے حضرت ابو یوسف متحیر
کرامت ہوکر نہایت صدق عقیدہ سے مرید ہوئے حضرت ابو محمد نے فرمایا کہ اے ناصر الدین
سات بار میرا نام لیکر آسمان کی طرف دیکھو خواجہ نے تعمیل کی تو عرش اعظم تک حجاب
اٹھگئے پھر فرمایا کہ ناصر الدین اسی طرح میرے نام پر زمین کو دیکھو بروقت بجا آوری تا ثریٰ حجابات

تحت الثریٰ تک مشاہدہ ہونے لگے پھر حضرت ابو محمد نے اسم اعظم خضر علیہ السلام کا بتایا ہوا آپ کو
عنایت کیا پھر تو جملہ اسرار و استار آپ پر روشن ہو گئے پھر حضرت ابو محمد نے آپکو اپنا جانشین و
خلیفہ مقرر کرکے کہا کہ ناصر الدین خدا تعالےٰ نے تجکو اپنے مقبولون کا منصب عنایت کیا
مناسب ہی کہ فقر و فاقہ اختیار کر اور فقرا سے دوستی و اتحاد رکھہ کہ ہمارے مرشدان کامل کا
یہی طریقہ ہے خواجہ نے نصایح حضرت کے قبول کیے بجاے خود چار برس تک تنہا مشغول
عبادت رہے اکثر اوقات تین چار روز بعد افطار کرکے تین لقمہ سے زیادہ نہ کھاتے
جامہ پیوندی پہنتے اکثر سماع سنتے اور اس سے ذوق کثیر اٹھاتے مجلس مین بجز فقرا و صلحا
کوئی نہ آتا اگر اتفاقیہ کوئی دنیادار داخل مجلس ہوتا اسوقت ذوق باب سماع نہوتے
بجز چند فقرا جملہ اہل ظواہر کو مجلس سے نکلوا دیتے اگر کوئی مجلس مین بیٹھا رہتا تو مجذوب ہو کر
ترک دنیا کرتا اس محفل مین جملہ اہل ذوق و سماع حلاوت ذوق پاتے اگر فاسق یہان آن نکلتا
آیندہ فسق سے تائب ہو کر دنیا سے تعلق خاطر اٹھاتا آپ فرماتے تھے کہ اگر فاسق میری محفل
مین آجاے تو صاحب نعمت و اہل معرفت ہو جاے اور صالحین کا تو کیا ذکر ہی **نقل ہی**
کہ خواجہ کے روے مبارک سے حالت سماع مین ایکستون نور آسمان تک ظہور پاتا مریض کو
مجلس خواجہ مین صحت ہوتی کسی کو آپکے حضور سماع مین تاب انکار نہوتی اور اکثر اوقات
شبلی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی مجلس سماع مین آکر ذوق سماع حاصل کرتے اور آپکے روے منور کو
دیکھ کر وجد کرتے لوگون نے پوچھا کہ یا شبلی تم حضرت خواجہ کے مشاہدہ سے کیون وجد و ذوق
کرتے ہو اور سماع سنتے ہو آپ نے فرمایا کہ مین دیدار خواجہ ابو یوسف مین ایک جلوہ دیکھتا ہون
کہ تم دیکھو کہ بیقرار ہو جاؤ خداے تعالےٰ نے خواجہ کو رتبہ عظیم و درجہ مقبول عطا کیا ہی **نقل ہی**
کہ ایک شخص نے خواجہ سے کہا کہ اگر سماع اچھا ہوتا تو حضرت جنید کیون توبہ کرتے آپنے فرمایا
کہ شبلی انکا بھائی خلیفہ میری مجلس سماع مین آکر ذوق سماع پاتا ہے اگر اچھا نہوتا تو شبلی
کو اجازت سماع کیون ہوتی مگر نکتہ یہ ہی کہ جنید کو یاران مجلس سماع نہ ہم پہنچے بے سلطنی

تنہائی سے توبہ کری ورنہ جسکو اخوان اہل دل مین اسکو سماع ضرور ہے اگر جنید اس مجلس مین
تو کبھی توبہ نکرتے اور سماع سے وہ حاصل ہوتا ہے کہ عبادت چہل سالہ سے ممکن نہین نقل ہے
کہ ایک روز خواجہ کسی راہ سے گذرتے تھے ایک مسجد بنی ہوئی دیکھی اسمین ایک شہتیر جماعت
کثیر بالائے مسجد رکھنے کو اٹھا رہے تھے شہتیر کو جنبش نہ تھی آپ یہ معاینہ کرکے گھوڑے سے
بالائے مسجد آئے اور ایک سر اشہتیر کا پکڑکے بسم اللہ کہکے کھینچا شہتیر اپنے مقام پر
جا پہونچا طرفہ یہ کہ شہتیر ایک گز کم تھا مین کرامت خواجہ مقام پر درست آگیا ابتک اسمقام
کی زیارت ہوتی ہے یہ مسجد چشت مین گذرگاہ ہر و پر واقع ہے نقل ہے کہ اول خواجہ کو
قرآن شریف حفظ نہ تھا آپ اسمین مغموم رہتے تھے آخر ایک شب اپنے مرشد کامل کو خواب مین
دیکھا کہ وجہ ملال پوچھتے ہین آپ نے عرض کی کہ کلام مجید کا حفظ نہونا دل پریشاق ہے حضرت نے
فرمایا کہ سات بار الحمد پڑھو خواجہ بجا آوری ارشاد سے اسی وقت سے حافظ کلام مجید ہوگئے
دستور رکھا کہ ہر روز پانچ کلام اللہ ختم کرتے تھے نقل ہے کہ ایک شب خواجہ نے نفس سے خطاب
کیا کہ اے نفس اگر تو اسقدر میری یاری کرے کہ ایک ختم مجید دو رکعت کے ساتھ ادا
کر دون تو خوب ہو اسوقت کاہلی نفس نے مقصود خاطر فوت ہوا باعث کاہلی یہ تھا کہ پانی
بہت پی لیا تھا اس سبب سے خواجہ نے بیس برس تک پانی پینے مین کمی اختیار کی نقل ہے
کہ خواجہ نے بعمر پنجاہ سالگی چند روز قریب مزار قاضی مکی بزرگ وقت کے اقامت گزین ہو
کچھ دنون ابو اسحاق شامی رحمۃ اللہ علیہ کے قریب سکونت اختیار کی اوقات ریاضت
مین صرف کرتے تھے پھر منظور ہوا کہ زیر زمین اعتکاف خانہ بنایئے بسبب سختی زمین کے
کشادہ کرنے سے لوگ عاجز تھے اسوقت حضرت نے کدال آپ اٹھا کر تھوڑی سی دیر مین اس
مقام کو درست کر لیا ابتک یہ مقام زیارتگاہ خاص و عام ہے بارہ برس تک اسمین آپنے
ریاضت مین وہ طول کھینچی کہ عشق خدا حاصل کیا کہ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ وضو کرنے مین
چند ساعت اپنے کو فرصت ہو جاتی تھی پھر آپ جا پڑا کر اتمام وضو کرتے تھے اسی ہنگام مین

حضرت عبداللہ انصاری نے آپ سے ملاقات کی معائنہ حالات سے بہت خوش ہوا اور کہا
کہ چشتی ایسے صاحب تصرفات وکرامات ہونے چاہیئین نقل ہو کہ حضرت خواجہ اُسی
موضع مین ایک مدت تک عالم مستی وبیخودی مین رہے لوگون سے نفرت گزین تھے
رجال الغیب ہر اکثر بمجلس ہوتے ہزارون مرد و زن آپ کے مرید خدمتگزار تھے دو شخص آپکے
مریدان مین سے بشکل مار متشکل ہو کر دروازے پر پاسبانی کرتے تھے جو شخص قابل بار ہوتا اُسکو
کچھ نکہتے بدطینت پر حملہ کرکے دخل سے باز رکھتے بعد وفات خواجہ ایک مدت تک وہی خادم
وہان رہے آخر زمانہ غلبۂ کفار مین غائب ہوگئے نقل ہو کہ خواجہ بزرگ نہاد تیسری
رجب المرجب سنہ چارسو اُنسٹھ ہجری کو رہ نورد عالم قدس ہوئے عارف و
کامل بودہ آپ کی تاریخ وفات صاحب تالیف نے لکھی ہو

بیان حضرت خواجہ مودود چشتی قدس سرہٗ

نقل ہو کہ بعد وفات حضرت خواجہ ابو یوسف کے خلیفہ شرف اسلام والمسلمین مورد
عنایات رب العالمین سایۂ خلق آسائے کردگار رجعت اولیائے نامدار قبلۂ حاجات کعبۂ مرادات
شمع ہدایت صوفیان کرام چراغ ولایت چشتیان عظام مقرب بارگاہ حضرت معبود وتاج
السرفراز خواجہ مودود ابن ناصر الدین خواجہ ابو یوسف چشتی قدس اللہ سرہ ہوئے
لقب آپکا قطب الدین ہو آپ ولی مادرزاد ہین اقوال مبارک جملہ مشائخ کبار کے مسلمات
سے ہین صلحائے عہد آپ کے معتقد ومحکوم تھے زمانہ طفلی سے پیران والا نظر آپکے پاس احترام
وعظمت مین صرف ہمت کرتے تھے مشائخ وقت مین سے کوئی فائق آپ سے نتھا اکثر مقاصد
مشکل ودقائق اہل دل آپ سے حل ہوتے تھے جو کوئی حاضر خدمت ہوتا کامیاب نعمت ہوتا
اقوال واعمال مین شریعت کی پوری پوری تبعیت کتی علوم ظاہر و باطن سے
ذی سرمایہ تھے جب کوئی امر عجیب سے مشاہدہ ہوتا یا ندائے غیبی معلوم ہوتی تو اسکو
کرتے تھے اپنے پدر بزرگوار سے خرقہ فقیری وتمنائے مریدی حاصل کیا ہے جملہ

ولایت مین آپ کی ذی عظمتی مشہور ہے نسب سعادت آپ کا حسینی ہے اکثر عالم اطہران آپ کو
ہوتا تھا اسی کرامت پر اکثر مرید ہوتے **نقل ہے** کہ عمران بزرگوار کی عمر ستانوے برس کی ہوئی ہے
عالم طفلی ہی سے صالحین و فقراے اہل دل سے موافقت رکھتے تھے فقر و زہد و اتقا سے سروکار
تھا سات برس کے سن مین قرآن شریف حفظ کر لیا علوم ظاہریہ مین یہ کمال حاصل تھا
حتی کہ پندرہ برس کی عمر مین کتاب منہاج العارفین بتوضیح جمال خواجگان و خلاصۃ الشریعت
تصنیف فرمائی تھی آپ کو کشف قلوب و کشف قبور و کشف ارواح حاصل تھا جو کوئی
خدمت مین آتا اسکا محفوظ قلبی آپ بیان کر دیتے تھے صاحب قبر کا حال تمام و کمال
بتاتے تھے چوبیس برس کی عمر مین اپنے والد بزرگوار کے قائم مقام سلطان سنجر بن ملک شاہ کے
عہد مین آپ کا دور خلافت تھا **نقل ہی** کہ جب آپ مرید ہوئے تو بیس برس تک خلوت
مین ذکر مشغول و مجاہدہ و ریاضت شاقہ رہے پانچ پانچ دن کے بعد افطار کرتے تیس سال
سوئے نہین جب آپ خلیفہ ہوئے گلیم درویشی پائی تو آپ کے والد ماجد نے خطاب فرمایا کہ
کہ اے مودود یہ خلعت عطیہ حضرت رسول مقبول صلعم و بخشیدۂ حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ
کا ہے تجکو سزاوار ہے کہ مدح و ذم سے بحث نرکھے ریاضت شدید کرے تجکو قابل دیکھکر تفویض
کرتا ہون اور اسی وقت اسم اعظم حضرت خضر علیہ السلام کا بتایا ہوا آپ کو عنایت کیا
اوسکی برکت سے علوم ظاہری و باطنی پر آپ کو عبور تام ہو گیا بلکہ ہر شخص حاضر علیہ اہل ہمت
و صاحب کرامت ہو گیا تھا مریدان باصفا تحت الثری سے عرش اعلے تک باخبر تھے فیض آپ کا
ایسا عام ہوا ہے کہ نواحی چشت سے بلخ تک بحسب روایت بعض دس ہزار خلیفہ ہوئے ہین اور
مریدان واثق الارادت کا تو حصر و شمار نہین جو شخص تین دوز تک خانقاہ مین رہتا اسکا مطلب
حاصل ہو جاتا جس کسیکو مریدان و فرزندان گرامی مین سے مہم سخت پیش آتی ہر وقت یاد و استمداد
آپ کی تشریف آوری سے وہ مہم رفع ہو جاتی اگرچہ کسی مقام پر طالب ہوتا اگر آپ تصرف سے
وہین پہونچتے بلکہ بعد وفات خواجہ بھی یہی آپ کے تصرفات آپکے فرزندان عالی نہاد مین

ظاہر ہوتے جاتے تھے آپکی اولاد کثرت سے ایران و توران وہندوستان مین صاحب افادہ
و افاضہ ہی نقل ہی کہ آپ بزمان طفلی ایک روز مکتب کو جاتے تھے راہ مین ایک جوئے آب
نہایت لطافت تیزی سے روان تھی روانی آب کا شور اور موسم نوبہار کی کیفیت کا زور بہت
خوش آیندہ تھا مخلوق جوق جوق تماشا وسیر کے لیے موجود تھی آپ بھی ٹھہر گئے لڑکون نے
آپکو دیکھکر متفق اللفظ عرض کی کہ یا حضرت اگر آپ اس آب تیز رو و مردم افگن سے گذر جائینگے تو ہم
سب آپکو ولی کامل جانین آپ سنتے ہی بسم اللہ کرکے کفش پہنے پہنے ہوے چشمہ مین اتر گئے اور غایت
اطمینان سے سطح آب پر گام چلا ہوے طرفۃ العین مین اس کنارہ پر جاکر پھر بسلامت حال ادھر کو اسی
سبکروی سے تشریف لاے اور قدم بھی آپکے تر نہوے یہ کرامت دیکھکر دو سو آدمی
اسوقت آپکے مرید ہوے نقل ہی کہ آپ زمانہ کودکی مین مکتب مین بیٹھے ہوئے تھے
اور طفل وجوان مکتب نہایت عسرت سے وقت سے تنگ تھے سب نے آپ سے باصرار استدعائے نعمت
خداداد کی بعد مبالغۂ بسیار آپ کو ترحم بیشمار آیا اور اپنی آستین مین ہاتھ ڈالکر باہر جھاڑا نبات
اسقدر نکلنی شروع ہوئی کہ سب حضار اٹھاتے اٹھاتے تنگ ہو گئے یہ ماجرا سنکر گرد و پیش
کے اطفال وکبار بکثرت جمع ہوکر نعمت یاب ہونے لگے جب انبوہ کثیر سے شور و غوغا ہوا تو آپ نے
بخیال ظہور شورش دست شکربار آستین مین ڈالکر روک لیا نعمت فشانی بند ہو گئی شدہ شدہ
خبر آپکے والد ماجد کو پہونچی بلاکر فرمایا کہ اب ایسے اسرار نہانی کا اظہار کبھی نکرنا کہ پیران عظام
کرامت چھپاتے ہین اور تم ایسے اشاعت و اعلان سے ظاہر عام کرتے ہو مجھے خوف ہے کہ روز محشر
بسبب خلافت ورزی حضرت سے مجھکو خجالت ہوگی مگر آپ کے آثار ولایت سے باخبر تھے
بلکہ گاہے گاہے فرماتے تھے کہ یہ لڑکا قطب الاقطاب ہوگا نقل ہی کہ ایک دفعہ خواجہ بایام
خوردسالگی باراده شکار جانب رباط خانہ سے گذرنے مین خود اندرون رباط خانہ تشریف لے گئے
اور شغل طاعت و عبادت مین مشغول ہوے ہمراہی لوگ صید و شکار مین جد و جہد کرنے لگے بارہ
ہمراہیان جو حضرت ابو احمد چشتی کے مرید ہوتے آپ کی پابوسی سے وہان مشرف ہوئے جو ابھر میان

شکاری نے آپ کو اپنے زمرہ مین نہ دیکھا جستجو کرتے ہوئے رباط خانہ مین آئے اور بہت سے پرند
پرند زندہ و کشتہ شکار کرکے خدمت مین لائے دیکھا کہ ایک انبوہ کثیر جناب اور رجال الغیب کا آپکے
گرد پیش مصروف خدمت پابوسی مین ہے یہ دیکھکر شکاری متحیر ہوئے آخر جانوران صید کردہ کو
پیش کیا آپنے چار اوہ جانور شیر دار تھے تین انکا دودھ نکلوایا ہین کرامت سے شیر والے بھی شیر
پیدا ہوگیا اور وہ تمام شیر حلبہ ہمراہیان شکار کو بلوایا اور صید مذبوح جانورون کے کباب ہوا کر
سبکو کھلوائے اور حضار معاینہ کرامت سے حیران ہوکر سب کے سب مرید ہوئے اور آپکا شہرہ کرامت مشہور
عالم ہوا اطراف کے آدمی اکثر مرید ہوئے نقل ہی کہ حضرت نہایت خوش خلق تھے ہر اعلے و ادنے کی تعظیم
و تکریم کرتے تھے اور وسعت اخلاق سے ہر اہل حاجت کی حاجت برآری فرماتے تھے جسکو جو طلب
ہوتی تھی وہ ہی دیکر رضامند کرتے تھے پہلے سب سے سلام مین سبقت فرماتے تھے یہانتک کہ لونڈی غلام کو بھی
پہلے سلام کرتے تھے کسینے پوچھا کہ خواجہ سبقت سلام مین کیا حقیقت ہی آپنے فرمایا کہ حضرت حبیب رسول صلعم
معراج مین قریب خدائے عالم پہونچے تو اول ارشاد یزدانی ہوا کہ السلام علیک یا ایہا النبی پس بسبب
پیروی افعال خدا و رسول مجھے یہ امر غیر اختیار کرنا مجھپر فرض عین ہی نقل ہی کہ جب حضرت
زیارت کعبہ کا عزم کرتے چشم زدن مین پہونچکر ارکان حج ادا کرتے اور کبھی کسل طبیعت سے خود نہ جاتے
تو بحکم خدائے جلیل کعبہ شریف کو فرشتگان مکرم آپ کے قریب لے آتے کہ حضرت بہ فراغ خاطر مناسک
طواف بجالاتے تھے نقل ہی کہ خواجہ بکرم اکثر مجلس منعقد کرکے سماع سنتے اور بہت ذوق اٹھاتے
مشائخ اعظم اور اکثر صغیر و کبیر مجلس خاص مین حاضر ہوتے تھے طعام تقسیم ہوتا تھا آغاز مجلس مین
قرآن خوانی ہوتی تھی اور آخر کو بھی کلام مجید پڑھا جاتا تھا حضرت وقت سماع غایت ذوق مین
گریہ کرکے حضار کو بھی رولاتے اور کبھی مستی مین بیہوش پڑکر غش آتے کبھی تبسم کرتے مین رنگ
سرخ ہوجاتا تھا بعض اوقات یک دو ساعت مجلس سے غائب ہوکر پھر ظاہر ہوتے حاضرین
مجلس حلاوت سماع ذوق وجد اٹھاتے بلکہ نعمت پاتے کسی نے حضرت سے پوچھا کہ یا خواجہ صفا
سماع مجلس مین سے کیون غائب ہو جاتے ہو کہا کہ صاحب سماع کو لباس نور اسوقت تبرک لیجاتا ہی

اسکی برکت سے پرہو کر خفا مین مستور رہو کر عالم علوی مین رونما ہوتا ہی اور خلقت چونکاہ باطنی سے
جاری ہے اُسے نہین دیکھ سکتی اگر کوئی آگاہ دل ہو تو اوسکے مقام کو دیکھے اور اگر مین مدارج
سماع بیان کرون تو لوگ مجکو ہلاک کر ڈالین اور اکثر خود عبادت سے غافل ہو جاوین از بسکہ
پیر مرشدان کامل نے یہ راز چھپایا ہی مین ایک شمہ ظاہر نہین کرسکتا کیونکہ بزرگون سے بر
عکسی نہین کرسکتا منقول ہی کہ جب آپکے والد ماجد نے انتقال کیا اور آپ کی سجادہ نشینی ظہور مین
آئی تو سن مبارک چوبیس برس کا تھا اس خیال سے حضرت شیخ الاسلام احمد جام زندہ فیل نے
بپاس حرمت خاندان خواجہ عالی فطرت عزم مصمم کیا کہ ابھی خواجہ کم ہین شاید بباعث
خردسالی کوئی نقص تکمیل استحکام مدارج حسن عقیدت اہل ارادت مین رہجائے اور فتور
وقوع مین آئے اسلیے خود وہان چلکر اس گوہر معدن کرامت کو ورثۃ التاج سجادہ خاندان علیہ
کیجیے اور خلائق کا مرجع عام آپکی ذات والا کو ٹھہرائیے یا چند مریدان باصفا و خدام باوفا چشت
سے روانہ مقام ہرات کہ جہان مسکن خواجہ تھا ہوئے منافقین نے موقع عرض پاکر خواجہ سے
کہا کہ شیخ احمد جام آپ کی سلب اقتدارات کو لیے سامان تمام آتے ہین آپنے یہ کلمہ سنکر ایک لمحہ
تامل کیا پھر فرمایا کہ تمہارا زعم غلط ہی بلکہ شیخ از روے محبت ہماری ازدیاد شوکت و تائید و
نصرت کیواسطے آتے ہین جب شیخ عالی مرتبت قریب آئے تو پھر کسینے خبر پہونچائی کہ شیخ مریدان
کثیر کے ساتھ آپہونچے آپ بھی جائین تو بہت سامان شایان و عیان جانفشان کیے ہمراہ جائین
پھر خواجہ نے اس غرض آمیز کلام پر التفات نکیا اور کچھ تھوڑے سے مریدون کے ساتھ براے
استقبال شیخ روانہ ہوئے اسوقت حضرت شیخ کو کسی بداندیش نے خبر دی کہ خواجہ آپ سے مقابلہ کو
آتے ہین حضرت شیخ نے جواب دیا کہ یہ امر بے اصل ہی خواجہ باکمال ہمارا استقبال کو انہین مریدان
کے ساتھ آتے ہین یہ انبوہ ہزار و دو ہزار مریدان اخلاص شعار خواجہ عالی وقار کا ہی آخر الامر
خواجہ اپنے ہزارون مریدون کے ساتھ ساحل دریاے تونکسا پر پہونچے اور اوس کنارہ پر حضرت
شیخ الاسلام با جملہ ارادتیان خوش انجام تشریف لے آئے فقط دریا حائل تھا حضرت شیخ اوسوقت

شیر پر سوار تھی اور ادھر خواجہ دیوار پر دیوار صبا کردار پر روان تھی بر وقت مواجہہ طرفین جلد بیتابان شیخ نے
کہا کہ ہم تمہارے پاس آئین یا تم یہان آوگی خواجہ نے کہا کہ تم مہمان دور سے آتے ہو ہم
باستقبال قریب سے آئے ہین ہم اودھر تمہاری ملاقات کو آتے ہین پھر خواجہ باکرامت نے
بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر دریا مین مع ہمراہیان واثق الارادت کے قدم رکھا اور سب کے ساتھ
مع الخیر طرفۃ العین مین اس طرف جا پہونچا اور شیخ عالی منزلت سے ملاقات کی شیخ نے
یہ تصرف خواجہ دیکھ کر اپنے ہمراہیون سے کہا کہ خواجہ ہمارے خیال سے خلافت اکمل الکاملین ہی
مگر شکر خدا کا کہ اس تقریب سے دیدار خواجہ نصیب ہوا تھوڑی دیر مخاطب مکالمت رہکر
خواجہ نے شیخ سے کہا کہ آپ میرے مکان پر چلیے اور خواجگان اکرم کے مزارات کی زیارت
فرمائیے شیخ نے فرمایا کہ مقصود تمہارا ملنا تھا اور زیارت خواجگان مرحوم کی انکی ارواح کو ہمین
تصرف سے ہر جا سے ہے یہ کہکر مراجعت کی اور خواجہ مشایعت کنان ساتھ تھے تا آنکہ مکان خواجہ
علی حکیم پر کہ معتقد شیخ تھا شیخ فروکش ہوئے اور خواجہ بھی ہمراہ تھے دونون بزرگ تین روز تک
وہین مقیم رہے بزم سماع منعقد کر کے وجد و ذوق حاصل کیا اس سے پہلے وقت فروکشی کے
خادم شیخ نے عرض کی تھی کہ رخت خواب کس مقام پر لگایا جائے فرمایا کہ ابھی صبر کرو ایک
مہم درپیش ہے چنانچہ اوسکا ظہور یہ ہوا کہ اہل نفاق سے بد طینت بد ارادہ کیا کہ شیخ کو شہید
کر ڈالین اور سب سے لوگ تیغ و خنجر در دست وقت سماع قریب شیخ آئے شیخ نے اونکو بیجا بادیکھکر
اسی حالت مین نگاہ غضب سے دیکھا شیخ وقت سے تھرانے لگے اور اسی وقت خواجہ نے بھی ان
کو بتہ اندیشہ پر نظر عتاب ڈالی تمام جماعت فاسد العقیدت بیہوش ہو کر گر پڑی اور جس وقت
تک شیخ و خواجہ حالت لاحقہ سماع سے ہوشیار نہوئے وہ سب ناکس بے حس و حرکت پڑے رہے
وقت رفع بیخودی خواجہ نے حال بے ہنگوئی زمرہ خام فہم تمام و کمال شیخ سراپا عظمت و
جلال سے کہکر اظہار عتاب خفا کیا شیخ نے ماجرا سنکر بغایت تمکین و حلم خواجہ سے کہا کہ صاحب
ان لوگون نے جیسا عمل مذموم سوچا تھا اسکی سزا کا نتیجہ پائی اب انکو عفو کرنا چاہیے خواجہ نے کہا کہ

خطاوار ہین جب آپ عفو کرین تو مین تقلیداً معاف کرون شیخ نے کہا کہ مین نے معاف کیا
خواجہ نے کہا علے ہذا القیاس جو ہین دونون بزرگون سے یہ کلام فرمایا سب اشخاص ہوش مین آکر
شیخ کے قدمون پر گرے باظہار ندامت توبہ کی بعد اسکے حضرت شیخ الاسلام وہان سے رخصت
ہوکر جانب مقام روانہ ہوئے اور خواجہ عظیم الشان نے سمت چشت نہضت فرمائی قبل
تفارق بعد گر شیخ نے کہا کہ خواجہ علوم باطنی سے بہرہ دار ہو علوم ظاہری کا اکتساب بھی تام کر خواجہ نے
بپاس نصیحت شیخ اسی روز سے تحصیل علوم ظاہری مین سعی بلیغ کی تھوڑے دنون مین تکمیل
فرمائی اگرچہ صاحب نفحات نے یہ نقل اور طرح لکھی ہے مگر خواجہ نے اپنے ملفوظات مین اپنی
طرح تحریر فرمایا ہی نقل ہی کہ جب خواجہ ہمراہی شیخ سے جدا ہوکر راہی چشت ہوئے راہ مین ایک جانب
سے یا مودود یا مودود کی صدا آپکے گوش زد ہوئی آپ اسی طرف کو سراغ جویان پہونچے قریب
پہونچکر ایک شخص نابینا کو اس صدا کا قائل دیکھا آپنے فرمایا کہ اے بندۂ خدا یہ صدا کیا ہی اسنے
کہا کہ مین بسبب ابتلاے بلا رنج و تکلیف جناب باری مین مدت سے گریہ وزاری کرتا تھا
ایک روز ندا آئی کہ اے شخص بیسے تو یا مودود کہ وہ ہمارا بندۂ مقبول ہی فلان روز تیری پاس
پہونچکر تیری نجات ہمسے طلب کریگا تو تجھکو اس بلا سے رہائی ہوگی چنانچہ کئی روز سے نام
میرے ورد زبان ہی اور آج روز موعود ہی دیکھیے وہ شخص کب آئے یہ سنکر خواجہ نے کہا کہ
مودود میرا نام ہے تیرا کیا کام ہے بیان کر اسنے روشنی چشم کی استدعا کی آپنے دعا کرکے لعاب
دہن اپنا اسکی آنکھون مین لگایا قدرت خدا سے اسیوقت بینا ہوگیا اور جملہ تکالیف سے
نجات پائی نقل ہی کہ جب خواجہ علیہ الرحمۃ چشت مین آئے چند مقام کئے وہان سے جانب بلخ
روانہ ہوئے جب قریب شہر آئے عمائد و خوانین و مشائخ وغیرہم گروہ در گروہ آپکی استقبال
کو چند فرسخ آئے نہایت اعزاز و اکرام سے شہر مین لیگئے جب ایک فرقہ علما و فضلا نے مخلوق
عام کی طرف سے بحق خواجہ عالیمقام اہتمام احترام و اکرام غایت الغایت دیکھا تو نہایت حسد سے
درپے الزام و اہانت خواجہ ہوئے اور اپنے متابعین ہمراہی سے یہ امر مشتہر کیا کہ خواجہ ایک درویش سادہ

ہم لوگ جبتک اسکے علم و فضل ظاہری و باطنی کا امتحان نہ کرلین کوئی شخص و ثوق ارادت نکرے
آخر روز جمعہ مسجد جامع مین خواجہ اپنے متابعین کے ساتھ موجود ہوئے اور کئی سو عالم متبحر با جمیع
تلامذہ و طلبا بارادہ امتحان مسجد مین آئے اور خواجہ سے بعد ملاقات ہزار ہا سوال مشکل از
مشکل کئے خواجہ نے بمدد غیبی جملہ سوالون کے جواب باصواب دیئے اور سب ہی شرمندہ ہوئے
آخر الامر بیاب سماع گفتگو کی اور کہا کہ با اینہمہ ماہریت علوم باطنی و ظاہری سماع سے آپکو پرہیز نہین
اسکا باعث کیا ہے آپنے فرمایا کہ پہلے مشائخ عظام خاصکر حضرت خواجہ ابراہیم ادہم باینہمہ اقتدار
اجتہاد سماع سنتے تھے ہمکو آنکی تقلید فرض ہے پھر علما نے کہا کہ وہ تو سب کے سامنے بالائے ہوا
سیکروحی کرتے تھے ایکا رتبہ آسکو کیونکر شایان تھا آپ کہان اڑ سکتے ہین آپنے بسم اللہ کرکے
یکایک مجلس سے پرواز کی اور مثل عقاب تیز پرواز چشم زدن مین نہایت بلند ہوگئے اسوقت
لوگون نے حیرت و عبرت سے فریاد و فغان کی آپ بپاس عجز و الحاح مخلوق رفتہ رفتہ
زمین پر اتر آئے اسوقت دس ہزار آدمی حاضر تھے سب مرید ہوئے مگر مدعیون نے جبتک
لا نسلم کہکر کہا کہ یہ کرشمہ تو اکثر جوگی لوگ کرتے ہین ہم تو جب مانین کہ یہ سنگ کلان جو پیش
در مسجد ہے یکایک اپنی جا سے اکھڑ کر حلقہ مجلس مین آکر تمہاری ولایت کی گواہی دے آپنے اس
سنگ کی طرف توجہ کی بمجرد نظارہ پتھر ایک لغزش عظیم کرکے اپنے مقام سے جدا ہوکر
قریب خواجہ آیا اور بآواز فصیح آپ کے ولایت کی گواہی دی اسوقت جملہ
منکرین روبراہ ہوکر آپ کے قدم پر گرے اور توبہ کرکے مرید ہوئے نقل ہے کہ حضرت
خواجہ ایکبار با چند رفیقان عقیدت شعار بلخ سے بخارا کو جاتے ہوئے ایک دریا پر
وارد ہوئے بعزم عبور دریا ملاحون سے کشتی طلب کی انھون نے بسبب عبور کرانے
ایک کاروان کے کشتی لانے مین توقف کیا حضرت نے بعد انتظار بسیار اپنے ہمراہیون
کو مجتمع کرکے بسم اللہ کی اور دریا مین اتر کے طرفۃ العین مین عبور کیا آپ اسپ
باد رفتار پر اور دیگر ہمراہی پیادہ سطح آب پر سے مثل زمین ہموار گذار کر لے جاتے تھے

اہل کشتی دریا مین اور اکثر ساحل والے ساحل پر یہ واقعہ حیرت خیز دیکھ کر متعجب تھے بعد عبور دریا جملہ
موجودین واقعہ آپکی خدمت مین حاضر ہو کر مخصوص ہوئے الحاصل وہان سے حضرت
بواقفیت تمام بخارا مین تشریف لا کر اکتساب علم فقہ شیخ نجم الدین عمر کے شاگرد ہوئے
استاد کو آپکی فہانت صوری و فطانت معنوی سے بیش بیش شفقت ہوئی اور آپ نے
ایک تلمیذ ارشد ملک الیمن کے ساتھ آپکو ہمسبق کیا اور ملک الیمن کو باعث اتحاد ہم کتبی و
ہمدرسی خواجہ سے بہت انس پیدا ہوا اور ایسا عہد قدیم محبت با ہم گر مستحکم ہوا کہ آپکی اولاد کو
نسلاً بعد نسل اولاد جناب مانتی رہی اور کبھی کچھ ضرر کسیکو نہین پہونچا بعد اسکے علما کے
بخارا نے انسے مناظرہ کیا اور آپ نے بدلائل ساطع و براہین قاطع ان سبکو ملزم کر کے اپنا
مرید و معتقد کیا نقل ہی کہ خواجہ عبد الخالق غجدوانی ناقل ہین کہ میرے سامنے با یام عاشورا
درحالیکہ محفل خواجہ مین سر رشتہ سخن من قبیل معرفت تاب پذیر تھا ایک جوان زاہد وضع
خرقہ دربر و سجادہ بر دوش وارد بزم ہو کر ایک گوشہ مین خاموش ہو بیٹھا جب خواجہ روئے سخن
نیے اوسپر نظر ڈالی تو فرمایا کہ اے شخص تو جو دریافت کرتا ہی بیان کر جوان نے آگے
بڑھکے عرض کی کہ اس حدیث شریف اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ کا کیا مطلب
اور اوسمین راز کیا ہی اسوقت خواجہ نے فرمایا کہ مدعا اس سے یہ ہے کہ تو زنار توڑ کر
مسلمان ہو اور وحدانیت خدا پر اقرار کر اسنے کہا کہ یا خواجہ مجھے زنار سے کیا علاقہ
مین مسلمان ہون اسوقت خواجہ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ اسکے خرقہ جوان کے بدن سے
کھینچ لیا دیکھا تو وہ جوان نامسلمان زنار بند تھا پھر جوان نادم ہو کر روتا ہوا خواجہ کے
قدمون پر گرا اور صدق دل سے اسلام لایا نقل ہی کہ حضرت کے گیارہ خلیفہ
نامی ہوئے ہین ہر چند کہ آپ کے خلیفہ بیت المقدس سے چشت تک ہزارون تھے لیکن
یہ گیارہ بہت صاحب عظمت تھے اول صاحبزادہ والا آپ کے ابی احمد دوسرے خواجہ
حاجی شریف زندنی تیسرے شیخ ابو النصر جو تھے زاہد پانچوین شیخ حسن چھٹے خواجہ شیر نوش

ساتوین شیخ عثمان رومی آٹھوین شیخ احمد مدرون نوین خواجہ محمد ہشام دسوین خواجہ ابوالحسن بالی گیارھوین شاہ جہان کہ ملقب بہ شاہ سبحان تھے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نقل ہے کہ قبل رحلت کے آپ نے فرمایا کہ اب ہماری تیاری ہے چنانچہ ایک روز دروازے کی سمت تکنا شروع کیا جسطرح کوئی کسیکا منتظر ہوتا ہے اسوقت ایک شخص بلباس نورانی پیدا ہوا اور خواجہ کو سلام کیا اور روبرو آکر ایک پارہ حریر کا دیا کہ اسمین کچھ لکھا ہوا تھا آپنے اوسکو پڑھا اور سر پر رکھا اور رحلت فرمائی عالم مین شور وغوغا ہوا اور اطراف وجوانب سے آدمی جمع ہوئے اور تجہیز وتکفین کر کے نعش کو واسطے نماز کے رکھا کہ ایک آواز غیب سے آئی یہانتک کہ لوگ دور ہوگئے اور رجال الغیب نے اول نماز پڑھی پھر جوق جوق جنات آتے گئے اور نماز پڑھتے گئے اور اکثر جنات آپ کے مرید تھے انھون نے بھی نماز ادا کی پھر مریدان خاص اور مردمان نے نماز پڑھی پھر غیب سے آواز آئی اور لوگ دور ہٹ گئے تھوڑی دیر مین نعش مبارک آپکی زمین سے بالا ہوئی اور قبر کی جانب چلی تمام آدمی اسکے پیچھے ہوئے یہانتک کہ متصل قبر کے پہونچی اور جس جگہ قبر کھودی تھی اوسمین بلا وساطت انسان کے آرام گزین ہوئی آدمیون نے قبر درست کر کے مدفون کیا اور آپ سجدہ گاہ عالم وعالمیان کے ہوئے اور قیامت تک رہینگے اس حال کو دیکھکر ہزارون کافر مسلمان ہوئے اور یہ واقعہ غرہ ماہ رجب ۶۲۰؁ ہجری مین واقع ہوا تاریخ رحلت اس امام ہشت کی آن حجت اولیا بوده ہو رضی اللہ تعالی عنہ۔ ہرچند کہ خلیفہ آپکے حد شمار سے زائد تھے لیکن ان سب مین گیارہ خلیفہ جنکا ذکر اوپر گذرا صاحب مناصب عالیہ ہوئے اور ایک سے سلسلہ چشتیہ جاری ہوا اور ان سب مین حاجی شریف بہت بزرگ تھے اور حضرت کی جانشین تھے چنانچہ احوال انکا مذکور ہوتا ہے

بیان حضرت خواجہ شریف زندنی قدس سرہ

احوال صدق مقال اس بادشاہ فلک حقیقت اور شاہنشاہ اقلیم معرفت عمدہ علماے

اے جہان زبدۂ صلحاے دوران متقی کامل عابد و عامل دانندۂ علم غیب تارک عیب ولی کامل
روشن دل شمع انجمن تمیز حضرت خواجہ شریف زندنی قدس سرہ العزیز کا ہی کہ حال عجیب
و آثار غریب مکاشفات جلیہ اور مشاہدات علیہ رکھتے تھے اور زمرۂ اولیاے کرام مین عدیم
المثال اور صاحب حال کمال تھے اور خرقہ فقر و ارادت کا حضرت خواجہ مودود چشتی رحمۃ
اللہ علیہ سے پایا تھا اور عمر حضرت کی یکصد و بست سال کی ہوئی اور چودھوین
سال سے کبھی وضو آپ کا سوای متوضا کے شکست نہین ہوا اور تمام عمر پارچہ پیوند شدہ کے
سوا کبھی نہین پہنا اور ہمیشہ فقر و فاقہ کو دوست رکھتے تھے اور جب فاقہ ہوتا تو سو رکعت
نماز شکرانہ ادا کرتے اور فرماتے کہ فقر و فاقہ طریق انبیا اور اولیا کا ہے اگر فقر و فاقہ سے
ملال ہو تو روز قیامت کو اوس گروہ سے خجالت ہوگی نقل ہے کہ جب کوئی محتاج
یا فقیر آپکے پاس آتا تو آپ نہایت تعظیم و تکریم کرتے اور از بس خاطرداری سے پیش آتے
اور اگر کوئی دنیادار آتا تو اوسکی جانب متوجہ بھی نہ ہوتے اور نہ کسی اہل دنیا کے
یہان جاتے اور فرماتے کہ فقرا کا غلام ہون اگر مجکو فروخت کردین تو عذر نکرون نقل
ہے کہ آپ چالیس برس تک جنگل و بیابان مین رہے اور آدمیون سے تنفر کرتے اور
اکثر گوشہ نشینی کو دوست رکھتے اور اگر اشتہا غالب ہوتی بعد چار پانچ روز کے
میوۂ صحرائی یا برگ درختان دشت تناول فرماتے اور کبھی ساگ بے نمک پکاتے پس خوردہ
آپکا جو کوئی کھا لیتا فوراً مجذوب ہوتا اور جسپر آپکی نگاہ پڑتی وہ ولی کامل ہو جاتا اکثر
درویش اس زمانے کے آپ کی خدمت کرتے اور آپ اکثر راگ سنا کرتے اور وجد مین
بیہوش ہو جاتے اور گریہ و زاری کرتے جہان تک آپ کے رونے کی آواز جاتی وہان
تک لوگ بیخود ہو جاتے اور نماز مین بھی استغراق بدرجہ کمال ہوتا اور آپ کا قول
ہے کہ جو کوئی مجلس مین ذکر خداوند جل و علا نکرے خام ہے عاشق وہ ہے کہ محبوب کا
ذکر سنکر بیخود ہو جائے ورنہ عاشق نہین ہے نقل ہے کہ جس وقت آپ حضرت

مودود چشتی کی خدمت مین حاضر ہوئے تو خواجہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کہ اے حاجی تو نیک بخت ہی
مین نے خدای عز و جل سے اپنا جانشین چاہا تھا پس تجکو اللہ تعالے نے بھیجا ہے
خلق کو ہدایت وارشاد سے فیض پہونچا اور جو کوئی تیرا مرید ہوگا اہل نعمت ہوگا اب
عزلت نشینی اختیار کر بموجب خواجہ والا نہاد کے حاجی صاحب نے عزلت قبول
اور خواجہ صاحب نے کمال شفقت فرمائی اور اسم اعظم کہ پیران عظام کے
سینہ بسینہ چلا آیا تھا آپ کو عنایت کیا اسی وقت علم لدنی منکشف ہوگیا اور علم دینی
یاد ہوا اور خواجہ صاحب نے گلیم اپنی عنایت کی اور خلافت دی اور کہا کہ الٰہی حاجی شریف
درویش کو کہ ہمیشہ تیری یاد مین رہتا ہی قبول کر آواز آئی کہ حاجی ہمارا دوست ہی اور ہم
اس سے راضی ہین اور اسکو یہ خرقہ مبارک ہوا اور ہمنے اسکو قبول کیا نقل ہی کہ آپ
راگ بہت سنا کرتے بلکہ راگ پر عاشق تھے اور اکثر آپ کی مجلس مین عالم اور صالح لوگ
حاضر رہتے اور جو کوئی راگ سنتا فوراً تارک الدنیا ہو جاتا نقل ہے کہ اوس شہر مین ایک
فقیر سات دختر رکھتا تھا کہ وہ سن بلوغ کو پہونچ گئی تھین اور فقر فاقہ سے تنگ تھا
اور قوت ایک روز کا نہ رکھتا تھا ایک روز حاجی صاحب کی خدمت مین آیا اور احوال
التماس کیا حاجی صاحب نے فرمایا کہ اے درویش گھر آج تو سنج او ٹھاتا ہی کل عیش و آرام
سے بیٹھیگا اور تو کل صبح ہی ہمارے پاس آ فقیر وہان سے رخصت ہوا اثنائے راہ
مین ایک ترسا سے ملاقات ہوئی اسنے دریافت کیا کہ اے درویش تیرا کیا حال ہی
درویش نے کہا کہ سات دختر بالغہ رکھتا ہون انکی فکر سے ملول ہون آج خواجہ شریف
کے پاس شکایت لیگیا تھا انھون نے فرمایا کہ کل ہمارے پاس آ دیکھیے کل کیا ظہور مین
آوے ترسا نے کہا کہ حاجی شریف مفلس ہے اسکے پاس کچھ نہوگا اسواسطے دوسرے روز
کا بہانہ کر دیا اب تو اونکے پاس جا اور یہ کہہ اگر آپ کو کچھ دینا ہی تو سات برس تک فلان
ترسا کی خدمت کیجیو وہ سات ہزار دینار دینے کا وعدہ کرتا ہی درویش نے آکے آپ سے بیان کیا

ہمراہ ہوئے اور اُس ترسا کے پاس گئے ترسا نے کہا کہ جو کچھ آپ نے اس درویش سے کہا ہی وہ مجھکو منظور ہے حضرت نے فرمایا کہ مجھکو بھی منظور ہی اُسی وقت روبرو قاضی شہر کے کردی کہ بالعوض سات ہزار دینار کی سات برس تک اُسکی خدمت کرونگا اور اُس سے سات ہزار دینار لیکر درویش کو عنایت کر دیے اور ترسا سے فرمایا کہ جو خدمت میرے سپرد کرتا ہی کرونگا بعد انجام دون ترسا نے کہا کہ شبکو پاسبانی کیا کرو یہی خدمت سات برس تک مقرر کی آپنے قبول کیا یہ خبر خلیفۂ شہر کو پہونچی اُسنے اُسیوقت سترہزار دینار آپکی خدمت مین بھیجے اور کہلا بھیجا کہ سات ہزار دینار ترسا کو دیکر مخلصی حاصل کیجیے اور باقی خرچ خادمان مین صرف فرمائیے جسوقت وہ زر آپکے پاس آیا آپنے کل دینار اُسی وقت فقرا و مساکین کو ایثار کر دیے ترسا نے عرض کی کہ آپنے یہ زر جو فقرا کو تقسیم کیا اسمین سے میرے دینار مجھکو دیکر رہائی کیون نہ پائی کہ اس محنت مین گرفتار رہے حضرت نے ارشاد کیا کہ اے ترسا تو اس راز سے خبردار نہین ہی جو کچھ اس محنت و مشقت مین لطف ہی وہ دنیا کی راحت مین نہین ہے خداوند جل شانہٗ فقر و فاقہ کو دوست رکھتا ہی بس جس سے وہ راضی ہو وہ بات بہتر ہی اور جس کسی سے وہ راضی ہوتا ہی وہ اُسکو مصیبت مین مبتلا رکھتا ہے اور جس سے ناراض ہوتا ہے اُسکو راحت عنایت کرتا ہی ترسا نے جو یہ حال حضرت کا دیکھا دل اُسکا نرم ہوا اور کہا کہ اے خواجہ مین نے اپنی خوشی سے تجھکو آزاد کیا حضرت نے فرمایا کہ اے ترسا جو تو نے مجھکو دل سے آزاد کیا اللہ تعالیٰ تجھکو آتش دوزخ سے آزاد کریگا ترسا نے جسوقت یہ کلمہ آپکی زبان مبارک سے سنا فوراً کلمہ طیبہ بصدق دل پڑھا اور مسلمان ہوا اور حضرت کی خدمت مین رہا چند عرصہ مین ولی کامل ہو ا نقل ہے کہ ایک شخص کچھ زر نقد واسطے نذر کے آپکی خدمت مین لایا حضرت نے ارشاد کیا کہ اے شخص تجکو فقیرون سے عداوت کسواسطے ہی کیونکہ دشمن خدا اور ترک کردہ فقرا کو انکے سامنے لایا ذرا آنکھ کھول اور صحرا کی طرف دیکھ وہ شخص حیران ہوا اور جون ہی جانب صحرا نظر کی تو کیا دیکھتا ہی کہ ایک دریا زر سرخ و سپید کا رواں ہی فوراً

دیکھکر قدمبوسی کرا حضرت نے ارشاد کیا کہ جس کسی سے کچھ خزانہ غیب تصرف مین ہو اسکو حاجت دوسرے کی نظر پر کیون ہو نقل ہی کہ جب سلطان سنجری نے وفات پائی تو ایک شخص نے اسکو خواب مین دیکھا اور دریافت کیا کہ تجھسے کیا معاملہ درپیش آیا سلطان نے کہا کہ جسوقت فرشتے بموجب حکم کے مجکو طرف دوزخ کیجانے لگے تو خداوند جل علانے فرمایا کہ اسکو دوزخ مین مت لیجاؤ کہ ایک دن جامع مسجد دمشق مین اسنے خواجہ حاجی شریف کی قدمبوسی حاصل کی تھی اسکی برکت سے آج عذاب دوزخ سے اسکو نجات دیگئی اور بخشا اسکو نقل ہی کہ اس بادشاہ عالم قدس نے دسوین ماہ رجب المرجب کو اس دار فنا سے طرف عالم بقا کے رحلت فرمائی اور مرقد منور آپکا شہر قنوج مین کنارے دریا کے جانب شمال کو واقع ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون اگرچہ تشریف لانا آپکا ہندوستان مین کسی کتاب سے ثابت نہین مگر نواح قنوج مین شہرت تمام رکھتا ہی واللہ اعلم بالصواب عمر حضرت کی ایکسو بیس برس کی تھی اور ۶۱۲ھ مین آپنے انتقال فرمایا اور تاریخ رحلت

جامی شریف ہد
۶۱۲

بیان حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ

کنیت حضرت کی ابی النور تھی علوم شریعت و حقیقت مین امام عصر و مقتدای دوران تھے اور صاحب عجائب و کرامات تھے اور سلطان الاقطاب تھے کہ اکثر ابدال اور اوتاد آپسے فیضیاب تھے خرقۂ فقر و ارادت کا حضرت حاجی شریف زندنی قدس اللہ سرہ السامی سے حاصل کیا تھا اور موقف ہارون کہ علاقہ نیشاپور سے ہے آپکا مسکن تھا ستر برس ریاضت کی تھی اور اس مدت مین آپنے طعام سیر ہوکر نہ کھایا تھا اور شب کو بیدار رہتے تھے اور کبھی تہجد آپکی خلاف نہ گئی اور حافظ قرآن شریف تھے ہر روز ایک کلام اللہ ختم کرتے تھے اور راگ سے بہت ذوق رکھتے تھے نقل ہی کہ جسوقت حضرت حاجی شریف نے کلاہ چہار ترکی اور خرقۂ خلافت عنایت کیا تو فرمایا کہ اے عثمان

کلاہ چار ترکی سے مراد چار ترک ہے اول ترک دنیا دوسرے ترک عقبےٰ تیسرے ترک خورد و خواب
مگر قدرے جسسے بدن کو سد رمق کی ضروریات سے ہو چہارم ترک خواہش نفس کہ جو کچھ نفس چاہے
وہ نہ کرے جو کوئی کہ یہ چار چیز ترک کرے اسکو کلاہ چار ترکی سزاوار ہے نقل ہے کہ جب آپ
کو مرشد نے خرقہ عنایت کیا تو آپ بموجب ارشاد کے سیاحت کو تشریف لیگئے ایک روز
ایسے مقام پر پہونچے کہ وہان آتش پرست رہتے تھے اور ایک آتش کدہ روشن تھا اسکی پرستش
کرتے تھے جب آپ نے اُسکے قریب قیام کیا تو خادم سے ارشاد فرمایا کہ تھوڑی آگ لاؤ
کہ نان پختہ کرین خادم آگ لینے کے واسطے اُس آتش کدہ پر گیا آتش پرستون نے کہا
کہ یہ آگ ہم نہ دینگے ہر چند خادم نے تکرار کی مگر انھون نے نہ مانا آخر خادم نے حضرت سے
آکر عرض کیا آپ خود تشریف لیگئے اور اُنسے آتش طلب کی اُن لوگون نے مثل سابق کے
انکار کیا حضرت نے فرمایا کہ تم کسواسطے انکار کرتے ہو آتش پرستون نے جواب دیا کہ یہ
ہمارا معبود ہے آپنے فرمایا کہ یہ معبود نہین بلکہ معبود نے اسکو پیدا کیا ہے تم لوگ غافل ہو اگر آتش
پرستی سے توبہ کروگے تو قیامت مین آتش دوزخ سے نجات پاؤگے انھون نے کہا کہ اگر
تم اس آتش کدہ مین کودو اور آگ اثر نکرے تو ہمکو یقین ہو کہ تم سچے ہو آپنے اُسی وقت
دوگانہ نماز پڑھکر ایک آتش پرست کی گود مین سے ایک طفل کو لیکر آگ مین ڈالدیا چار
گھڑی تک وہ لڑکا آگ مین پڑا رہا اور ایک بال تک نہین جلا اور پھر آپ بھی درمیان
آتش تشریف لیگئے تمام آگ اُس خلیل خدا پر گلزار ہو گئی تمام مجوس یہ کرامت حضرت
کی دیکھکر حیران ہوئے اور سبنے اسلام قبول کیا اور آپنے سردار مجوس کا نام عبداللہ
اور اُس طفل کا نام ابراہیم رکھا اور صدہا مجوس مشرف باسلام ہوئے نقل ہے کہ
خلیفۂ وقت نے آپ سے عداوت شرعی کی اور حکم دیا کہ کوئی مجلس سماع خواجہ مین نہ جاوے
اور جو کوئی راگ سنے اسکو دار پر کھینچو اور قوالون کی نسبت بھی یہ حکم دیا اور خواجہ صاحب
[illegible] سماع کرے وہ شخص روبرو خواجہ کے آیا

اور پیغام خلیفہ پہونچایا اور یہ بھی کہا کہ حضرت جنید بغدادی نے سماع سے توبہ کی تھی پھر تم
کسطرح راگ سنتے ہو آپنے جواب دیا کہ خلیفہ سماع کے اسرار سے واقف نہین ہے وہ کیا جانے
اور ہم نے تو خدا سے راگ طلب کر کے اپنے اوپر مباح کیا ہے اور التجا کی ہے کہ تیری اولاد اور
پیروان ہمارے راگ سے لذت اوٹھائین اس شخص نے جواب حضرت کا خلیفہ کو پہونچایا خلیفہ
نے دوسرے دن کل علما کو جمع کیا اور حضرت کو طلب کیا آپ بھی تشریف لیگئے جسوقت مجلس
بادشاہ مین داخل ہوئے خلیفہ عقب پردہ کے بیٹھ گیا اور جسقدر علما وہان موجود تھے سبکے
اندام پر لرزہ گیا اور آپ کی صورت دیکھتے ہی سبکے سینہ کا علم محو ہوگیا اور ابجد تک کسکو یاد
نہین رہی ہر چند خلیفہ علما کو ترغیب بحث کی دیتا تھا وہ خاموش تھے یہانتک کہ سبنے
اپنی خطا کا اعتراف کیا اور آپ کے قدم پر سر ڈالدیے اور عفو قصور چاہا آپنے ارشاد کیا
کہ اے نادانو تم قدر سماع کی کیا جانو یہ ایک سر ہے اسرار الہی سے اور شیخ جنید نے جو کمال
مشکل دیکھا اس دل اوٹھا لیا اور ترک کیا اور ہم کو ترک کرنا جنید کا حجت نہین ہو سکتی
پیران عظام نے راگ کو دل سے دوست رکھا ہے اور خواجہ شبلی کہ مرید حضرت جنید
کے تھے جب مجلس خواجہ ابی یوسف مین آتے تو راگ سنتے اور تعجب حاصل کرتے او
فضل برمکی نے ایک روز اعتراض حضرت ابو احمد پر کیا تھا اسی وقت سزا کو پہونچا
پشیمان ہوا تم بھی اگر شامت رکھتے ہو تو اہل خاندان چشتیہ کی ظاہر کرون سب نے
عاجزی کی اور توبہ کی اور کہا کہ حضرت اس سے زیادہ اور کیا برہان ہوگی کہ جو کچھ
لوگون نے دیکھا اب ہمپر رحم فرمائیے حضرت کو رحم آیا اور ایک نگاہ لطف سے انکی طرف
دیکھا سبکو علم اپنا یاد آگیا اور مرید ہوئے اور چند عرصہ مین رتبہ ولایت کو پہونچے اور
سبنے سماع سننا اختیار کیا حضرت وہان سے اوٹھکر دولت خانہ کو تشریف لیگئے
اور [illegible] روز تک متواتر راگ سنا اور پھر کسی نے اعتراض نہین کیا نقل ہے کہ حضرت
خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری اور خواجہ عثمانی دجلہ کے کنارے پر بیٹھے تھے اور کشتی

آپنے خواجہ معین الدین سے فرمایا کہ آنکھیں بند کر جسوقت آنکھیں بند کین تو پھر کھولنے کا حکم دیا
جب کھولین تو دونون صاحب دجلہ کے دوسرے کنارے پر موجود تھے نقل ہی کہ خواجہ معین الدین
نے فرمایا کہ ایک روز ایک شخص خدمت مین حضرت کی حاضر ہوا نہایت
پریشان اور متفکر تھا حضرت نے استفسار فرمایا کہ کیا حال ہی اوس شخص نے عرض کیا
کہ چالیس برس سے میرا فرزند غائب ہی کچھ خبر نہین کہ زندہ ہی یا مر گیا اب مین امیدوار ہون
کہ میرے فرزند کو مجھسے ملا دیجیے آپنے سب حاضرین مجلس سے کہا کہ فاتحہ خیر پڑھو سبنے فاتحہ
پڑھنی شروع کی اور آپ مراقبہ مین تشریف لیگئے تھوڑی دیر کے بعد آنکھیں کھولین اور
پھر حکم فاتحہ کا حاضرین کو دیا اور پھر مراقبہ فرمایا اور تھوڑی دیر کے بعد آنکھیں کھول کر
ارشاد کیا کہ جا تیرا فرزند تیرے مکان پر آگیا وہ شخص اپنے مکان کو دوڑا گیا دیکھا تو اوسکا
فرزند گھر مین موجود ہے اوس سے ملاقات کر کے بہت محظوظ ہوا اور اوسیوقت اوسکو
ہمراہ لیکر حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا حضرت خواجہ نے اوس لڑکے سے فرمایا
کہ تو کہان تھا اور کیونکر آیا اپنا حال بیان کر اوسنے عرض کیا کہ یا حضرت مین ایک جزیرہ
مین قوم دیو کا قیدی تھا آج ایک ولی اللہ آپکی صورت مجکو وہان نظر آیا اوسنے میری
زنجیر کو ہاتھ لگایا وہ زنجیر فوراً ٹوٹ گئی پھر مجھسے کہا کہ میرے قدم پر قدم رکھ مین حکم
بجالایا تھوڑی دیر مین اپنے کو قریب اس شہر کے پایا وہانسے مکان پر آیا اور والدین
سے ملا حضرت نے کہا کہ جاؤ وہ دونون مرید ہوئے اور بہت شکریہ حضرت کا
ادا کیا تمام حاضرین اس کرامت کو دیکھکر متحیر ہوئے نقل ہی کہ ایک روز ستر نفر کا فر
متفق ہوکر واسطے امتحان کے حضرت کے پاس آئے اور ہر ایک نے اپنے دلمین قسم
طعام اور فواکہ سے قرار دیا کہ اگر یہ شے خواجہ ہمکو کھلا دے تو ہم جانین کہ آج خواجہ کے
برابر کوئی روے زمین پر بزرگ نہین ہی جسوقت سب جا کر بیٹھے آپنے کہا کہ آؤ
فرزند آدم اور خادم سے ارشاد کیا کہ انکے ہاتھ دھلاؤ خادم نے سبکے ہاتھ دھلائے

حضرت نے بسم اللہ کرکے آسمان کیطرف ہاتھ بلند کیا قسم طعام سے آپکے ہاتھ مین آیا آپنے
اونکے سامنے رکھنا شروع کیا اور جو چیز جسکے مرغوب تھی وہ ہی اوسکے سامنے رکھی اون کافرون
وہ کھانا کھایا اور یہ کرامت دیکھکر متحیر ہوئے اور کہنے لگے کہ اے خواجہ آج تمہارے برابر کوئی
عالم مین نہین ہے اگر ہم لوگ ایمان لاوین اور مسلمان ہوون تو یہ بزرگی ہمکو حاصل ہوسکتی ہے
یا نہین آپنے فرمایا کہ مین بیچارہ کیا ہون اگر خداوند کریم مہربانی فرماوے تو مجھسے ہزار
درجہ بہتر ہو سکتے ہو سبنے اسلام قبول کیا اور عرش سے لیکر فرش تک اونکو روشن ہوگیا
اور چند عرصہ مین درجہ ولایت کو پہونچے اور آپکی خدمت مین رہے نقل ہے حضرت خواجہ
معین الدین حسن سنجری سے کہ ایک شخص میرا ہمسایہ تھا مریدان حضرت پیر و مرشد سے
اوسکا انتقال ہوگیا جسوقت اوسکو قبر مین رکھا تب سب آدمی تو دفن کرکے چلے آئے اور مین
تھوڑی دیر اوسکی قبر پر ٹھہرا ہا تھوڑی دیر مین عذاب کے فرشتے آئے اور ساتھ اونکے حضرت
پیر و مرشد بھی تشریف لائے اور فرشتون سے فرمایا کہ یہ میرا مرید ہے اسکو عذاب مت کرو
فرشتے چلے گئے اور پھر وہ فرشتے آئے اور خواجہ علیہ الرحمہ سے عرض کیا کہ خداوند تعالے
نے فرمایا ہے کہ یہ مرید آپکا آپسے برخلاف تھا اسواسطے عذاب کا حکم ہے خواجہ نے فرمایا کہ ہر چند
میرے برخلاف تھا لیکن میرے ہاتھ مین ہاتھ دیا تھا اسکا لحاظ ضرور ہے اوسیوقت حکم
جل وعلا ہوا کہ فرشتہ عذاب چلے آوین اور اس بندہ سے معترض نہون اسکو ہمنے خواجہ
کے سبب بخشا الٰہی اس بندہ کمترین کو بطفیل خواجہ عثمان قدس سرہ کی بخشش اور جملہ
مریدان اس خاندان کو عذاب قبر اور عذاب دوزخ سے نجات دے آمین ثم آمین
نقل ہے کہ آپکے چار خلیفے تھے ایک حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی دوسرے
شیخ نجم الدین صغرا تیسرے شیخ سعدی چوتھے شیخ محمد ترک رحمۃ اللہ علیہم اور عمر حضرت
کی اکیانوے سال کی تھی اور پانچوین ماہ شوال سنہ ۶ کو اس دار فنا سے طرف
ملک بقا کے حضرت نے رحلت فرمائی چنانچہ تاریخ وصال حضرت کی وصال عاشق خدا ہے
۶۱۰

بیان حضرت خواجہ خواجگان معین الحق والدین حسن سنجری قدس سرہ

آفتاب عالمتاب فقر وافتخار بادشاہ ولایت کرامت واسرار معین الولی کاشف رموز خفی وجلی نونہال باغ مصطفوی نور دیدہ انوار مرتضوی سرحلقۂ خاندان چشتیہ مالک سروران بہشتیہ امام طریقت ہادی شریعت اوصاف اوس محبوب الٰہی کے آفتاب کی طرح روشن ہین حاجت اظہار نہین کون ہی جو خبردار نہین نور اسلام ہندوستان مین حضرت کے نفس نفیس سے تابان ہی خرقہ فقر وارادت کا حضرت خواجہ عثمان ہارونی سے حاصل کیا ریاضت اور عبادت مین عمر بسر کی نماز عشا ہمیشہ صبح کے وضو سے پڑہی ستر برس تک کبھی وضو آپکا سوا متوضا کے نگیا اور جسپر نظر فیض اثر پڑی فوراً مرتبۂ ولایت کو پہونچا سات روز کے بعد روزہ افطار فرماتے اور پانچ مثقال نان خشک کو پانی مین تر کرکے کہایا کرتے اور جامۂ پیوندلگا پہنتے وطن آپکا سنجرستان تہا اور نسب حضرت کا بارہ نشت تک حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کے پہونچتا تہا اس طریق سے کہ خواجہ معین الدین غیاث الدین بن کمال الدین بن سید احمد حسین بن سید طاہر بن سید عبدالعزیز بن ابراہیم بن امام علی رضا بن موسی کاظم بن امام جعفر بن محمد باقر بن امام زین العابدین بن سید الشہدا حضرت امام حسین بن علی مرتضیٰ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین آپکے والد نے پیر اصفہان مین نشو ونما پایا اور عراق مین وفات پائی اور آپکی والدہ ماجدہ خاص الملک نام سے تہے انہون نے بھی وفات پائی گیارہ برس کی عمر مین آپ یتیم اور بیکس ہوگئے ترکہ باپ کا تین فرزندون پر تقسیم ہوا ایک قطعہ باغ کا خواجہ صاحب کے حصہ مین آیا ایک روز آپ اوس باغ مین تشریف رکہتے تہے کہ ایک مجذوب ابراہیم قلندر نام اوس باغ مین آیا خواجہ نے اوسکی بہت خاطر کی اور ہاتہ کو بوسہ دیا اور خوشۂ انگور کے اوسکے سامنے رکہے مجذوب نے وہ انگور کہائے اور اپنی بغل سے ایک کہلی کا ٹکڑا نکالا اور اوسکو منہ مین چبایا اور نکالکر خواجہ صاحب کے منہ مین دیا جیدم خواجہ کے حلق کے نیچے اوترا انوار الٰہی نے دل

مین جلوہ کیا اور ایک عجب کیفیت ہوئی اور دنیا اور سامان دنیا کی طرف سے دل سرد
ہو گیا اور اوسید ہم باغ وغیرہ کو فروخت کیا اور مستحقون کو تقسیم کر دیا اور طلب خدا مین
سفر اختیار کیا پہلے سمرقند کو تشریف لے گئے اور وہان جاکر علوم ظاہری تحصیل کیا اور
قرآن شریف حفظ کیا اور بعد فراغت تحصیل علوم کے جانب عراق عنان عزیمت
منعطف کی اور قصبۂ ہارون مین کہ نواحی نیشاپور سے ہے پہونچکر خواجہ عثمان ہارونی
کی خدمت مین گئے اور مرید ہو گئے اور سالہا سال خدمت مین رہے اور ہر طرح کی خدمت
بجا لائے اور کار باطن کی تکمیل کرتے رہے آخر خرقۂ خلافت پایا بعد اوسکے بغداد کو تشریف
لیگئے اور اثناء راہ مین قصبۂ سنجان پڑتا ہے وہان حضرت نجم الدین کبری کی
اوسے ملاقات کی اور وہان سے کوہ جودی پر گئے اور وہان حضرت غوث الثقلین
قطب دارین محبوب سبحانی محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہ السامی کی
خدمت سے مشرف ہوئے اور ہمرکاب حضرت کے جیلان کو تشریف لے گئے اور وہان
سے بغداد کو گئے اور چند مدت وہان رہکر مستفیض ہوئے اور شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین
سہروردی سے بھی نعمت حاصل کی اور پھر خدمت مین محبوب سبحانی شیخ اوحد الدین
کرمانی کے مشرف ہوئے اور خرقہ خلافت کا حاصل کیا پھر وہان سے ہمدان گئے اور
علم وفیض باطن کا یوسف ہمدانی سے حاصل کیا پھر تبریز گئے اور شیخ ابو سعید سے
فیض لیا اسیطرح شیخ محمود اصفہانی اور شیخ ابو سعید ابو الخیر اور ناصر الدین اور شیخ
ابو الحسن خرقانی اور شیخ عبد الواحد رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی صحبت سے رموز عرفان
اور نعمت فراوان حاصل کی اور حضرت عثمان ہارونی نے ایک روز مجلس خاص مین
کہ اکثر اوسوقت مشائخ موجود تھے خواجہ صاحب کو طلب کیا اور فرمایا کہ اے معین الدین
وضو کر اور دوگانہ نماز کا ادا کر حضرت فوراً تعمیل حکم پیر و مرشد کی کر کے قبلہ رو بیٹھے
اور بموجب حکم کے اول سورہ بقر پڑھا پھر اکیس بار درود شریف پڑھا پھر حضرت

عثمان قدس سرہ الرحمان نے خواجہ کا ہاتھ پکڑا اور آسمان کی طرف منہ کرکے کہا کہ اے معین الدین
تجھکو میں نے خدای عز وجل تک پہونچایا اور مقبول درگاہ کبریا کا کیا اور تمام بال سر کے ترا شکر
اور کلاہ چار ترکی سر پر رکھی اور اسم اعظم کہ پیران عظام سے سینہ بہ سینہ چلا آتا تھا
بتلایا اور کملی عنایت کی اور فرمایا کہ ایک ہزار بار سورۂ اخلاص پڑھ جب پڑھ چکے تو
ارشاد کیا کہ اوپر سر اوٹھا کر دیکھ خواجہ صاحب نے جب سر اوٹھایا تو عرش سے تحت الثریٰ تک
نظر آیا پھر فرمایا کہ ایکہزار بار سورۂ اخلاص پڑھ پھر پڑھا اور سر بالا کیا ہژدہ ہزار عالم
منکشف ہوگئے پھر فرمایا کہ ایکبار سورہ اخلاص پڑھکر دیکھ جب حضرت نے دیکھا تو
حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے دریافت کیا کہ اب کیا نظر آتا ہے خواجہ صاحب نے عرض کیا
کہ حجاب عظمت دیکھتا ہوں فرمایا کہ اے معین الدین تو اپنے مقصد کو پہونچا شکر کر اور ایک
خشت سامنے پڑی تھی کہا اسکو اٹھا خواجہ صاحب نے وہ خشت اوٹھائی تو زر سرخ کی
تھی کہا اسکو محتاج و مساکین پر کردے آپ نے اوسیوقت تقسیم کردی اور بیس برس
تک آپ مرشد کی خدمت میں رہے اور جب اتفاق سفر کا ہوتا تو جامہ وغیرہ
سامان پر رکھکر ہمراہ جاتے یہانتک خدمت کی کہ مقبول خداوند جل شانہ ہوئے
ع ہر کہ خدمت کرد او مقبول شد نقل ہے کہ ایک مرتبہ دونوں بزرگوار کعبہ معظمہ کو تشریف
لیگئے اور حضرت عثمان نے نیچے ناودان کعبہ کے کھڑے ہوکر خواجہ صاحب کے حق میں
دعا کی غیب سے ایک آواز آئی کہ معین الدین دوست ہمارا ہے اور ہمنے اوسکو
قبول کیا اور پھر روضۂ منورہ حضرت سرور کائنات صلعم پر تشریف لیگئے وہان
خواجہ صاحب نے جسوقت سلام کیا تو روضۂ اقدس سے آواز آئی کہ علیکم السلام
یا قطب المشائخ اور پھر وہان سے بغداد گئے اور پیر و مرشد نے حضرت کو رخصت دی
اوزہ ہارون کو گئے اور خواجہ صاحب نے بغداد میں اعتکاف کیا اور پھر سفر کا ارادہ
کیا اور اولیاء کرام سے جنکا ذکر اوپر ہوچکا ہے نعمت حاصل کی نقل ہے کہ جسوقت خواجہ

نعمت اپنے پیر سے پائی تو حضرت عثمان ہارونی نے کہا کہ معین الدین محبوب الٰہی ہے اور
مجکو اوسکے مریدان سے فخر ہے اور ایک ایک مرید اوسکا اولیاے کامل سے ہوگا اور
آتش دوزخ اوپر اوسکے اثر نکریگی خواجہ صاحب کو راگ سننے کمال ذوق تھا اور آپ کبھی بغیر
راگ کو نہ سنتے اور کوئی اعتراض آپ پر نکرتا تھا اور اکثر علما و مشائخ کبار آپکی
بزم سماع مین حاضر ہوتے تھے اور جو ایک بیت راگ سنتا صاحب ذوق ہوتا اور جسقدر اوس زمانہ مین
ولی اللہ تھے سب آپکو پیشوا جانتے تھے اور فرمان پذیر تھے نقل ہے کہ ایک روز آپ طواف
کعبہ کر رہے تھے کہ آواز آئی ای معین الدین ہم تجھسے خوشنود ہین اور تجکو قبول کیا ہے
جو کچھ تیری خواہش ہو بیان کر ہم عنایت کرینگے خواجہ صاحب نے عرض کی کہ الٰہی مریدان
معین الدین کو کہ قیامت تک اس سلسلہ مین ہون بخش دے آواز آئی کہ ہمنے بخشا
سبکو جو تیرے خاندان مین ہوگا وہ بلا حساب جنت کو جاویگا شکر ہے کہ یہ جو پاپی گنہگار
بھی اسی خاندان عالیشان کا غلام ہے بلا شک بہشت کو جاویگا الحمد للہ والمنۃ نقل ہے
کہ آپکے مطبخ مین اسقدر طعام پکتا تھا کہ تمام شہر کے غربا و مساکین سیر ہو کر کھاتے تھے
اور ہمیشہ یہ دستور رہتا کہ خادم حاضر ہوتا اور عرض کرتا کہ واسطے لنگر کے خرچ مرحمت ہو
حضرت گوشہ مصلا اوٹھا کر فرماتے کہ جسقدر آج ضرورت ہو لے لے وہ خادم اسقدر
لے لیتا اور صرف کرتا نقل ہے کہ سات نفر شامی کہ کمال ریاضت کرتے تھے اور آتش
پرستی اونکا شیوہ تھا اور ریاضت یہانتک تھی کہ بعد چھ مہینے کے لقمہ کھاتے اور
مخلوق از بس معتقد تھے اور اونکو دیوتا تصور کرتے تھے ایک روز وہ ساتون حضرت
کی ملاقات کو آئے جسوقت روے مبارک نظر آیا ساتون کے بدنون پر لرزہ آگیا
اور منھ زرد ہوگئے یہانتک کہ حضرت کے قریب جانا مشکل ہوگیا آخر قدم چومے
اور ساتون قدمون پر گر پڑے آپنے فرمایا کہ اے نادانو تم آتش پرستی کرتے ہو خدای
بھولکر غیر کو کیون نہین پوجتے کہ اپنے مقصد کو پہونچو اونھون نے عرض کی کہ حضرت ہمکو

دوزخ کا بہت خوف ہوا اسواسطی آگ کو پوجتے ہین خواجہ صاحب نے فرمایا کہ آگ کا کیا مقدور ہی
کہ بلا حکم خالق کچھ کر سکے شامیون نے کہا کہ یا حضرت آپ جو خدا کی بندگی کرتے ہین تو آپکو بھی
کیا آگ نہین جلاویگی حضرت نے فرمایا کہ معین کی جوتی کو بھی نہین جلا سکتی ہے یہ فرما کر
نعلین مبارک کہ عزت تاج سکندر و کسری و خاقان تھی آگ مین ڈالدی حکم خدا سے
نعلین گرم تک بھی نہ ہوئی اور ایک آواز غیب سے آئی کہ سب حاضرین نے سنی کہ آگ کی
کیا مجال ہی کہ ہمارے دوست کی نعلین جلا سکے اون شامیون نے جو یہ کرامت دیکھی صدق
دل سے ایمان لائے اور حضرت کی خدمت مین رہنے لگے چندروز مین کامل ہو گئی نقل ہی
کہ جو کافر آپکا روے مبارک دیکھتا تھا وہ مسلمان ہو جاتا تھا چنانچہ بغداد مین کوئی
کافر آپکی برکت سے باقی نرہا کہ مسلمان نہوا ہو نقل ہی کہ ایک روز آپنے فرمایا کہ علا
شناخت خدا ے تعالی کی تحقیق خلق سے ہے اور معرفت سے مقدمہ مین خاموش
تھے اور فرمایا کہ جو مین اپنے پوست سے باہر آیا عاشق و معشوق و عشق کو ایک دیکھا
یعنی جو عالم وحدت مین پہونچا سبکو ایک پایا اور یہ بھی فرمایا کہ مرید مستحق فقر کا اوسوقت
ہوکہ عالم فانی مین باقی رہے اور مرید ثابت اوسوقت ہوتا ہی کہ بیس برس تک کوئی گناہ
اوسکا کراما کاتبین نے نہ لکھا ہو اور ارشاد فرمایا کہ حاجی خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہین اور
عارف اپنے دل مین گرد عرش کے حجاب عظمت کا طواف کرتے ہین اور فرمایا کہ مین نے
مدت تک خانہ کعبہ کا طواف کیا اور اب مدت سے خانہ کعبہ میرا طواف کرتا ہی اور فرمایا
کہ جسوقت دوزخ عرصہ محشر مین آویگی تو تمام عرصہ قیامت جلنے لگیگا اوسکے بچاو کے
واسطے وہ بندگی خداوند تعالی جل شانہ کی کرنی چاہیے کہ بہتر اوس سے کوئی طاعت
نہو اور وہ طاعت یہ ہے کہ درماندگان کی فریاد رسنا اور عاجزون اور بیچارون
کی حاجت روا کرنا اور بھوکون کو کھلانا اور پیاسون کو پلانا اور جو کوئی یہ خصلت
اختیار کرے حق تعالی اوسکو دوست رکھیگا اول سخاوت مثل دریا کے

دوسرے شفقت مانند آفتاب کے تیسرے تواضع ہم رنگ زمین کے اور فرمایا کہ نشان محبت کا یہ
ہی کہ مثل تیغ کے ہو اور فرمایا کہ عارفون کا ایک مرتبہ ہی کہ جب اوس مرتبہ کو پہونچتے ہین
تمام عالم اور جو کچھ عالم مین ہی دو انگشت مین دیکھتے ہین اور فرمایا کہ کمتر رتبہ عارف کا یہ ہی کہ
صفات خداوندی اوسمین ہو اور کمال درجہ عارف کا محبت مین یہ ہی کہ جو کوئی اوسپر عدو ہو کر کے
تو وہ اوسپر شفقت کرے اور کرامت سے ملزم بنائی نقل ہی کہ خواجہ صاحب نے دو مرتبہ حضرت
محبوب سبحانی قطب ربانی غوث صمدانی حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ
السامی سے ملاقات کی اول مرتبہ مین کہ حضرت پیران پیر دستگیر نے خواجہ صاحب کے حق مین
دعا کی تھی اور فرمایا تھا کہ یہ شخص مقتدائے مشائخ اور اولیاء کبار سے ہوگا کہ بہت
فیض سے منزل قرب الٰہی کو پہونچینگے دوسری مرتبہ کہ خواجہ صاحب کو وجودی پر تشریف
لیگئے تھے وہان چند روز صحبت کا اتفاق ہوا اور کلمہ و کلام کر مشغول ہوئے اور خواجہ صاحب نے
کہا کہ یا حضرت سخن معرفت الٰہی سے کچھ بیان کیجئے حضرت غوث الثقلین نے فرمایا کہ ان باتون
کے واسطے تخلیہ درکار ہی اسرار الٰہی اسطرح عیان نکرنا چاہیے خواجہ صاحب نے کہا کہ تخلیہ مین
جانا دو سبب سے مجکو مانع ہے اول یہ کہ مبادا یہ خبر حضرت پیر مرشد خواجہ عثمان ہارونی کو
پہونچے اور اونکو خیال دیگر ہو دوسرے یہ کہ یہ جماعت کہ موجود ہی دو حال سے خالی نہین ہی یا
تو محرم یا نامحرم اگر واقف ہے تو محرم سے حجاب کیا اور اگر نامحرم ہی تو سخن معرفت سے یہ لوگ
بھی آگاہ ہوجاوینگے کلمہ حق آپنے دریغ نہ کرنا چاہیے اور اگر یہ شخص نامحرم ہین تو نکات معرفت
کو کیا سمجھینگے حضرت غوث الثقلین اس گفتگو کو سنکر خاموش ہو رہے اور کچھ جواب نہ دیا
پھر خواجہ صاحب نے جیلان مین ایک حجرہ تیار کرایا اور اوسمین معتکف ہوئے کہتے ہین کہ
ابتک وہ حجرہ برقرار ہے اور وہان کے آدمی اوسکی زیارت کرتے ہین اور حضرت
خواجہ سادات حسینی سے ہین اور حضرت غوث پاک آپکے بھانجے ہین اور نسب حضرت کا حسنی اور
حسینی ہے اور کل ولی اللہ کے دوش پر آپکا قدم ہے تاج اصفیا ہین اور اب تک لقب

جیسا کہ زندگی مین جاری تھا برقرار ہوا وصاف آپکے ہیژدہ ہزار عالم مین آفتاب کی طرح روشن
ہین حاجت بیان نہین عمر شریف اکیانوی یا نوی سال کی تھی اور ۴۷۱ھ ہجری مین تولد ہوئی
اور ۵۶۱ھ ہجری مین انتقال فرمایا تاریخ وفات معشوق الٰہی ہی رضی اللہ عنہ۔ الٰہی بحق حضرت
غوث پاک کے مجھے منزل مقصود دکھا۔ نقل ہی کہ ایک عورت آپ کے پاس فریاد
کرتی ہوئی آئی کہ یا حضرت میرے فرزند کو حاکم شہر نے بے قصور سولی دیدیا آپ اوسوقت
وضو کرتے تھے آپنے فرمایا کہ پھر بیان کر اُس عورت نے مکرر عرض کی آپنے عصا ہاتھ مین لیا اور
اُسکے ہمراہ ہوئے تمام خادم اور رہروان شہر یہ حال سنکر ہمراہ حضرت کے ہوئے اور ہر شخص کی
زبان پر یہی تھا کہ دیکھیے انجام اسکا کیا ہوتا ہی آخر حضرت قریب اوسکی نعش کے پہونچے اور
دیر تک اُسکی جانب نگاہ کرتے رہے بعدہ سر اُس مقتول کا تن سے ملا کر ارشاد کیا کہ اے
مظلوم اگر تجکو بے گناہ مارا ہی تو بحکم خدا کے جان آفرین کے زندہ ہو اور عصا اُسکی
گردن پر رکھا فوراً وہ شخص کلمہ پڑھکر کھڑا ہوگیا آپنے اُسکی مادر کے حوالہ کیا اور خانقاہ کو
تشریف لائے اور فرمایا کہ بندہ کو خدای عز وجل سے اسقدر نسبت ہونا ضرور ہی واجب
یہان سے ذکر تشریف آوری ہندوستان کا اور آپ کے قدم میمنت لزوم سے ظلمات
کفر مین چراغ اسلام روشن ہوا اور راجہ جیپال کا بیان ہوتا ہی نقل ہی کہ جب حضرت اپنے
پیر روشن ضمیر سے رخصت حاصل کر کے اطراف عالم مین منصت فرما ہوئے اور سفر اختیار
کیا جہان پر آپ پہنچتے وہان قبرستان مین قیام فرماتے اور جہان شہرت ہوتی وہان سے
آپ خفیہ چلے جاتے کہ کوئی شخص خبردار نہوتا تھوڑے دنون مین کعبہ شریف تشریف
لیگئے اور وہان سے مدینہ منورہ پہنچے اور ریاضت شاقہ اختیار کی زیارت روضۂ
حضرت پیغمبر خدا صلعم سے مشرف ہوئے چند روز اقامت کی ایک روز روضہ منورہ سے آواز آئی
کہ معین الدین کو حاضر کرو خادمان نے جستجو کی اور معین الدین کہکر پکارا وہان سو نام کے بہت
آدمی تھے خادمان نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہان اس نام کے بہت لوگ ہین کوئی خاص نشان

اس شخص کا ارشاد ہو پھر ندا آئی کہ معین الدین چشتی کو حاضر کرو فقادمون نے بمعہ تفحص کیا اور خواجہ حبیبا کو روضہ منورہ میں لیگئے اسوقت حضرت کا عجب حال تھا نالان اور گریان صلواۃ پڑھتے ہوئے قریب روضہ اطہر کے دست بستہ کھڑے ہوئے آواز آئی کہ قریب آؤ ای قطب المشائخ حضرت حال وجد مین اندرون گئے اور جمال جہان آرای اس سرور کائنات مفخر موجودات رحمت عالمیان محبوب سبحان رسول مقبول صلعم سے مشرف ہوئے جاہتے ہین جسکو بتاتی ہین یون دولت دیدار دکھاتے ہین اور ارشاد ہوا کہ ای معین الدین تو خاص ہمارا دین ہی اور معین ہی اب تجکو لازم ہی کہ طرف ہندوستان کے جا اور وہان ایک شہر اجمیر ہی اوس جگہ فرزند ہمارا سید حسین نام بہ نیت جہاد گیا ہی اب اسکو کفارون نے شہید کر ڈالا اور شہر مین بدستور کفر جاری ہوگیا تیرے سبب سے پھر وہان شمع اسلام روشن ہوگی اور کفار غارت ہونگے اور حضور نے ایک انار خواجہ صاحب کے روبرو کیا اور فرمایا کہ اسکو دیکھ کہ تجکو معلوم ہوجاوے کہ وہ کون سا شہر ہے خواجہ صاحب نے اس انار مین اجمیر کو دیکھا تمام وکمال نظر آیا پس حضرت خواجہ نے فاتحہ خیر پڑھی اور اوس درگاہ معظم سے استمداد چاہی اور رخصت ہوکر متوجہ اقلیم ہندوستان کو ہوئے چالیس آدمی آپ کی ہمراہی مین تیار ہوئے بعد قطع منازل ہندوستان مین داخل ہوئے ہر چند راجہ اجمیر نے بہمان کرنے سے اطراف مین بنام حکام حکمنامہ جاری کردیئے تھے کہ اس صورت کا درویش اگر وارد ہو تو اوسکو ہلاک کرنا لیکن آپ مع چالیس خدام کے علانیہ تشریف لائے اور کوئی متعرض نہوا اور آپ اجمیر مین داخل ہوئے اور باہر شہر کے ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا اور اسی جگہ راجہ کے اونٹ کھڑے ہوتے تھے اور یہ راجہ پتھورا کا بیٹا تھا اور بخطاب مہاراجہ مشہور تھا ساربان وہان اونٹ لائے اور جماعت درویشان کو دیکھکر گھبرائے ایک نے درویشون سے کہا کہ تم یہان کسکے حکم سے ٹھہرے ہو یہان سے چلے جاؤ کہ یہ مہاراجہ کے اونٹ بیٹھنے کی جگہ ہی یہان سے بستر اٹھاؤ حضرت ارشاد فرمایا کہ اچھا

ہم جانتے ہین تمہارے یہان بیٹھنگے یہ فرما کر اور پر حوض اناساگر کے تشریف لیگئے اور گرد اس
تالاب کے بتخانے بہت تھے اُنکے قریب آپنے مقام کیا اور وہان جسوقت راجہ کے اونٹ
آکے سب بیٹھ گئے حالانکہ ایک رات اور ایک دن گذر گیا اور وہ اونٹ نہ اٹھے اسوقت
ساربانون نے راجہ سے کہا راجہ نے ساربانون کو سمجھایا کہ تم لوگ درویشون کے پاس
جاؤ اور منت و سماجت کرو انکی ہی دعا سے یہ بیٹھ گئے اور انکی ہی دعا سے کھڑے
ہونگے ہم اس امر مین کچھ کر نہین سکتے آخر ساربان حضرت کی خدمت فیضدرجت مین گئے
اور اظہار عجز و انکساری کیا خواجہ صاحب نے فرمایا کہ جسکے حکم سے بیٹھ گئے تھے اسی کو حکم
سے کھڑے ہو جاوینگے ساربان نے آکر جو دیکھا تو سب اونٹ کھڑے ہین یہ خبر شہر مین
مشہور ہوئی کافرون نے ہجوم کرکے راجہ کو بہکایا کہ یہ درویش متصل بتخانہ کے قیام
پذیر ہین انکا رہنا وہان مناسب نہین کہ ہمارے مذہب کے برخلاف ہین راجہ نے
اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ درویشون کو وہان سے اوٹھا دیوین جسوقت وہ لوگ حضرت
کے قریب گئے اور الفاظ سخت کہنے لگے حضرت نے تھوڑی خاک اٹھا کر اور اوسپر
آیت الکرسی پڑھکر انکی جانب پھینکی کچھ آدمی [illegible] ہو کر رہگئے کچھ دیوانہ وار ادھر ادھر
بھاگنے لگے اور بعضے مقہور ہو کر راجہ کے پاس گئے دوسرے روز رام دیو مہنت
ایک جماعت کثیر ہمراہ لیکر حضرت پر یورش لایا جسوقت قریب پہونچا لرزہ اسکے بدن پر پڑا
حتی کہ رام دیو قدمبوس ہوا اور صدق دل سے اسلام لایا آپ نے ایک قدح پانی بھر کے
اور دو نوش کرکے رام دیو کو دیا اسکے پیتے ہی رام دیو کا دل مثل آئینہ صاف ہو گیا
اور انوار ربانی نے اسکے سینہ مین تابش کی پھر تو رام دیو نے اس جماعت کو مارنا شروع
کیا اور چوب و سنگ ہر طرف سے لاکر معاندان کو ہلاک کرنے لگا خواجہ صاحب نے جو
یہ خدمت اسکی ملاحظہ کی تو شادی دیو اسکا نام رکھا راجہ نے جو یہ
کرامت حضرت کی دیکھی تو سبکو جمع کرکے کہا کہ یہ درویش بڑا جادوگر ہے جب تک

اگر کوئی جادوگر ایسے رتبہ کا آویگا اس سے بازی نہ بیجاویگا آخر جیپال جادوگر کو کہ تمام ہند
مین مشہور تھا طلب کیا جیپال ڈیڑھ ہزار چیلہ ہمراہ لیکر حاضر ہوا اور ہر ایک اسکے چیلون
سے جیپال ثانی تھا راجہ کے پاس آئے اور راجہ سے اجازت لیکر بمقابلہ اس شیر خدا روانہ ہوئے
جسوقت سامنے گئے حضرت نے تازہ وضو کیا اور ایک خادم کو عصا مبارک دیا کہ چہار طرف
فرودگاہ کے خط حلقہ کھینچے کہ جیپال کا جادو اندر اس حلقہ کے اثر نکرے جب گروہ اشقیا نے
اس خط کے اندر قدم رکھا منھہ کے بل اوندھے گرے آخر تالاب تا ساگر پر قدم کیا اور پانی
چشمہ کا خدام ذوی الاحترام پر بند کیا حضرت نے شادی دیو سے فرمایا کہ جسطرح ممکن ہو ایک قدح
پانی کا اس تالاب مین سے لا وہ حکم بجالایا اور قدح لیکر کنارے اس تالاب کے گیا اور قدح
کو پانی سے بھرا کل پانی اس تالاب کا اس قدح مین آگیا اور تالاب مین ایک قطرہ پانی کا
نرہا جسقدر خرچ پانی کا تھا اس قدح سے صرف ہوتا تھا اور بدستور لبالب رہتا تھا
اودھر لشکر جیپال تشنگی سے جان بلب ہونے لگا بلکہ اکثر مرگئے آخر جیپال قریب خط دائرہ
کے آیا اور عرض کیا کہ بندگان خدا پر یہ تکلیف گوارا نہ چاہیے آپ فقیر ہین آپ کو تو رحم چاہیے
حضرت نے شادی دیو سے فرمایا کہ اس قدح کو تالاب مین ڈال آؤ شادی دیو نے ویسا ہی کیا
تالاب بدستور بھر گیا پھر جادوگرون نے جادو کرنا شروع کیا ہزارون سانپ پہاڑ مین سے
نکلنے لگے اور خط دائرہ پر پہنچکر مردہ کی صورت ہوگئے جب جیپال نے دیکھا کہ یہ جادو کام
نہ آیا تو آگ آسمان سے برسانی شروع کی اور اسقدر آگ برسائی کہ انبار اخگرون کے
اس جنگل مین ہوگئے اور ہزارون درخت جلکر خاکستر ہوگئے لیکن اندرون دائرہ کے
ایک چنگاری بھی نہ آئی جب جیپال اس جادو سے بھی مایوس ہوا تو پوست آہو
پر بیٹھکر آسمان کی طرف اڑا حضرت نے جو یہ امر ملاحظہ فرمایا اپنی نعلین سے ارشاد کیا کہ
تو بھی اڑ اور جیپال کو کفش کاری کرتی ہوئی لا آخر نعلین بھی اڑی اور جیپال کے سر پر لگنی
شروع ہوئی یہان تک لگی کہ اسکی ضرب سے سر ورم کر آیا آخر جیپال کو کہین جائے

اس نے ملی نا چار خواجہ صاحب کے قدموں پر آگرا اور عجز و انکسار کیا حضرت نے کنشش کو منع فرمایا جیپال یہ کرامت دیکھکر مسلمان ہوا اور صدق دل سے کلمہ شہادت پڑھا حضرت نے فرمایا کہ جیپال کیا چاہتا ہے التماس کیا کہ قیامت تک زندہ رہوں آپنے دعا کی خداوند تعالی نے قبول فرمائی آپنے فرمایا کہ تونے عمر دائمی پائی لیکن نگاہ خلق سے پوشیدہ رہیگا چنانچہ مشہور ہے کہ جیپال اب تک زندہ ہے اور ہر پنجشنبہ کو زیارت میں آتا ہے اور جو جب خواہش کرے ہزار عالم اسپر منکشف ہوگئے جب یہ خبر راجہ کو پہنچی مثل شادی دیو کے سے بھی مایوس ہوا اور شرمندگی سے وہاں نہ ٹھہرا اور شہر کو واپس چلا گیا اور پھر کسیطرح متعرض نہوا بعد تھوڑے دنوں کے حضرت نے مکان سکونت شہر میں تجویز کیا اور جہاں اب روضہ منورہ ہے وہاں قیام فرمایا اور راجہ کو نصیحت مشفقانہ سے دعوت اسلام کی لیکن اس بدبخت نے قبول نکیا قطعہ کب سیاہی سپید ہوتی ہے + لاکھ دھویا کرے اُسے کوئی + ماش کے تخم سے نہو گندم + گرچہ بویا کرے اسے کوئی + فرمایا کہ تجکو لشکر اسلام قتل کریگا چنانچہ اسی عرصہ میں حضرت سلطان شہاب الدین کو خواب میں آگاہ کیا اور وہ آیا اور زندہ گرفتار کیا اور دہلی و اجمیر کو فتح کرکے داخل اسلام بجایا اور پھر راجہ کو قتل کیا + نقل ہے کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے فرمایا کہ جب تک بندہ بیچ خدمت حضرت پیر و مرشد کے رہا کبھی آپ کو کسی پر غصہ ہوتے نہ دیکھا البتہ ایکبار کہ حضرت کہیں تشریف لیے جاتے تھے کہ ایک خادم شیخ علی آپکے ساتھ تھا اسکو ایک شخص نے آکر پکڑا کھینچنا شروع کیا اور دامن اسکا پکڑ لیا حضرت نے فرمایا کہ تونے اسکا دامن کیوں پکڑا اُسنے عرض کی کہ اسپر میرا قرض چاہیے وہ نہیں دیتا ہے آپنے ارشاد کیا کہ اب تجکو دیدیگا اس شخص نے نمانا آپکو غصہ آیا اور چادر زمین پر ڈالدی اور کہا کہ جسقدر قرضہ ہے اسکے نیچے سے لے لے مگر زیادہ نہ لینا اس شخص نے چاہا کہ کچھ اپنے قرضہ سے زیادہ لے کہ اسکا ہاتھ خشک ہوگیا فریاد کرنے لگا کہ میری توبہ ہے میں نے اپنا قرضہ بھی چھوڑا پھر ایسی خطا نہ ہوگی حضرت کو رحم آیا اور قصور اسکا

معاف کیا اور ہاتھ اُسکا اچھا ہو گیا نقل ہی کہ ایک شخص حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا
اشتیاق قدمبوسی ظاہر کیا آپنے فرمایا کہ تو جو وعدہ کرکے آیا ہی اُسکو ادا کر وہ شخص کانپنے
لگا اور عرض کیا کہ فلان شخص نے مجھکو آپکے مارنے کے واسطے بھیجا تھا میرا قصور
معاف فرمایئے مرید ہوا اور مدت العمر خدمت مین رہا حاضرین نے اُس شخص کا نام دریافت
کیا آپنے فرمایا کہ ہرگز اُسکا نام ظاہر نکرنا ہماری دین مین پردہ پوشی کا حکم ہی نقل ہی کہ
حضرت کی دو بیبیان تھین ایک کا نام عفت کہ دختر سید وجیہ الدین عم سید حسین خنگ سوار
کی تھین اور دوسری امتہ اللہ کہ کسی راجہ کی بیٹی تھین اور اہلیہ اول سے تین فرزند تولد
ہوئے خواجہ ابو سعید و خواجہ فخر الدین و خواجہ حسام الدین قدس اللہ سرہم العزیز اور
یہ جو مشہور ہی کہ حضرت لاولد تھے غلط ہی کسواسطے کہ حضرت حمید الدین ناگوری سے نقل ہی
کہ ایک روز حضرت نے فرمایا کہ پہلے جو کچھ ارادہ ہوتا تھا بلا دعا کے حاصل ہوتا تھا اور
جیسے کہ اولاد ہوگئی بعد دعا کے حصول ہوتا ہی حمید الدین نے عرض کی کہ بجا ہی جب تک
حضرت عیسی پیدا نہوئے تھے تو بی بی مریم کو میوہ غیر فصلی ملتے تھے اور جب حضرت پیدا
ہوئے تو حکم ہوا کہ درخت خرما سے خرما توڑ خواجہ نے یہ سنکر تبسم فرمایا اور کہتے ہین کہ
عمر خواجہ ابو سعید کی پچاس برس کی تھی اور اونکے دو فرزند تھے اور خواجہ فخر الدین بہت
بزرگ اور صاحب نعمت تھے اور بعد انتقال خواجہ صاحب کے بیس برس تک زندہ رہے اور عمر
اُنکی ستر برس کی ہوئی اور اونکے پانچ فرزند تھے اور قصبہ سروار مین کہ اجمیر سے سولہ
کوس ہی انتقال فرمایا اور وہین دفن ہوئے اور خواجہ حسام الدین پسر خرد غائب ہوگئے اور
جمل ابدال مین شامل ہوئے اور جب وہ غائب ہوئے تھے تو پینتالیس برس کی عمر تھی اور
اُنکے سات فرزند تھے اور منجملہ اُنکے خواجہ حسام الدین سوختہ بہت صاحب کرامت تھے
اور حضرت نظام الدین اولیا کے ہمصاحب تھے قبر اُنکی قصبہ سانبھر مین کہ اجمیر سے مغرب کی
جانب ہی موجود ہی اور اہلیہ دوسری کہ دختر راجہ دکن کی تھین کہ ایک شخص جہاد

جہاد سے لوٹ مین لایا تھا اور حضرت کو نذر کیا تھا اُنسے صاحبزادی بی بی حافظ جمال تو لّد
ہوئین کہ صاحب کرامت تھین اور حضرت نے خرقہ خلافت کا انکو عطا فرمایا تھا بہت عالیہ
تھین چنانچہ ہزارہا مستورات آنکی توجہ سے مقام قرب کو پہونچین اور دو صاحبزادے دوسری
بی بی سے پیدا ہوئے تھے لیکن حالت شیرخوارگی مین انتقال فرمایا رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور
حضرت خواجہ کے خلیفہ بے شمار تھے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی و خواجہ فخر الدین و شیخ
حمید الدین ناگوری و شیخ وحید الدین و شیخ حمید الدین صوفی و خواجہ برہان الدین و شیخ احمد
و شیخ محسن و خواجہ سلیمان و شیخ شمس الدین و خواجہ حسن خیاط و جیپال جوگی المعروف بہ
عبداللہ و شیخ صدر الدین و بی بی حافظ جمال و شیخ محمد ترک و شیخ علی سنجری و خواجہ یادگار
سبزواری و خواجہ عبداللہ بیابانی و شیخ قیا کہ اُنکے واسطے حضرت نے دعا کی تھی کہ عزیز
خلق ہوگا چنانچہ پھول و برازِ اُنکا مخلوق متبرک سمجھکر اٹھا لیتے تھی اور اسمین خوشبو مثل
مشک ہوتی تھی و شیخ وحید و سلطان مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور سلطان مسعود
غازی وہ نہین ہین کہ بہرائچ مین آسودہ ہین یہ صاحب ہین نقل ہے کہ جب حضرت نے
اس جہان فانی سے انتقال فرمایا بعد نماز عشا کے دروازہ حجرہ کیا بند کرلیا اور سبکو
منع کردیا کہ کوئی نہ آوے خادمان نے صبح تک آوازِ پای مبارک کی سنی کہ گویا کوئی وجد مین ہے
آخر شب وہ صدا موقوف ہوئی اور جب وقت نماز کا ہوا ہر چند دستک دی کچھ جواب نہ آیا
ناچار دروازہ کھولا دیکھا کہ حضرت رحمت حق مین شامل ہوگئے اور رات کو بہت ولی اللہ
نے عالم رؤیا مین حضرت رسالت پناہ کو دیکھا آپ فرماتے ہین کہ کل واسطے
استقبال محبوب خدا معین الدین کے ہم آتے تھے اور حضرت کی پیشانی پر بخط روشن لکھا
تھا حبیب اللہ فی حب اللہ ولادت باسعادت آپکی بیچ سال پانسو سینتیس کے ہوئی
تھی اور وفات اُس جامع کمالات کی روز دوشنبہ چھٹی ماہ رجب المرجب سال چھ سو تینتیس مین
بیچ عہد سلطنت سلطان شمس الدین التمش کے واقع ہوئی روضہ منورہ اجمیر مین ہے اور

پہلے مقبرہ خواجہ حسین ناگوری نے تیار کرایا تھا پھر بادشاہان دہلی نے لیا اور وجہ تسمیہ اجمیر کی یہ ہے کہ
اجا نام راجہ تھا اسکے نام سے یہ شہر آباد ہوا ہے اور میر بمعنی آفتاب میر بمعنی کوہ اور کثرت زبان
اجمیر ہوگیا تاریخ وفات حضرت خواجہ صاحب کی خواجہ چشتی ہے اور حروف ملفوظی سے وہی
فقرہ تاریخ ہے کہ جو غیب سے پیشانی مبارک پر تحریر تھا مات حبیب اللہ فی حب اللہ اسمیں
و والف اللہ کہ زائد ہیں اور وہ لام اللہ کے نکالنے سے بیکم وکاست تاریخ ہوگیا معلوم ہوتا ہے
کہ خداوند کریم نے ملفوظی تاریخ لی ہے اور یہ قاعدہ کے قرین ہے سبحان اللہ

بیان حضرت قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ السامی

یہ حضرت اکابر اولیای کاملین اور اصفیای عاجلین سے تھے صاحب کشف و کرامت و مستجاب الدعوات
تھے اس رتبہ عظیم کا ولی بعد حضرت ہند الولی کے دوسرا نہیں ہوا حالات حضرت کی اظہر
من الشمس محتاج بیان نہیں اسواسطے اوصاف اس جامع کمالات کی لکھنا دریا کو کوزہ میں بند
کرنا ہے آپ کو راگ سننے سے بہت ذوق تھا ہر وقت حالت استغراق میں رہتے تھے جو کچھ
زبان مبارک سے فرماتے وہ ہوتا خرقہ فقر و ارادت کا حضرت خواجہ معین الدین چشتی سے
حاصل کیا اصل آپ کی سادات اوش سے تھی کہ قصبات ماوراء النہر سے ہے سید حسینی تھے اور نسب
آپ کا چند واسطہ سے ساتھ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے پہونچتا ہے اس طریق سے کہ خواجہ
قطب الدین بختیار اوشی بن سید کمال الدین بن سید موسی بن سید احمد بن سید کمال الدین
بن سید محمد بن سید احمد بن سید اسحاق بن سید احسن بن سید معروف بن سید احمد حسینی بن سید
رضی اللہ بن سید حسام الدین بن سید رشید الدین بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم نقل ہے
کہ جب حضرت خواجہ کی ڈیڑھ سال کی ہوئی تو آپکے پدر بزرگوار نے اس جہان بے ثبات
سے طرف عالم بقا کے رحلت فرمائی اور آپکی والدہ ماجدہ نے کہ ہر وقت طفلیت میں سایہ عاطفت
میں پرورش کیا جب پانچ برس کے ہوئے تو آپکی والدہ نے ایک ہمسایہ کو بلا کر کہ وہ آدمی صالح تھا
خواجہ کو حوالہ کیا اور فرمایا کہ کسی معلم کے اسکو سپرد کر دے کہ علوم ظاہری و باطنی کی اسکو

تعلیم کے وہ شخص خواجہ کو لیگیا راہ مین ایک ولی اللہ سے ملاقات ہوئی انہون نے دریافت
کیا کہ اس لڑکے کو کہان لیے جاتے ہو اوس نے ہمسایے بیان کیا کہ کسی معلم کو سپرد کرونگا اون ولی
اللہ نے کہا کہ اس لڑکے کو میرے حوالہ کرو کہ مین ایسے معلم کو حوالہ کرونگا کہ علوم ظاہری باطنی
مین کامل ہو جاویگا اوس نے آپکے سپرد کر دیا وہ شیخ ابو حفص اوشی قدس سرہ کی خدمت مین لیگئے اور
فرمایا کہ حکم احکم الحاکمین اسطرح ہے کہ اس طفل کو ساتھ شفقت موفورہ کے علوم ظاہری باطنی سے مستفیض کرو
شیخ ابو حفص نے قبول کیا اور تعلیم خواجہ مین متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ای طفل تجھے بشارت ہو کہ
خضر علیہ السلام نے تجھکو میرے سپرد کیا ہے اور بحکم خدا تیرے واسطے ایسا ہی ہے چنانچہ چار روز مین
آپنے قرآن شریف حفظ کر لیا اور تھوڑے ہی دنون مین کل علوم ظاہری و باطنی سے ماہر ہو گئے اور
علم لدنی کی جستجو کرنے لگے یہانتک کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی خدمت مین پہنچے اور
مرید ہوئے سترہ برس کی عمر مین خرقہ خلافت حاصل کیا اور حسب الارشاد پیر و مرشد کے
قطب دہلی ہوئے اور دہلی مین تشریف لائے اور ہدایت خلق مین مشغول ہوئے نقل ہے کہ
آپکی والدہ نے فرمایا کہ جب خواجہ شکم مین تھے اور مین واسطے نماز کے وقت تہجد اٹھا کرتی تو آپ
حرکت کرتے اور آواز ذکر کی سینے مین آتی اور ایک پہر تک یہی حال رہتا اور جب چار برس کے
ہوئے تو آپکو خواجہ معین الدین چشتی کی خدمت مین لیگئے خواجہ صاحب نے ایک تختی آپکو
دی اور کہا کہ اسپر کچھ لکھو اسوقت غیب سے آواز آئی کہ اے معین الدین توقف کر کہ قاضی
حمید الدین ناگوری آتا ہے وہ ہمارے قطب الدین کو تعلیم کریگا اور تختی کسب کمالات
اور حصول نعمت کریگا خواجہ نے تختی ہاتھ سے رکھدی اس اثنا مین قاضی حمید الدین کو
بشارت ہوئی کہ جلد جا اوش مین قطب الدین کو تعلیم کر حسب الحکم خداوند عالم قاضی
حمید الدین اوش مین داخل ہوئے اور مجلس خواجہ مین پہنچے اور تختی ہاتھ مین لیکر پوچھا کہ
قطب الدین اسپر کیا لکھون آپنے فرمایا کہ لکھئے سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا الی آخرہ قاضی
نے کہا کہ یہ پندرھوین سیپارہ کی آیت ہے حضرت نے فرمایا کہ والدہ ماجدہ نے پندرہ سیپارے

حافظ ہین جب وہ یاد کیا کرتی تھین تو مین شکم مادر مین اسکو سنکر یاد کرتا تھا چنانچہ پندرہ
مجھکو یاد ہین قاضی نے کہا کہ پڑھو آگے تو اسیوقت پڑھکر سنا دیے حالانکہ چار برس کی
عمر تھی قاضی نے سبحان الذی لکھکر کہا کہ قطب الدین پڑھو آپنے بسم اللہ کرکے سبق شروع
کیا یہانتک کہ چار روز مین سارا قرآن ختم کیا اور حافظ قرآن ہوگئے پہلی روایت مین جو لکھا ہے
کہ شیخ ابوحفص نے پڑھایا وہ روایت اسطرح پر ہے کہ بعد جانے قاضی حمید الدین کے شیخ موصوف
نے باقی تحصیل تمام کرائی کیونکہ قاضی حمید الدین نے بعد شروع کرانے اور ختم کرانے قرآن
شریف کے کہا کہ بابا تو خدا کا دوست ہے تجکو خود خدا تعلیم کرتا ہے تجھے حاجت استاد کی نہین
ہے چنانچہ قاضی اسی وقت رخصت ہوئی پھر حضرت تحصیل سے فارغ ہو کر خدمت منبع با
برکت حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری مین رہے اور تحصیل علم لدنی مین مصروف
ہوئے جب جذبہ عشق الٰہی سے دل مین جلوہ گر ہوا اور ولولہ محبت الٰہی نے یہانتک دل مین اثر
کیا کہ ہر وقت حالت جذب نمایان تھی وہان سے بغداد تشریف لیگئے اور مسجد امام ابو لیث
مین کہ خواجہ صاحب رونق افروز تھے قدمبوس ہوئے اور اُس مجلس مین حضرت شیخ
شہاب الدین سہروردی اور شیخ اوحد الدین کرمانی اور برہان الدین چشتی اور شیخ محمد
اصفہانی کہ ہر ایک اولیای عظام سے تھا موجود تھے ہر ایک نے نعمت اور برکت عنایت
کی بس تھوڑے زمانہ مین کام آپکا مرتبہ اعلے پر پہونچا یا اور نظر تربیت پیر روشن ضمیر سے
درجہ کمال کو پہونچے اسوقت عمر حضرت کی سترہ برس کی تھی ہنوز ریش مبارک بھی نہین
نکلی تھی کہ خرقہ خلافت کا خواجہ حسن سنجری نے عنایت کیا اور وجہ خلافت کی یہ ہوئی
کہ خواجہ قطب الدین نے اور خواجہ معین الدین نے چالیس روز حضرت رسالت
پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کو معاینہ مین متواتر دیکھا اور دوسرے مشائخ بھی حضور کے
ہمراہ تھے حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ معین الدین قطب الدین دوست خدا کا ہے
اسکو خرقہ خلافت کا دو حکم ایزدی سے ولایت دہلی اسکے تصرف مین آئی ہے وہان روا

انجہ ایسا ہی ہوا کہ آپ دہلی مین تشریف لائے حال اسکا آئندہ مرقوم ہوگا بیان کچھ ذکر
ضی حمید الدین ناگوری کا بیان ہوتا ہے کہ بیچ مقدمہ راگ کے سنا تھے درمیان مین آزادو
ہان چشتیونکی ظاہر ہوئی اسکا اظہار کیا جاتا ہی کہ ایکبار جو حضرت قاضی حمید الدین
اگوری جو دہلی مین تشریف لیے گئی تو ایک جنگل مین مرغ طوطلس کہ جسکو ققنس کہتی ہین نظر
ایا اسکی منقار مین بارہ سو سوراخ ہین اور جب مست ہوتا ہی تو ہر ہر سوراخ مین اوسکی
وازین مختلف پیدا ہوتی ہین حمید الدین نے جو وہ صدائے دلکش استماع کین تو مست
اور بیخود ہوگئی ہر چند کہ مرید حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے تھی لیکن اثر
صحبت خاندان چشت کا غالب آیا دیر تک اسی ذوق مین رہے اسی عرصہ مین
حضرت خواجہ خضر علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ ای حمید الدین یہ راگ کہ تو نے
سنا پہلے ہی مشائخ کبا اور اولیا سے نامدار نے سنا ہی اور جائز رکھا ہی اور شیخ جنید
بغدادی نے جو اس قسم کے یاران طریقت نہ دیکھی تو انھون نے موقوف رکھا قاضی نے
کہا کہ اے خواجہ مجکو ذوق راگ کا نہایت ہی اگر اسوقت کہین قوال دستیاب ہون تو مین
راگ سنون خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ ای حمید الدین جسوقت سے کہ جنید بغدادی نے راگ
ترک کیا ہی جو کوئی سنتا ہی اسکو دار پہ کھینچتی ہین اور قوالون کا دریتیہ خلیفہ وقت نے بیت المال
سے مقرر کر دیا ہی تا کسی مجلس مین نجا وین لیکن خواجہ جنید بغدادی کی خواجہ ناصر الدین ابی یوسف
چشتی اور خواجہ حاجی شریف زندنی نے راگ بہت سنا ہی اور کسیکی یہ طاقت نہوئی کہ انکو منع
کرتا اور اس زمانہ مین خواجہ عثمان ہارونی سنتے ہین اور سوا آنکی کسیکی طاقت نہین کہ مرتکب
اس امر کا ہو کیونکہ اکثر عالمون کو انھون نے ملزم کیا ہی اور عالمون نے انکار سماع سے توبہ
کی قاضی نے جو یہ حال سنا تو خاموش ہوگئے اور شہر مین آئے اور بازار سے سات غلام
خرید کیے اور انکو غزلین یاد کرائین چنانچہ تھوڑے عرصہ مین وہ خوب گانے لگے چنانچہ شہر
مین مشہور ہوئی قاضی سعد الدین اور قاضی منہاج اور قاضی عماد اور مبارک غزنوی اور

مولانا محید الدین وغیرہ بر سر مخالفت آئے اور طعن اور تشنیع کرنے لگے اور کہنے لگے کہ قاضی حمید الدین
نے برخلاف طریقہ پیران سہرورد یہ کے یہ فعل جاری کیا ہی حضرت قاضی نے جو یہ گفتگو سنی کہا
کہ میں دامنگیر حضرات چشتیان کا ہون اور دعا کر دی در گاہ آسمان پناہ مین مانگتا ہون اُنکی سے وہ
دولت عظمیٰ حاصل ہی کہ کسیکو ہوگی شیخ جنید کی تو یہ ہماری واسطے محبت نہیں ہو سکتی آخر وہان
سے بغداد گئے جب شہر مین داخل ہوئے ایک بڑے مکان پر کہ وہ بھی صاحب کمال تھا
فروکش ہوئے اُس شخص کے مکان مین چالیس حجرہ تھے سب مکان حضرت قاضی کے حوالہ
کیے مگر ایک حجرہ کہ مقفل تھا وہ اپنے تحت مین رکھا حضرت قاضی نے پوچھا کہ ای برادر
اس حجرہ کا دروازہ کسو واسطے نہین کھولا آپنے عرض کیا کہ حضرت اس حجرہ مین نے نواز ہی
کہ تجھ سے خلیفہ وقت اسکو پوشیدہ رکھا ہی قاضی نے فرمایا کہ ای برادر مین کہ راگ کا عاشق
ہون اور بغیر راگ کے ایک ساعت چین نہین پڑتا اُس نے نواز کو لاؤ اور کچھ اندیشہ کسیکا نکرو
فوراً آپنے حجرہ کھولا اور نے نواز کو خدمت فیضدرجت مین حاضر کیا حضرت قاضی نے فرمایا
کہ نے بجاؤ حسب ارشاد نے نواز نے بجائی قاضی صاحب کو وجد شروع ہوا اور کیفیت حاصل
ہوئی یہ خبر تمام شہر مین مشہور ہوئی قاضی شہر اور مفتی وغیرہ کہ بغداد مین سات سو اہل
فتوی تھے سب نے متفق ہوکر پاس حضرت حمید الدین کے ایک شخص کو بھیجا کہ کل دیوان عدالت
شریعت غرا مین حاضر ہوکر جوابدہی کرو کہ تم نے کس دلیل سے راگ کو جائز کیا اگر ملزم
ہوگے تو تم کو سزا دی جاویگی وہ شخص جسوقت محفل سماع مین پہونچا ہیبت عظیم
اُسکے دل مین پیدا ہوئی خاموش ہوکر ایک جانب کھڑا رہا جب حضرت قاضی وجد سے
فارغ ہوئے اُس شخص نے پیام علمای بغداد کا پہونچایا حضرت قاضی نے فرمایا کہ راگ سب
پر حرام نہین ہی جو اُسکے دقائق سے واقف نہین اسپر حرام ہی اور جنپر عنایت ایزدی شامل
ہے اُنپر حلال ہی یہ فرمایا اور چند قدم چلکر کھڑے رہے اور کہا کہ ای عزیز مفتیان
بغداد سے کہہ کہ کل سب لوگون کو جمع کرین فقیر بھی حاضر ہوگا وہ شخص گیا اور جو کچھ کہ حضرت

قاضی نے فرمایا تھا کہدیا اور ادھر قاضی صاحب نے اپنے مرید سے کہا کہ کل سب عالمون کو
اپنے گھر بلا اور تقریب دعوت کا اظہار کر وہ شخص مرفہ حال تھا بموجب فرمانے حضرت کے
سب کی دعوت کی اور دوسرے دن علی الصباح تمام عالم جمع ہوئے حضرت قاضی نے اپنے
مرید سے فرمایا کہ اگر قوال اس شہر مین نہین مل سکتے جسقدر مزامیر دستیاب ہون
منگاو چنانچہ ستر مزامیر ملے اسوقت حضرت قاضی نے صحن خانہ مین رکھکر ایک پارچہ سے پوشیدہ
کردیے جسوقت علما سب شہر حاضر آئے اہل مکان سے دریافت کیا کہ قاضی حمید الدین
کہان ہین کیہ فتنہ برپا کیا ہے حضرت قاضی نے فرمایا کہ حمید الدین مین ہون کہ راگ سنتا ہون
اور اوسکو مباح کہتا ہون اور مریض ہون مرض دل رکھتا ہون اور راگ اوس مرض کی دوا
ہے بقول امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کہ تشنہ کو اگر پانی میسر نہ آوے اور قریب ہلاکت پہونچا ہو تو
شراب پینا اسکو درست ہے اور اسی طرح اور دلائل دیئے اہین حضرت نے ارشاد کیے کہ کسی نے
اسکا جواب نہ دیا بلکہ قبول کیا اور کہا کہ آپ صاحب ولایت ہین قسم کرامت سے
کوئی برہان اپنی ظاہر فرمایئے کہ ہم لوگ معتقد راگ کے ہون قاضی نے طرف مزامیر کے
اشارہ کیا ہر ایک مزا خود بخود بجنے لگا اور حضرت قاضی بھی وجد مین آگئے اور اہل
محفل کی طرف نگاہ کرمت سے دیکھکر فرمایا کہ اے نادانو وجد کرو تمام محفل وجد مین آگئی
اور ہر ایک دیر تک لذت مزامیر سے بیہوش رہا بعد فراغت سب نے قدم مبارک حضرت کے
مین سر ڈالا اور خود کردہ سے پشیمان ہوئے اور عفو تقصیر کے خواہان حضرت قاضی نے فرمایا
کہ تم لوگون نے بزرگان خاندان چشتیہ کا معاینہ کیا سب نے زبان اقرار سے عرض کیا کہ
البتہ راگ اہل سماع کو مباح ہے غرض وہ مجلس برخاست ہوئی اور حضرت قاضی وہان سے
روانہ ہوکر دہلی مین تشریف لائے اب یہان سے پھر ذکر خیر حضرت خواجہ کا بیان ہوتا ہے
نقل ہے کہ حضرت خواجہ اکثر بیدار رہتے اور اسطرح مشغول بحق تھے کہ اکثر اوقات چار چار روز تک
استغراق سے فارغ نہ ہوتے ایک دن آپ ایک مسجد مین معتکف تھے اور یہ صورت دل مین گذری

آخر ایک روز ایک طفل حسین وہان آیا اور حضرت کو سلام کیا اور کہا کہ آپ کسواسطے یہان
چلہ نشین ہین آپنے فرمایا کہ خواجہ خضر علیہ السلام کی ملاقات کا خواہان ہون اس لڑکے
نے تبسم کرکے استفسار کیا کہ خضر کی ملاقات واسطے دنیا کی ہی یا عقبے کی آپنے فرمایا کہ ان
دونون سے سروکار نہین رکھتا ہون اسی عرصہ مین حضرت خواجہ خضر علیہ السلام تشریف لائے
اور پھر ہمیشہ آپسے ملتے رہے نقل ہے کہ حضرت خواجہ کا ایک فرزند دلبند تھا وہ بقضائے الہی راہگرائے
ملک بقا ہوا آپنے حسب دستور تجہیز و تکفین کرکے اسکو دفن کیا جب وہان سے دفن کرکے آئے
اور بیرون مکان بیٹھے گھر مین سے رونے کی آواز آئی آپنے فرمایا کہ یہ گریہ کیون ہی لوگون
نے کہا کہ آپکا فرزند جو گذر گیا ہی اسواسطے مستورات روتی ہین آپنے یہ سنکر ایک آہ سرد
بھری اور فرمایا کہ مجھکو تو اس طفل سے محبت تھی کسی نے بھی نہ کہا کہ وہ لڑکا مر گیا ورنہ اسکے
واسطے دعا کرتے جل جلالہ مقام غور ہی کہ عاشقان خدا کا یہ مقام ہی کہ فرزند کے مرنیکی بھی خبر نہین
شعر کچھ ایسے بیخبر ترے عاشق ہین رات دن ۔ ہین محو عشق کچھ انکو اپنی خبر نہین نقل ہی
کہ جیسے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان مین رونق افروز ہوئے تو
آپ بھی عقب سے یہ سنکر روانہ ہوئے راہ مین اتفاق ملتان مین قیام کا ہوا اسوقت حضرت
شیخ بہاء الدین زکریا ملتان مین تھے حضرت کی خبر مقدم سنکر بڑے تکلف سے دعوت کی
اور اپنے مکان پر ٹھیرایا اور اعزاز و اکرام حد سے زیادہ کیا آپکے ہمراہ شیخ جلال الدین تبریزی
بھی تھے ایک وقت یہ تینون شیخ باہم متفق بیٹھے تھے کہ خواجہ ملتان ایک نامی عالم آیا اور
آپسے درخواست کی کہ مغلون نے ظلم پر کمر باندھا ہی خلق خدا کو تاراج کرتے ہین اور قریب ہی کہ تسخیر
قبل اس ملک پر آجائیں آپ صاحب عند اللہ ہین دعا کیجئے کہ ان ظالمون کی سرزنش سے اللہ
تعالی نجات دے حضرت خواجہ کے ہاتھ مین اسوقت ایک تیر تھا آپنے اسکے حوالہ کیا
اور فرمایا کہ اس تیر کو مغلون کی فوج کی جانب چھوڑ دو اسنے ایسا ہی کیا فوراً مغل
پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے نقل ہے کہ جس وقت آپ دہلی داخل ہوئے ایک عرصہ خدمت حضرت

بروشن ضمیر مین ارسال کیا اور اوسمین لکھا کہ فدوی باشتیاق قدمبوسی یہان تک آگیا ہی
اگر حکم ہوا تو اجمیر مین حاضر ہو شعر بلبل زار پا ماندہ در صف گلزار + تا گل لطف بگار دمی او
لب نہ کشاید + حضرت خواجہ خواجگان نے بجواب اسکے تحریر فرمایا کہ تم دہلی مین رہو وہ
ولایت تمکو جناب ایزدی سے عنایت ہوئی اور ملاقات روحانی تو تمکو روز حاصل ہی تحقیق
بندہ بھی انشاء اللہ تعالی دہلی مین آویگا اوسوقت ملاقات ظاہری بھی ہو جاویگی آپنے دہلی مین قیام
فرمایا اژدحام خلق اس کثرت سے رہنے لگا کہ آپ گھبرا جاتے لیکن بالحکم پیر و مرشد کہین نہ جا سکتے
تھے اور تمام شہر کے ادنی و اعلی مشرف بہ بیعت ہوئے نقل ہی کہ قبل تشریف بری آپ کے
حضرت قاضی حمید الدین ناگوری نے خواب دیکھا کہ ایک آفتاب میری مکان مین آیا ہی مدت تک تعبیر
کی فکر مین رہے آخر حضرت خواجہ دہلی مین آئے اور ایک نان پز کے یہان مقیم ہوئے دوبارہ
پھر قاضی نے خواب دیکھا کہ ہمارا دوست قطب الدین یہان آیا ہی اور فلان جگہ مقیم ہی اسکو
اپنے مکان پر ٹھہرایا اور یہ نعمت غیر مترقبہ حاصل کر اسوقت قاضی صاحب باعزاز تمام آپکو
اپنے مکان پر ٹھہرایا اور خواب اول کی تعبیر اسوقت سمجھہ مین آئی ہرچند کہ قاضی حمید الدین آپکے
استاد بھی لیکن کمالات باطنی مین آپکے مرید ہوئے اور بعد خدمت بسیار کی نعمت حاصل
کی اور خرقہ خلافت آپسے پایا کہتے ہین کہ اس زمانہ مین عمر حضرت کی ستر ہ برس کی تھی لیکن
کمالات باطنی و ظاہری اسقدر تھی کہ بیان نہین ہو سکتے نقل ہی کہ جب آپکے قدوم فیض
لزوم سے دہلی کو زینت ہوئی تو اژدحام خلائق کا بکثرت رہتا اور ہزار ہا روپیہ نذر مین
لوگ لاتے لیکن ہرگز آپ قبول نہ کرتے اور ایک بقال سے قرض لیکر خورد و نوش کا کام
نکالتے آخر بقال کی تین سو درم ہوگئی اوسوقت آپنے منع کیا کہ آیندہ سے قرض مت لاؤ دوسرے
روز مصلا مبارک کے نیچے سے ایک کاک برآمد ہوا اور ہر روز اسی طرح ایک کاک نکلتا
اور سب خادم اسکو کھاتے اور سیر ہوتے بقال نے جانا کہ آپ شاید رنجیدہ ہوگئے ہین
جو آید وغیرہ نہین منگاتے ہین بقال نے اپنی زوجہ کو بھیجا کہ خدمت خواجہ مین جا کر [illegible]

وہ آئی اور معاملہ کاک کا سنکر واپس گئی اور یہ خبر تمام شہر مین مشتہر ہوئی آخر خطاب آپکا
اس روز سے کاکی ہوا نقل ہی کہ ایک روز کسی نے حضرت سلطان المشائخ حضرت
نظام الدین اولیا سے دریافت کیا کہ خواجہ قطب الدین کو کاکی کیون کہتے تھے آپنے فرمایا کہ ایک
روز خواجہ صاحب چشمہ حوض شمسی پر مع تمام رفقا کے بیٹھے تھے اصحاب نے درخواست کی
کہ یا حضرت اسوقت ہوای سرد ہی ہمارا دل کاک گرم کا خواستگار ہی آپنے پانی مین ہاتھ
ڈالکر کاک گرم نکالی اور سبکو ایک ایک کاک دی سب لیے سیر ہوکر کھایا چنانچہ یہ نقل مشہور ہی
اس روز سے آپکو کاکی کہنے لگے نقل ہی کہ ایک روز سلطان شمس الدین آپ کی خدمت
مین حاضر ہوے اور استدعاے طعام غیب کی کی آپ نے دست مبارک بالا کی چند
کاک گرم اور خوشنما نہایت لذیذ غیب سے ہاتھ مین آئے آپنے سلطان کو دی سلطان
نے جو اسکو کھایا نہایت لطف پایا اس سبب سے بھی کاکی کہنے لگے نقل ہی کہ ایک روز
قاضی حمید الدین نے قوالون کو بلا کر راگ گوایا دونون صاحبون کو وجد و ذوق کمال
حاصل ہوا اسوقت خلق کا اژدحام کثرت سے ہوا بعد فراغت کسی نے کہا کہ لوگ دور
دور سے آئے مین بھوکے ہین حضرت خواجہ نے آستین ہلانی شروع کی ہزارہا کاک گرم
نکلنے لگی یہان تک کہ جملہ صغیر و کبیر نے سیر ہوکر کھائے پھر کسی نے کہا کہ اس وقت شربت بھی
ہوتا ضرور تھا تھوڑی شکر ایک شخص لایا قاضی نے اوسکو آفتابہ مین گھولکر لوگون کو پلانا
شروع کیا سبکو پلا دیا اور شربت بدستور آفتابہ مین جسقدر تھا اسی قدر رہا نقل ہی کہ جب
آپ نانبائی کے یہان مقیم تھے تو سیف الدین ملکزادہ کے یہان سے چند من میدہ وغیرہ واسطے
پکنے کاک کی اس نانبائی کے پاس آیا نانبائی نے اسکے کاک بناکر تنور مین لگا دی اسوقت
نانبائی کو ایک غنودگی ایسی طاری ہوئی کہ وہ کاک رکھنا تنور مین فراموش کر گیا
تھوڑی دیر مین جو اسے ہوش آیا اور کاکون کو نکالا تو سب جلکر سیاہ ہوگئی تھی مردان
ملکزادہ نے اس نانبائی کو زد و کوب کرنا شروع کیا حضرت خواجہ کو اسپر رحم آیا اور فرمایا

کہ ٹھہرو اگر تمھارے کاک درست ہو جاوین تو پھر اسکو تہدید تو نکرو انھون نے کہا کہ ہم
ہم کیون غصہ کرنے لگے تھے آپنے وہ سب کاک تنور مین ڈالدیے تھوڑی دیر بعد
جو انکو نکالا سب درست تھے اور سفید رنگ کے نہایت شفاف کہ اسطرح کے دوسرا نانبائی
نہ پکا سکتا تھا مرد بان ملکزادہ نے یہ ماجرا حیرت افزا دیکھا اور ملکزادہ کو اس امر سے
اطلاع دی ملکزادہ اُسی وقت برہنہ پا حضرت کی قدمبوسی کو حاضر ہوا آپنے
فرمایا کہ تو کس طریق سے آیا ہی اُسنے عرض کی کہ صدق دل سے اور اعتقاد کی سبب سے
حاضر ہوا ہون آپنے فرمایا کہ اگر تو صدق دل سے آیا ہی تو مین تیرے حق مین دعا کرتا ہون
کہ اللہ تعالیٰ محبت دنیا کو تیرے دل سے سرد کردے اور اپنا عشق دے اُسی وقت
اُسکو ایک کیفیت حاصل ہوئی اور اُسنے عرض کیا کہ مین نے دنیا اور اہل دنیا کو
ترک کیا آپنے فرمایا کہ فقر اور فاقہ اختیار کر اور ایک کملی پیوند لگی آپ نے عنایت
کی ملکزادہ نے اُسکو سر پر رکھا اور مکان پر جاکر کل نقد و جنس راہ خدا مین ایثار کردیا
اور خدمت سراپا برکت مین رہنے لگا چند روز مین اپنے مقصد کو پہونچا اور عرش سے
تحت الثریٰ تک اوسپر روشن ہوگیا نقل ہی کہ ایک روز حضرت اور رفقا انکے راگ
سُن رہے تھے کہ اوسکی خبر سلطان شہاب الدین کو پہونچی اُسنے منع کروا بھیجا کہ آیندہ
راگ نہ سننا ورنہ بموجب شرع شریف کے تدارک عمل مین آویگا آپنے بجواب اُسکے
فرمایا کہ تو سیہ دل ہی تو راگ کو حرام کیے بیٹھا ہے کیا جانے ہی یہ ہمکو حلال ہی اور تجھکو حرام
ہے ہر شخص اسکے لایق نہین ہی البتہ جو اسکے مرتبہ کو جانتے ہین اُنکو راگ حلال ہی اور راگ
ایک سر ہی اسرار الٰہی سے بادشاہ کو جو یہ خبر پہونچی اُسنے قسم کھائی کہ آیندہ اگر مین نے سنا
کہ اونھون نے راگ سنا ہی تو فوراً دار پر کھینچونگا یہ خبر حضرت خواجہ کو پہونچی آپنے فرمایا
کہ تو سلامت رہیگا تو ہمکو دار پر کھینچیگا اتفاق سے اُسی مہینے مین بادشاہ خبر ان
کو گیا اور وہان فوت ہوا اور بادشاہی اُسکے سلطان شمس الدین اولیا انار اللہ برہانہ پاد

ہوا اور یہ بادشاہ بخلوص دل حضرت کا مرید ہوا آپنے نصیحت فرمائی تھوڑے دنون کے بعد قاضی عماد
اور قاضی صادق کو حضرت کی جانب سے عناد پیدا ہوا اور انھون نے بادشاہ سے عرض کیا
کہ یہ دونون فقیر غیر شرع خلاف شرع راگ سنتے ہین یا تو انکو ممانعت کر دیجیے یا تدارک
فرما کر سزای کامل دیجیو تاکہ آیندہ انکو دیکھکر کوئی دوسرا مرتکب نہو بادشاہ نے کہا کہ میری
طاقت نہین کہ حضرت سے اس بارہ مین کچھ عرض کرون ہان تمکو اختیار ہے تم جاکر کہو یا نہ کہو
یہ بات سنکر قاضی عماد اور قاضی صادق دونون حضرت کے پاس گئے تو کیا دیکھتے ہین کہ
مجلس سماع ہو رہی ہے اور قاضی حمید الدین کو وجد آرہا ہے ان دونون نے حضرت قطب
الدین کیطرف دیکھکر کہا کہ امرد کو ایسی مجلس مین آنا نچاہیے آپ دونون ہاتھ روے
مبارک پر لائی فوراً ریش نکل آئی اور فرمایا کہ بیشک امرد کو نچاہیے اور ہم لوگون کو راگ سننا
درست ہے اور ہم پر حلال ہے اُن دونون نے جو یہ کرامت حضرت کی دیکھی بیہوش ہو
سے آگے نجاسکے اور اپنے اپنے مکانون کو واپس گئے اور باہم مصلحت کی کہ اگر آج انکو ممانعت
نہوگی تو قیامت تک سماع جاری رہیگا آخر بادشاہ کے پاس گئے اور سارا ماجرا ریش نکلنے کا
بیان کیا تو بادشاہ اور زیادہ معتقد ہوا اور کہا کہ یہ دونون صاحب اہل حال ہین انکو منع
مت کرو اور ایسے کاوش رکھنا نچاہیے کہ نتیجہ اسکا اچھا نہوگا قاضیون نے کہا کہ ہم اہل شرع
ہین جبتک ہمارا دم مین دم ہے ممانعت کرینگے بادشاہ نے کہا کہ تمکو اختیار ہے لیکن ہم اس امر
مین ہرگز دخل نہ دینگے قاضیون نے کہا کہ ہم لوگ اس منصب پر نہین اگر ہمکو منصب قضارت مرحمت ہو تو ہم آپکو دکھلا دین
بادشاہ نے قاضی عماد کو منصب قضارت عنایت کیا اور قاضی صادق کو مرتبہ صدر جہانی دیا اُسی وقت
اُنھون نے حضرت کو کہلا بھیجا کہ اب ہم اس منصب پر ممتاز ہوئے ہین اور ہم نے سنا ہے کہ آپ راگ
سنتے ہین یا تو اس سے توبہ کیجیے ورنہ کل عدالت مین حاضر ہو کر جوابدہی کیجیے حضرت نے خوش ہوکے
یہ سنکر فرمایا کہ اے نادان ہو شاید تمہارا زمین مین جانے کا ارادہ ہے جو ہمارے درپے
ہوئے ہو قاضی حمید الدین نے آپکے دہن مبارک پر ہاتھ رکھا آپنے فرمایا کہ اے قاضی

تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا اور بجواب اسکے کہلا بھیجا کہ کل تو ہمکو راگ سننے کی مہلت دو کہ
ہمارے پیر کا عُرس ہی اور پرسون ہم آئینگے تم تمام شہر کے علماؤن کو جمع کر رکھنا اُسوقت اگر
وہ ہمکو قائل کر دینگے تو ہم توبہ کر لینگے ورنہ تم توبہ کر لینا اور اُوس زمانہ مین آپ قلعہ کہنہ
مین تشریف رکھتے تھے قاضی عماد نے کہا کہ اچھا کل کی مہلت دی مگر اس شرط پر کہ ان دونون
کے سوا دوسرا راگ نہ سنے اور قلعہ کے دروازون پر سپاہی بٹھا دیے کہ کسیکو اندر قلعہ
کے نجانے دو یہ خبر آپکو پہونچی کہ مخلوق دونون دروازون پر کھڑی ہے اور قاضی کے آدمی
آنے نہین دیتے آپ نے فرمایا کہ مگر وہ اپنی جان سے تنگ آگئے ہین تھوڑی دیر مین
حضرت بہاء الدین زکریا آئے آپ نے دروازے کی طرف دیکھا دربان اندھے ہوگئے اسکے
بعد تمام شہر کے آدمی اُس مجلس مین آگئے اور دربانون کو نظر نہ آیا اور راگ شروع ہوا
اور لوگون کو وجد آنے لگے یہ خبر قاضی عماد اور قاضی صادق کو پہونچی کہ بادوجود ممانعت
مجلس خواجہ مین خلق کا اسقدر اژدحام ہے کہ کبھی نہوا ہوگا انکو حسد کی آگ نے جلایا اور
باہم مشورہ کرکے بہت جماعت کو ساتھ لیا اور کہا کہ چلو آج عین مجلس مین خواجہ کو ملامت
کرینگے جب وہان گئے جب نظر قاضی حمید الدین کی انپر پڑی قاضی نے فرمایا کہ بس ٹھہر جاؤ
وہین سے اپنے آدمیون کو بلواؤ اور آپکا یہ فرمانا تھا کہ سبکے پانون مثل ستون کی اُسجگہ قائم ہوگئے
ہرچند چاہتے تھے کہ آگے جاوین مگر قدم نہ اُٹھتا تھا جبتک مجلس برخاست ہوئی حضرت
خواجہ نے فرمایا کہ آؤ اب سماع درد ہوجاؤ بیٹھے تھوڑی دیر تک راگ کی لذت اٹھاؤ تو تمپر
کر واس سخن نے ایسا اثر کیا کہ سبکو گریہ ہوا اور وجد مین آگئے جب ہوش ہوا حضرت
کے قدمون پر سر رکھا اور تقصیر بخشوایا اور کہا کہ ہم ہرگز راگ کی لذت سے آگاہ نتھے اور
بر سر غلطی تھے یہ تو بڑی نعمت ہے اور کون کہتا ہے کہ یہ حرام ہے یہ بیشک حلال ہے اور توبہ کی
اور پشیمان ہوئے لیکن بیان تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچ گیا تھا اب پشیمانی سے کیا ہوتا
تھا حضرت خواجہ نے فرمایا کہ تمنے ابھی راگ کا راز کہان پایا ہے اگر تھوڑا ابھی بیان کردن تو

تمام خلق راگ سننے لگے اور عاشق راگ کی ہو جاوے اب جاؤ وہ دونون رخصت ہو کر اپنے
اپنے مکانون کو گئے اور بادشاہ سے سارا ماجرا بیان کیا بادشاہ بہت خفا ہوا اور کہا کہ ہمنے پہلے ہی
کہا تھا کہ تم اس امر کے درپے نہو ورنہ پشیمانی اُٹھاؤگے آخر وہی درپیش آیا اب جاؤ کبھی ہمارے
روبرو نہ آنا اور عہدہ سے دونون کو برخاست کیا وہان سے یہ دونون پشیمان ہو کر
اپنے مکان آئے اور تھوڑی دیر کے بعد راہی ملک عدم ہوئے نقل ہے کہ ایک
شخص رئیس نامی نے خواب مین دیکھا کہ ایک قبر ہے اور اُسمین سے ایک شخص آتا جاتا ہے
اسنے دریافت کیا کہ اس قبر مین کون ہے اور تم کون ہو انہون نے کہا کہ اس قبر مین حضرت
رسالت پناہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہین اور مین مسعود خادم حضرت
کا ہون رئیس نے کہا کہ میرا آداب بھی حضور سے عرض کرو مسعود اندر گیا اور تھوڑی دیر مین
باہر آیا اور رئیس سے کہا کہ حضور ارشاد فرماتے ہین کہ تو ابھی ہماری ملازمت کی لیاقت نہین
رکھتا ہے پہلے قابلیت پیدا کر پھر آنے کا ارادہ کرنا اور ہماری طرف سے قطب الدین
بختیار کاکی کو سلام پہونچا اور یہ کہہ کہ تو ہر روز ہمیں تحفہ بھیجا کرتا تھا اب تین دن سے وہ تحفہ نہین
بھیجا اسکا مانع کیا ہے رئیس جب بیدار ہوا تو حضرت کی خدمت مین آیا اور یہ پیام پہونچایا
بمجرد سننے اس حال کے حضرت خواجہ اُٹھے اور دو رکعت نماز ادا کی اور درود شریف پڑھا
اور تھوڑی دیر تک مراقبہ مین رہے اور سبب اسکا یہ تھا کہ آپنے نکاح ایک عورت سے کم
سنی سے کیا تھا اسکے جھگڑے کے سبب سے فرصت نہوئی تھی کہ درود معمولی پڑھتے کہ ہر روز
کہ ہر روز ایکہزار مرتبہ پڑھتے تھے آخر اس عورت کو طلاق دی نقل ہے کہ حضرت
سلطان المشائخ سلطان نظام الدین اولیا ہر روز غیاث پور سے واسطے زیارت کے
جایا کرتے ایک روز دلمین کہا کہ دیکھون میرے جانے کی آپ کو خبر ہوتی ہے یا نہین جب
مزار اقدس پر پہونچے دیکھا تو آپ مزار پر تشریف رکھتے ہین اور یہ شعر زبان مبارک پر
جاری ہے شعر مرا زندہ پندار چون خویشتن + من آیم بجان گر تو آئی بہ تن + نقل ہے کہ

ایک روز اختیار الدین کچھ زر نقد آپکے نذرانہ کے واسطے لایا آپنے قبول نفرمایا وہ بجز و انکساری کرنے لگا آپنے بوریہ کو اُٹھا کر کہا دیکھ اختیار الدین نے جو دیکھا تو اسکو ایک دریا زر و جواہر بوریہ کے نیچے نظر آیا کہ رواں ہے آپنے فرمایا کہ خداوند تعالی نے اپنے دوستوں کے واسطے خزانے تصرف میں کئے ہیں نقل ہے کہ جب حضرت خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں تشریف لائے تو آپ پیشوائی کو گئے اور حضرت اپنے مسکن پر لائے جملہ خلفا کو ملاحظہ کیمیا اثر میں پیش کیا ہر ایک کو موافق انکی استعداد کے فیض حاصل ہوا اور جملہ مشائخ دہلی آپ کی قدمبوسی کیواسطے تشریف لائے مگر نجم الدین صغرا نہ آئے خواجہ صاحب خود انکے ملنے کے واسطے تشریف لیگئے دریافت کیا کہ آپ کیوں نہیں آئے انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنا خلیفہ دہلی چھوڑا ہے تمام شہر کا ہجوم انکے دروازہ پر رہتا ہے کوئی شخص میرے پاس نہیں آتا فتوح میری بند ہے اور نان شبینہ سے بھی میں تنگ ہوں یہ بات حضرت کو ناپسند آئی اور آپ نے خواجہ قطب الدین سے فرمایا کہ بابا مردمان دہلی نقش قدم تیرے کو بجان عزیز رکھتے ہیں اب تو دہلی میں سکونت اختیار کر آخر پیر و مرشد کو رخصت کر کے آپنے ایک روز اپنے اصحابوں سے فرمایا کہ جب تک درویش بیگانہ نہو تمام اوقات اُسکے بیکار ہیں اور جب تک آلائش دنیا سے پاک نہو ہرگز مقام قرب کو نہ پہونچے کیونکہ راہ سلوک درویشی کی اور ہے اور دنیا داری اور خواہ درویشی اختیار کرے خواہ دنیا داری اور جو کوئی کہ دعوی عاشقی کرے اور کسی بلا کے آنے سے مضطرب ہو اور فریاد کرے عاشق نہیں ہے بلکہ فاسق ہے اسواسطے کہ دوستی کے یہ معنی ہیں کہ جو بلا آئے اُسکو منجانب دوست تصور کرے اور راضی برضا رہے بلکہ شکرانہ ادا کرے کہ دوست کو ہمارا خیال ہے کہ اس بہانہ سے ہمکو یاد کیا اور فرمایا کہ خواجہ پیر و مرشد ایکدن فرماتے تھے کہ جو کوئی دعوی محبت کرے وہ بصد آرزو خواہان بلا ہو کیونکہ اسکی رضا ہے اور فرمایا کہ جو کچھ عقل

مین نہ آوے کرامت ہی اور فرمایا کہ تین ۳ برس وہ تھے کہ جب تک بار نہ تھا اور جب تک
دونون ہاتھون سے دروازہ نہ کھولتا نہ کھلتا تھا اور قدم نہ اوٹھاتا تھا منزل حضرت
کو نہ پہونچتا تھا یعنی جب تک اپنی سعی سے راہ نچلا مقام قرب تک نہ پہونچا نقل ہی کہ بعد
مدت مدید کے حضرت قطب المشائخ ہدین کو شوق قدمبوسی پیر و مرشد ہوا عریضہ متضمن
حاضری خود خدمت سراپا برکت مین بھیجا حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین
چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ بندہ کو بھی اشتیاق ملاقات اوس برخوردار کا کمال ہی جلد
تشریف لاؤ کہ ملاقات آخری ہی آپ بعد طی منازل اجمیر شریف مین پہونچے اور
قدمبوسی سے مشرف ہوئے حضرت خواجہ نے ارشاد فرمایا کہ بابا دوست خدا
علامتین تین ۳ ہین اول خوف دوم رضا سوم محبت خوف ترک گناہ ہی کہ عذاب آتش جہنم سے
نجات پاوے اور رضا اندر ضمن محبت حق کے ہی کہ بجز حق کے دوسرے کی گنجایش دل مین
نہو اور نامہ نگار صفحہ جاودانی نے نقش کل شی ہالک الا وجہہ بہشت لوح ازل کیا ہی اسواسطے
سبکو عالم فنا سے طرف دار البقا کے جانا ضرور ہے اور یہ سفر سب کے واسطے درپیش ہے
منجملہ ہر خواہ درویش اس زمانہ مین درمیان میرے اور درمیان دوستان میرے
کے مفارقت ہونے والی ہی اور اس اجمیر مین دفن ہونگا بس شیخ علی سجزی کو فرمایا
کہ مین نے خلافت و سجادہ قطب الدین کو دیا چنانچہ کلاہ و دستار مبارک اپنے ہاتھ سے
آپکے سر پر رکھی اور عصا حضرت عثمان ہارونی و مصحف و مصلا و خرقہ عنایت فرمایا اور کہا
اور سکہ امانت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی اور پیران عظام مین درجہ
بدرجہ چلی آتی ہی حق اوسکا ادا کرنا جس طرح مجکو پہونچا تھا تیرے حوالہ کیا اب اے فرزند
تو اس امانت کا حق اچھی طرح ادا کرتا کہ کل کو روبرو سے پیران عظام شرمندگی نہو اور
فرمایا کہ اے فرزند عارف مانند آفتاب کے ہین کہ عالم پر روشن ہین اور اہل محبت کا جو مرتبہ
ہی وہ ملایک کا نہین ہی اور چار چیز آدمی کو قید نفس سے رہا کرتی ہین اول یہ کہ درویشی سے

اپنے کو تونگر کرے دوسرے گرسنگی سے میری حاصل کرے تیسرے غم و بلا مین خوش رہے اور چوتھے
جو کوئی اسکے ساتھ بدی کرے اسکو نیکی کرنا چاہیے جب یہ بات تمام ہوئی خواجہ قطب الدین نے
سر اوپر پانوٴن حضرت کے رکھا نیچے ہاتھ سر پر رکھا اور فرمایا کہ بابا مین نے تجکو سپرد بخدا
کیا اور منزل قرب کو پہونچایا جہان تو رہے ساتھ خدا کے رہیو اور مجرد رہیو اور جہان ایسے
مرد راہ کار ہے تو اور خدا کی عنایت رہے تو فاتحہ پڑھکر چشم پر آب ہوکے اور دہلی کو رخصت کیا
بعد چند روز کے آپ دہلی مین تشریف لائے بعد آنے حضرت کے خواجہ دوجہان نے
رحلت فرمائی آپ اس خبر کو سنکر بہت روئے اور فاتحہ پڑھی اور فرمایا کہ دوستان خدا کو
موت نہین آتی ہی وہ ہمیشہ زندہ رہتے ہین لیکن چشم خلائق سے پوشیدہ ہوجاتے ہین نقل ہی
کہ آپکے بائیس خلیفہ تھی شیخ فرید الدین شکر گنج شیخ بدر الدین غزنوی شیخ برہان الدین بلخی
شیخ ضیاء الدین رومی و سلطان شمس الدین بادشاہ اولیا و بابا بحری بحر دریا مولانا فخر الدین
حلوائی خواجہ میر شیخ سعد الدین خلیفہ شیخ محمود بہاری مولانا محمد حاجری سلطان نصیر الدین
نمازی قاضی حمید الدین ناگوری مولانا برہان الدین حلوائی شیخ محمد شیخ حسین شیخ احمد
شیخ نبی شیخ فیروز شیخ بدر الدین موے تاب شاہ خضر قلندر شیخ نجم الدین قلندر
رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نقل ہی کہ ایک روز آپ سوار ہوئے جاتے تھے جب فصل اس
زمین سے پہونچے کہ جہان آپکا مزار مقدس ہی فرمایا کہ مجکو اس زمین سے بوی محبت
آتی ہی چنانچہ اس مالک سے وہ قطعہ زمین خرید کر لیا اور اسکو جا مرقد بنایا نقل ہی
کہ ایک روز مجلس راگ کی گرم تھی قوالون نے یہ شعر پڑھا شعر عاشق رو بیت کجا بند
بلبل + بستہ موبیت کجا ماند خلاص + اور آپ کو اس شعر پر وجد آرہا تھا کہ اسمین
صلاح الدین و کریم الدین قوالون نے یہ غزل شروع کی اسپر عجب حال طاری ہوا غزل یہ ہی
غزل کشتگان خنجر تسلیم را + ہر زمان از غیب جان دیگر است + حضرت خواجہ کا اس شعر
پر عجب حال تھا کہ جب وہ اول مصرعہ کہتا تھا تو آپ مثل مردہ بیہوش ہوجاتے تھے

اور جب وہ مصرعہ ثانی پڑھتا تھا تو آپ کو حرکت ہوتی تھی گویا آپکے قالب مین جان آجاتی تھی
ہر بار یہ کیفیت حائل تھی اور تین روز تک یہی وجد کی صورت رہی نماز کے وقت نماز
پڑھتے اور پھر وجد مین آجاتے تیسرے روز آپکے ہر بن مو سے اسم اللہ کی تسبیح جاری
تھی اور جو خون بن مو سے ٹپکتا تھا اسکا نقش اسم سبحان اللہ کا بن جاتا تھا اور آسکی
آواز سبحان کی پیدا ہوتی تھی اور اس مدت مین کسی وقت کی نماز ترک
نہوئی آخر وقت چاشت کا ہوا چودھوین ماہ ربیع الاول ۶۳۵ھ ہجری کو بشارت
قوالون کو ہوئی کہ اب اس شعر کو تمام کرو آخر انھون نے موقوف کیا آپنے اس جہان فانی
سے طرف ملک بقا کے رحلت فرمائی تمام عالم مین شور و غوغا ہوا آخر جنازہ تیار ہوا
مولانا ابو سعید نے کہا کہ حضرت خواجہ کا یہ حکم تھا کہ میرے جنازہ کی وہ شخص نماز پڑھا وے کہ
جسنے غیر عورت پر کمربند نہ کھولا ہو اور سنت نماز عصر اور تکبیر اولے کا قضا نہ کیا ہو
سلطان شمس الدین انار اللہ برہانہ دیر تک خاموش ہو اور ہر طرف دیکھا کسی نے اقرار نکیا
آخر سلطان نے امامت کی اور کہا کہ بھائیو اس بندۂ گنہگار نے آج تک کمربند عورت غیر
پر نہین کھولا ہی اور تکبیر اولے اور سنت عصر قضا نہین کی ہی سب نے تحسین کی اور سلطان نے
کہا کہ مین نہین چاہتا تھا کہ میرے راز کا افشا ہو لیکن جو مرضی حضرت خواجہ کی یہی تھی
مجبور مین نے اپنا حال ظاہر کیا پس جنازہ کو ایک جانب سے بادشاہ نے اور تین
طرف سے اولیا اللہ نے اٹھایا اور جائے مقررہ مین مدفون کیا اس فقیر نے تاریخ
اس قطب الاقطاب کی آہ خواجہ بود الامام ربانی سے دریافت کی انا للہ وانا الیہ راجعون

بیان حضرت خواجہ فرید الدین شکر گنج مسعود بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ فرید الدین شکر گنج مرید اور خلیفہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی
اوشی قدس سرہ السامی کے ہین اور خاندان پاک چشت مین اس رتبہ کا فقیر دوسرا
نہین ہوا آفتاب چشت کہنا چاہیے اور اپنے عہد مین آپ سلطان حقیقت اور برہان

معرفت تھے اور کسی وقت یاد الہی سے خالی نرہتے تھے اور کرامت بمقدر کہ آپکی ذات
والا صفات سے ظاہر ہوئی ہی کسی بزرگ سے اسقدر نہین ہوئی ہزار ون طالب کو وصل
بخدا کیا چنانچہ ستر ہزار خلیفہ آپکے مشہور ہین اور ہرایک قطب وقت تھا اور آپ ہمیشہ
صائم الدہر اور قایم اللیل تھے فقر و تجرد آپ کا طریقہ خاص تھا اور جو کچھ ملتے مین تھی
یکتا اول محتاج اور غربا کو کھلاتے اسکے بعد آپ نوش فرماتے اور ایک پارہ نان جوین سے
افطار کرتے اور علوم ظاہری اور باطنی مین کمال رکھتے تھے آپکا حال کرامت تمام عالم مین
اشتہار رکھتا ہی حاجت اظہار نہین اسواسطے کچھ کچھ بطرز اختصار درج رسالہ ہذا کیا جاتا
ہی ورنہ ایک دفتر درکار ہوتا اور اکثر کرامتین آپکی ابتک موجود ہین چنانچہ دروازہ بہشتی
کہ قیامت تک جو کوئی اسمین سے نکل جاویگا اوسپر آتش دوزخ حرام ہی مثل اوسکی بہت
شہرت آپکے حالات کی ہی عمر آپکی پچانوے برس کی ہوئی اول مسعود نام تھا اور بیکصد
دیگر نام آپکے جو واسطے روا ہر حاجت کے اسم اعظم کا خواص رکھتے ہین یہ ہین اور شیخ
نجیب الدین متوکل برادر حقیقی آپکے جو دہلی کہنہ مین آسودہ ہین فرماتے ہین کہ اسماے
گرامی کو وقت حاجت جو کوئی گیارہ بار پڑھے اللہ تعالی اوسکی حاجت روا کرے وہ نام
یہ ہین قطب الموحدین شیخ فرید خواجہ فرید مخدوم فرید بابا فرید مولانا فرید شاہ فرید
حاجی فرید درویش فرید مسکین فرید عاجز فرید فقیر فرید غریب فرید موحد فرید محمود فرید
مسعود فرید مقصود فرید قاصد فرید مقصد فرید چشتی فرید حمید فرید اجودھنی فرید حامد
فرید محمد فرید کامل فرید مکمل فرید خادم فرید متوکل فرید سالک فرید سالم فرید
زاہد فرید عابد فرید عالم فرید صادق فرید صابر فرید شاکر فرید امام فرید مجتہد فرید
متدین فرید متقی فرید حبیب فرید محب فرید مرشد فرید حق فرید وکیل فرید خالص فرید مخلص
فرید عاشق فرید عارف فرید معظم فرید مہدی فرید ولی فرید سخی فرید قطب فرید غوث فرید
شیخ فرید سیاح فرید جہانگشت فرید کبیر فرید شکر گنج فرید شکربار فرید فرید الحق فرید

حبیب فرید عزیز فرید مقبول فرید صوفی فرید صاحب فرید محقق فرید حق فرید مہر فرید فخر فرید سلطان فرید برہان فرید واصل فرید واصل فرید دم فرید قدم فرید اول فرید آخر فرید ظاہر فرید باطن فرید جل فرید تحمل فرید قمر فرید بحر فرید غیث فرید نور اللہ فرید نظر اللہ فرید وصل اللہ فرید فیض اللہ فرید حفیظ اللہ فرید لقطۃ اللہ فرید آل اللہ فرید آیۃ اللہ فرید نصر اللہ فرید عزیز اللہ فرید روح اللہ فرید عبد اللہ فرید محیط اللہ فرید قطب الاقطاب فرید مشکل کشا فرید قاضی الحاجات فرید الٰہی بحرمت این نامہا حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کے مجکو اور جمیع معتقدان و مریدان کو ساتھ مطلوب دل اور مقصد جانی کے فائز کر آمین آمین اور منجملہ ان اسمائے گرامی کے پانچ نام ہیں کہ بارہا تجربہ میں آئے ہیں جس مقصد کے واسطے کوئی پڑھے فوراً وہ کام ہو جاوے اور چالیس روز تک اکتالیس اکتالیس بار پڑھے وہ نام یہ ہیں شیخ فرید مولانا فرید خواجہ فرید حاجی فرید درویش فرید اور سوا انکے اور بھی نو دنو نام ہیں بسبب طوالت کے انھیں پہ اکتفا کیا نقل ہے کہ نسب آپکا حضرت عمر فاروق خلیفہ دوم سے ملتا ہے اور آپ شاہ فرخ کابلی کی اولاد سے ہیں جس وقت تباہی کابل کی چنگیز خان نے کی تھی اور آپ کے باپ کے جد بزرگوار شہید ہوئے تھے تو آپ کی جد مع تین صاحبزادوں کے لاہور میں تشریف لائے پھر وہاں سے موضع کھتی وال کہ مضافات ملتان سے ہے اسمیں سکونت اختیار کی وہاں بفضلہ تعالیٰ واقع ۵۶۹ھ ہجری کو مولود مبارک حضرت سے زمین و آسمان روشن ہوا ورتھا نخانہ بطون سے جلوہ افروز عالم شہود ہوئے آپکے والدین کو نہایت خوشی ہوئی اور مسعود نام رکھا اور آپکے والد خواہرزادہ سلطان محمود غزنوی کے اور والدہ شریفہ حضرت کی بی بی مریم خاتون نہایت عابدہ اور صالحہ تھیں اور دختر مولانا وجیہ الدین خجندی کی تھیں صاحب کرامت تھیں چنانچہ ایک مرتبہ آپکی والدہ کے یہاں شب کو چور آیا فوراً اندھا ہو گیا صبح کو مع زن و فرزند کے حاضر ہوا اور بی بی صاحبہ کے روبرو الحاح و زاری کی اور مسلمان ہوا اسوقت

آپنے لب مبارک اُسکی آنکھون مین لگایا بینا ہوگیا اُس مرید عہدنے اُسکا عبد اللہ نام رکھا اور
آخر کو اولیائے کبار سے ہوا نقل ہی کہ ایک روز حالت حمل مین آپکی والدہ کی طبیعت
طرف کنار کے مائل ہوئی ہمسایہ خانہ مین ایک درخت تھا اُسمین سے دو چار بیر توڑے آپنے شکم مین
ایسی اضطرابی کی آنتون نسے بیر نہ کھائی آخر پھینکدیے جب آپ جوان ہوئے تو آپکی والدہ نے
ایک روز از راہ مذاق فرمایا کہ اے فرزند تم نے کوئی شی مشکوک حالت حمل مین نہین کھائی
اسواسطے عظمت بڑی ہوئی آپنے فرمایا کہ آپ تو کھاتین مگر مین کب کھانے دیتا اور بیر کا
سب ماجرا بیان کیا آپ کی والدہ صاحبہ نہایت حیران ہوئین نقل ہی کہ آپ ایام طفلی
مین مدرسہ ملتان مین پڑھتے تھے ایک روز آپکی بغل مین کتاب نافع تھی مدرسہ کو
جاتے تھے رستہ مین حضرت قطب الدین بختیار کاکی سے دو چار ہوئے خواجہ صاحب
نے فرمایا کہ اے لڑکے کیا کتاب ہے آپنے کہا کہ نافع ہی خواجہ صاحب نے فرمایا کہ تجکو نافع کیا نفع
دیگی اس کلام کے سنتے ہی آپکو جوش آیا اور خدمت خواجہ مین گرے اور قدم مبارک پر سر ڈالدیا
اور نہایت اعتقاد سے مرید ہوئے حضرت خواجہ نے اُسوقت یہ رباعی پڑھی رباعی مقبول
تو جز مقبل جاوید نشد + و از لطف تو ہیچ بندہ نومید نشد + لطف بکدام ذرہ پیوست دمی
کان ذرہ بہ از ہزار خورشید نشد + نقل ہی کہ جب حضرت خواجہ دہلی مین تشریف لائے تو
کچھ دور تک آپکے ہمراہ حضرت شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ آئے حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ
بابا فرید کچھ روز تحصیل علوم ظاہری کرو پھر ہمارے پاس آنا آخر آپ وہانسے رخصت ہوکر
تحصیل علم مین مصروف ہوئے اور پانچ برس کے بعد تحصیل سے فارغ ہوکر پھر خدمت
خواجہ صاحب مین حاضر ہوئے حضرت خواجہ نے ایک حجرہ علیحدہ آپکے واسطے رہنے کو دیا
آپ اُسمین رات دن مجاہدہ اور ریاضت کرتے اور بعد پنجشنبہ کے حضرت خواجہ بھی آپکے
پاس جاتے اور تعلیم فرماتے پھر جب خواجہ صاحب نے طی کے روزونکا حکم دیا چنانچہ کبھی چار
کبھی پانچ روز مین روزہ افطار فرماتے ایکمرتبہ ایک شخص کچھ نان آپکے پاس لایا

آپ نے وقت افطار نان وسکو نوش کیا تھوڑی دیر میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک زاغ منھ میں مردار لیے
شاخ درخت پر بیٹھا ہے آپ کو دیکھتے ہی استفراغ ہوا تھوڑی دیر میں حضرت خواجہ تشریف
لائے آپنے یہ ماجرا بیان کیا خواجہ صاحب نے فرمایا کہ فرید اللہ تعالی نے تیرے حال پر بہت رحم
کیا کہ نان حرام کو تیرے شکم سے نکالیا اب جو کچھ غیب سے ملے بے غیب کھا پھر چھ روز تک آپ نے
طے کیا اور کچھ نہ کھایا ایک رات کو نہایت گرسنگی سے بیطاقتی ہوئی آپ زمین پر ہاتھ پاؤں مارنے
لگے کچھ سنگریزے ہاتھ میں آئے آپنے انکو منھ میں رکھ لیا سب شکر ریزہ ہوگئے چنانچہ اسی سبب
آپ کو شکر گنج کہتے ہیں اور دوسری روایت حضرت کے خطاب گنج شکر کی یہ ہے کہ ملفوظات
میں نقل ہے کہ ایک روز آپ کسی مقام پر سر راہ بیٹھے تھے اور ایک سوداگر کچھ شکر بھر کر لیے
جاتا تھا آپنے دریافت کیا کہ اسمیں کیا ہے اس نے جواب دیا کہ اسمیں نمک ہے آپنے فرمایا
کہ نمک ہی ہوگا جب اسکو اپنے مقام پر پہنچا کر کھولا تو تمام نمک تھا آخر سوداگر حضرت کے
قدموں پر گرا اور خطا معاف کرائی پھر شکر ہوئی تیسری نقل یہ ہے کہ جب آپ حجرہ سے باہر تشریف
لائے آپ کا پاؤں بے اختیار حرکت میں آیا گر پڑے ایک ڈھیلا مٹی کا آپکے دہن مبارک
میں گرا تمام شکر ہوگیا چوتھے یہ کہ ایام خردسالی میں آپکی والدہ زیر مصلی ریزے شکر کے
رکھکر آپ کو نماز پڑھاتیں جب آپ فارغ ہو جاتے تب آپکی والدہ وہ ریزہ شکر دیتیں
ایک مرتبہ آپکی والدہ شکر ریزہ رکھنا بھول گئیں آپ نے حسب عادت قدیم نماز
پڑھکر گوشہ مصلے کا جو اٹھایا تو شکر ریزہ موجود پائے آپکی والدہ نے یہ حال دیکھکر فرمایا
کہ میرا بیٹا بڑا ولی ہوگا نقل ہے کہ ایکبار آپ صحرا میں ریاضت کرتے تھے اور برگ درختان سے
افطار کرتے تھے ایکدن تشنگی غالب ہوئی آپ ایک چاہ پر پہونچے منتظر رسن و دلو
کے رہے تھوڑی دیر میں آہو آئے اور انھوں نے کنوئیں میں جھانکا فوراً وہیں پانی
اوپر آگیا آہو پی کر چلے گئے آپ نے جناب باری میں عرض کی کہ پروردگارا عالم سے
کیا قصور ہوا تھا کہ آہو کے برابر مرتبہ نہ ہوا حکم ہوا کہ فرید الدین تیرا انتظار رسن و دلو پر تھا اور

محض ہم پر پھر آپنے چالیس روز تک نفس کو پانی نہ دیا چالیسویں روز غلبہ پیاس کا ہوا تو آپنے
بجای پانی کے خاک منھ میں ڈالی سب شکر ہو گئی اسوقت ندا ہوئی کہ فرید الدین ہم نے تجکو خطاب
گنج شکر دیا نقل ہی کہ جب حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم معراج کو تشریف لیگئے
تو جناب باری سے ایک طبق شکر کا آپکے روبرو آیا اور حکم ہوا کہ تیری امت میں ایک عارف
گنج شکر ہوگا یہ شکر اُسکے خزانہ سے ہے نوش کرو اور یاروں کو دو چنانچہ آپنے صحابہ کو عنایت
کی نقل ہی کہ جب حضرت قطب المقربین حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی رحمۃ اللہ
علیہ دہلی میں تشریف لائے تو خواجہ قطب الدین سے فرمایا کہ بابا قطب الدین تو اپنے خلفاؤن
کو لا چنانچہ آپنے سب کو پیش کیا حضرت خواجہ نے انکے حق میں دعا فرمائی اور پھر کہا
کہ بابا کوئی اور بھی باقی ہی انھون نے عرض کیا کہ مسعود نامی فقیر چلہ میں ہی وہ باقی ہی حضرت
خواجہ اور یہ دونوں حجرہ میں گئے کواڑ کھولکر دیکھا تو حضرت میں بہ سبب ضعف کے مطلق
طاقت نہ تھی کہ کھڑے ہو کر تعظیم دین آبدیدہ ہوئے اور زمین پر سر رکھا حضرت خواجہ کو
اُن پر رحم آیا اور فرمایا کہ بابا کب تک اس بیچارہ کو اس ریاضت میں رکھیگا آؤ ہم اور تم
دونوں اسکے حق میں دعا کرین چنانچہ دست راست تو خواجہ معین الدین نے اور بازوے
چپ خواجہ قطب الدین نے پکڑا اور کھڑا کیا اور عرض کیا کہ الٰہی فرید کو قبول کر اور بندگان
خاص سے اسکو فرما آواز آئی کہ فرید ہم نے قبول کیا اور فرید فرید دہر ہوگا اس آواز
سے حال حضرت پر طاری ہوا پھر حضرت خواجگان نے اسم اعظم کہ سینہ بسینہ پیران عظام سے
چلا آتا تھا انکو بتلایا تمام علم لدنی طرفۃ العین میں منکشف ہوا اور درمیان خدا کے اور
اونکے کچھ حجاب باقی نرہا پھر خواجہ نے دستار خلافت عنایت کی اور مسند دی اُس وقت
مثل قاضی حمید الدین ناگوری و مولانا علی کرمانی و ترک خواجہ محمود کے بہت اولیاء اللہ
صاحب کشف و کرامت وہاں موجود تھے اسوقت ایک شیخ نے یہ شعر پڑھا شعر گنج شکر
کونین از تحسین شد + یافتہ شاہی زشاہان جہان + نقل ہی کہ ایک مرتبہ آپ

بہ نسبت سے چہل قدمی کرنے لگے اور عصا ہاتھ مین لے لیا تھوڑی دیر مین پھینک دیا حضرت
نظام الدین اولیا حاضر تھے عرض کیا کہ حضور نے عصا کیون پھینک دیا فرمایا کہ اسوقت
عتاب ہوا کہ ہمارے سوا دوسری شی پر تکیہ کیا نقل ہے کہ جب حضرت خواجہ نے آپکو رخصت سفر
کی دی تو فرمایا کہ بابا فرید مین جانتا ہون کہ تو میرے وقت آخر پر نہ آئیگا اور روز سوم آئیگا
اپنی امانت قاضی حمید الدین سے لے لینا اور آبدیدہ ہوکر رخصت کیا وہان سے ہانسی مین آئے
ایک روز شب کو خواب مین دیکھا کہ حضرت خواجہ بلاتے ہین آپ اسیوقت روانہ دہلی کو
ہوئے یہان جو آکر دیکھا تو حضرت کا سوم تھا بہت روئے اور مزار اقدس پر جاکر شور و گریہ کیا
آخر قاضی حمید الدین نے وہ خرقہ جو خواجہ نے عنایت کیا تھا آپکو حوالہ کیا آپ وہان سے پھر طرف
ہانسی کے روانہ ہوئے ہر چند لوگون نے الحاح وزاری کی کہ آپ یہان رہین آپکو مفارقت
اپنے پیر کی سخت گذری تھی وہان رہے اور ہانسی مین چند روز قیام کیا جب ازدحام خلق کا
زیادہ ہوا تو وہان سے بھی گھبرا کر طرف اجودھن کے گئے اور وہ گانون ویران تھا وہ
جگہ خوش آئی وہان بھی حکام اس ملک کے معتقد ہوئے آخر وہان سے بھی کوچ کرنیکا ارادہ
کیا کہ حضرت خواجہ سے بشارت ہوئی کہ یہین رہو چنانچہ وہان رہنے لگے ایک روز سلطان
غیاث الدین قدمبوسی کو حاضر ہوا آپکو ازدحام خلائق سے تکدر خاطر ہوا اسوقت الہام
ہوا کہ فرید ہماری مخلوق سے اسقدر نفرت کرتا ہے پھر کبھی آپنے ایسا کام نکیا نقل ہے کہ
جب آپ اجودھن مین تشریف لے گئے اول ایک درخت کے تلے قیام کیا اور آپکے ہمراہ
چند درویش تھے ایک روز ایک عورت سر پر لوٹہ دودھ کا بھرا ہوا لیے جاتی تھی آپنے فرمایا
کہ مائی اسمین کیا ہے اور کہان لیے جاتی ہے اسنے کہا کہ میان حسب منشا لیا کون یہان ایک جوگی ہے
وہ بڑا جادوگر ہے اسنے ہمپر یہ ظلم کر رکھا ہے کہ باری سے روز سبکے یہان سے دودھ منگاتا
ہے اگر کوئی عذر کرے تو گائے بیمار ہوکر مر جاتی ہے یا تمام دودھ خون ہوجاتا ہے اس عذاب مین
ہم لوگ مبتلا ہین اب مجکو جانے دیجئے ورنہ دیر ہوگی تو نہ معلوم ظالم کس بلا کو مقرر کریگا آپنے اسکی

فرمایا کہ دو دیوان درویشون کو بلا دی اُسنے تعمیل حکم کی تھوڑی دیر مین ایک شاگرد اُس
جوگی کا آیا اور اُس عورت کو وہان بیٹھے دیکھکر بہت برا بھلا کہنا شروع کیا حضرت نے
فرمایا کہ خاموش اے احمق بیٹھ ایکطرف کو بموجب فرمانے کے فوراً اُسکی زبان بند ہوئی اور
پانوٗن بند ہو گئے تھوڑی دیر مین دوسرا شاگرد اُس جوگی کا آیا اُسنے بھی ایسا ہی کچھ بکنا
شروع کیا اُسکی نسبت بھی حضرت نے وہ ہی فرمایا آخر وہ بھی مقید غیبی ہوکر بیٹھ گیا اسیطرح
کئی شاگرد اُسکے آئے اور یون ہی مقید ہوکر بیٹھ بیٹھ گئے آخر وہ جوگی آیا اور شاگردونکو
مقید دیکھکر بہت غصہ کیا اور جادو کے زور سے چاہتا تھا کہ شاگردون تخلصی دے لیکن
جو کچھ اُسکو یاد تھا وہ حضرت کی برکت سے فراموش ہوگیا آخر یہ سمجھا کہ یہان جادو
کام نکریگا حضرت سے عفو تقصیر چاہا آپ نے فرمایا کہ اس شہر سے نکلجا اور تیرے شاگردون
کو امان ہوگی کہ تو اس ملک سے چلا جا اُسنے قبول کیا اور کہا کہ حکم ہو تو اپنا اسباب نکال
سے لے اون آپنے فرمایا کہ تیرے جانے کی اجازت نہین ہے یہان اپنے شاگرد کو بھیجکر منگالے چنانچہ
اُسنے اپنے شاگرد کو بھیجا اور اسباب منگا کر شاگردونکو ساتھ لیکر کسی جانب چلا گیا آپ اُس عورت
کے تلوے اوٹھکر اُس مکان مین تشریف لائے اور فرمایا کہ فقیر کے مکان مین فقیر ہی کو رہنا چاہیے
نقل ہے کہ شہر دیپالپور مین کہ قریب اجودھن کے ہے ایک جوگی رہتا تھا اُسنے اپنے دلمین
اقرار کیا تھا کہ میرے کانون کے مندرے جس درویش کی زیارت سے خود بخود گر جاوینگے اُسکو
اپنا رہبر جانونگا ایک روز آپکا گذر اُسطرف ہوا اُسوقت جوگی کی نگاہ آپ پر پڑی وہ دونون
مندرے کانون سے گر گئے وہ جوگی دلمین سمجھا کہ وہ درویش یہ ہی ہے کہ جسکے لیئے مین کہا کرتا تھا
پھر دلمین کہنے لگا کہ اگر یہ درویش دونون مندرون کو اپنے ہاتھ سے زمین مین گاڑدے
اور اُنسے دو درخت پیدا ہون تو مین جانون کہ اس سے بڑھکر کوئی صاحب کرامت نہین ہے
آپکو یہ حال اُسکا منکشف ہوا دونون مندرون کو اپنے ہاتھ سے زمین مین گاڑ دیا
فوراً اُسیدم دو درخت پیدا ہوئے اور اُسمین پھل آگئے اور پھل بالکل مثل

مندرے گئے تھے چنانچہ مولف کتاب ہذا نے اب کہ چار سو برس گذری ہین بچشم خود دیکھا ہی
اور وہ درخت ابتک موجود ہین اور طواف گاہ عالم ہین پھر وہ جوگی مسلمان ہوا اور
چند روز مین رتبہ ولایت کو پہونچا نقل ہی کہ ایک روز آپ قصبہ نوشہرہ کو تشریف
لے گئے وہان مسواک کرتے تھے ایکدفعہ مسواک کو زمین مین گاڑ دیا فوراً ایک درخت
ہرا سکا ہوگیا جب وہان سے تشریف لائے تو وہ بھی پیچھے پیچھے چلا آپ نے کہا
کہ ٹھہر او درخت وہ نہ ٹھہرا پھر آپ نے فرمایا اسی طرح تین مرتبہ کہا چوتھی بار آپ نے اسکو
جڑ سے اوکھاڑ کر زمین پر پھینک دیا شاخ تو زمین پر اور جڑ اوپر ہوگئی وہ درخت
اسیطرح قائم ہوگیا کہ شاخ تو زمین پر ہی اور جڑ اوپر ہی اس درخت کی بھی مولف کتاب ہذا نے
بچشم خود زیارت کی ہی اور زیارت گاہ عالم و عالمیان ہی نقل ہی کہ ایک روز آپ نے
فرمایا کہ زکوۃ تین طرح پر ہی زکوۃ شریعت و زکوۃ طریقت و زکوۃ حقیقت پس زکوۃ شریعت
یہ ہی کہ چالیس درم مین سے پانچ درم خیرات کرے اور زکوۃ طریقت یہ ہی کہ چالیس درم مین سے
پانچ درم اپنے پاس رکھے اور باقی کل خیرات کرے اور زکوۃ حقیقت یہ ہی کہ کل چالیس
درم خیرات کرے تا سواے خدا اور رسول کے کچھ باقی نہ رہے اسواسطے کہ درویشی خود
فروشی اور بیہوشی کا نام ہی اور شیخ شہاب الدین سہروردی کو دیکھا کہ ہر روز دس ہزار
درم یا کم و بیش اونکے پاس فتوح کے آتے سب کو خدا کی راہ مین ایثار کرتے تھے شام کو
ایک فلوس اپنے پاس نہ رکھتے اور فرمایا کہ لکھا دیکھا ہے کہ ایک وقت مالک
دینار آگئے ایک درویش کے گئے دو روٹیان جو کی موجود تھین اور بے نمک
تھین مالک کے آگے لاکر رکھین مالک نے کہا کہ اگر نمک تھوڑا سا ہو تو لاؤ اوس
درویش کی دختر نے ایک کٹورا مسی کہ وہی گھر مین تھا نکالا اور بقال
کے یہان گرو رکھکر نمک لائی مالک نے کہا کہ کیا قناعت ہے دختر درویش نے جواب دیا
کہ اے مالک اگر قناعت ہوتی تو کٹورا گرو رکھنے کو نہ نکلتا اور ہم کو کئی برس گذرے ہین کہ

نمک کی صورت نہین دیکھی آج تیرے سبب سے نمک یکھا ہی اُسوقت حضرت شیخ بدر الدین داماد
مالک دینار پہونچے اور مالک سے سوال کیا کہ اسراف کیا ہی آپ نے فرمایا کہ جو کوئی صدقہ
بے نیت دیوے وہ اسراف ہے اور خداوند تعالی کے واسطے ندے وہ اسراف ہی اگر تمام
عالم خداوند تعالی کے واسطے دیوے و اسراف نہین ہے نقل ہی کہ ایک وقت ذکر
درویشی کا آیا حضرت بابا شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ درویشی پردہ پوشی کو کہتے ہین
اور فرمایا کہ درویش کو چیز چاہیے آول آنکھ کو کور کرے تو عیب خلائق کا ندیکھے دوسرے
کان کو کر کرے کہ تو کوئی ناشنیدنی نہ سنے تیسری زبان کو گنگ کری کہ سوائے ذکر خداوند
تعالی جل شانہ کے کچھ منھ سے نہ نکلے چوتھے دست و پا کو واسطے ماسوا اللہ کے حرکت
ندے کسی نے کہا ہی شعر چشم بند و لب ببند و گوش بند * گر نہ بینی سر حق بر ما بخند
اور کہا کہ جسمین یہ چار خصلتین ہون وہ درویش ہے ہر چند کہ لباس دنیاوی مین ہو
دگرنہ کاذب ہو اور درویش نہین ہی اور فرمایا کہ اصل اس طریق کی حضوری دل ہی اور
حضوری دل اُسوقت حاصل ہو کہ لقمہ حرام سے پرہیز کرے اور صحبت اہل دنیا سے متنفر
ہو اور فرمایا کہ اپنے گرم کام کو آدمیون کی سرد باتون پر چھوڑ دے اور فرمایا کہ روزنامہ دی
معراج سالکون کی ہی اور فرمایا کہ الآفۃ فی التدبیر والسلامۃ فی التسلیم اور ہمیشہ
آپ یہ کلمہ فرماتے اور بیہوش ہو جاتے وہ یہ ہی کہ جو آنکھ بغیر حق کی نظارہ کری اندھی
بہتر اور جو کان سوائے اُسکے ذکر کے سُنے کر بہتر ہے اور جو زبان سوائے ذکر حق سبحانہ کے
گویا ہو گنگ بہتر ہے اور جو جسم کہ اُسکی طلب مین تساہل کرے مردہ بہتر ہی اور فرمایا
کہ عقلمند آدمی وہ ہی کہ جو ماسوا اللہ کے جملہ کو ترک کرے اور ہمیشگی اُسکے واسطے ہی کہ جو
پہلے مرنے سے مر گیا اور غنی وہ ہی جو قانع ہی اور فقیر وہ کہ جسنے قناعت ترک کی اور
فرمایا کہ الفقیر بین العلماء کالبدر بین الکواکب السماء ایک روز کمال ذوق سے آپ سر بسجدہ
ہو کر کہنے لگے کہ الٰہی اگر تو مجکو دوزخ مین بھیجے تو اندیشہ نہین کرتا ہون بلکہ شوق سے

ایسی فریاد کرون کہ اہل دوزخ نالہ و فریاد سے باز رہیں نقل ہے کہ ایک روز ذکر سماع کا
ہوا آپنے فرمایا کہ سبحان اللہ ایک تو وہ ہے کہ جلکر خاکستر ہوگیا اور دوسرا ابھی اختلاف
ہی ہی مین ہے نقل ہے کہ جب حضرت بہاء الدین زکریا نے رحلت فرمائی آپ واسطے
تعزیت کے ملتان تشریف لیگئے اُنکے فرزند شیخ صدر الدین نے عرض کی کہ یا حضرت
دو سبب سے ہجوم خلائق کا یہان بہت رہتا ہے اور یہ اچھا نہین ہے اور وہ دو سبب
یہ ہین کہ چاہ خانقاہ کا رہٹ خودبخود چلتا ہے اور پانی حوض مین جاتا ہے دوسرے
یہ ہے کہ ہاتھ حضرت زکریا کا وقت زیارت خلائق کے قبر سے باہر نکلتا ہے اور یہ دونون
باتین درویشی کے خلاف ہین کہ اسمین اظہار کرامت ہے آپنے مراقبہ کیا اور ایک خادم سے
فرمایا کہ بر سر چاہ جاکر آواز بلند کہہ کہ اے دیو یہان سے چلا جا فرید الدین کا حکم ہے چنانچہ
ایسا ہی ہوا کہ وہ رہٹ کا چلنا موقوف ہوگیا دوسرے روز آپ مزار پر تشریف لیگئے
اور ایک لوٹہ مین پانی گرم کرا کر اپنے دست مبارک مین لیا جب ہاتھ حضرت زکریا
کا قبر سے نکلا آپنے پانی اسمین ڈالا وہ ہاتھ اندر چلا گیا پھر نکلا پھر پانی ڈالا اسیطرح تین
مرتبہ ہوا پھر نہین نکلا اور ابتک موقوف ہے شیخ صدر الدین نے دریافت کیا کہ حضرت
یہ کیا اسرار ہے آپ نے فرمایا کہ چاہ پر ایک دیو مرید حضرت زکریا کا تھا کہ وہ اس خدمت
مین مصروف تھا اب وہ چلا گیا اور وقت غسل کی ناف آنکی خشک رہگئی تھی اب جو پانی
ہم نے دیدیا وہ تر ہوگئی اور یہ بھی امر کم سے آنکی روح نے ظاہر کیا تھا نقل ہے کہ
ایک وقت شیخ اسلام شیخ بہاء الدین زکریا نے حضرت سے درخواست کی کہ شیخ
جمال ہانوی کہ ہمین عنایت کیجیے آپنے فرمایا کہ کوئی بھی اپنا جمال کسی کو دیتا ہے پھر بعد
چندے دوسرے وقت بھی درخواست کی پھر آپنے عذر کردیا آخر شیخ الاسلام شیخ جمال ہانوی
کے دل کو کشش کیا شیخ موصوف نے حضرت سے عرض کیا کہ یا حضرت اگر حکم ہو تو
بہاء الدین زکریا سے ملاقات کرون آپ خاموش ہوگئے پھر عرض کیا کہ اجازت ہو تیسری بار آپنے

فرمایا کہ جا اپنا منہ کالا کر یہ فرماتے ہی تمام نعمت انکی سلب ہوگئی اور منہ سیاہ ہوگیا اور
جنون سا ہوگیا آخر وہان سے چلے گئے اور صحرانوردی اختیار کی رات دن بےخور وخواب مجنونانہ
جنگل مین پھرتے اور نہایت حال ابتر ہوگیا اور آپنے اپنے اصحاب کو حکم دیا تھا کہ کوئی
شخص اسکی مجھسے سعی نکرے لوگ ہر چند چاہتے تھے کہ انکا قصور معاف کرائین الا خوف
سے عرض نکر سکتے تھے ایک روز عالم نامی سوداگر اس دشت مین گذرا اسکو شیخ جمال
کا حال دیکھکر کمال رحم آیا وہان سے حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا آپ اس سے محبت
کرتے تھے استفسار حال فرمایا اسنے اپنا ماجرا بیان کیا اور بعد کو شیخ جمال کا حال عرض
کیا کہ کمال درجہ خراب ہے آپنے فرمایا کہ جمال نے بہت تکلیف پائی اصحاب اسکو بلا لو
اصحابون نے کہ منتظر اوسکے تھے ایک درویش کو اسکے پاس بھیجنا چاہا آپنے فرمایا کہ یہ رباعی
ہماری طرف سے اسکو بھیجدو وہ یہ ہے رباعی رو گرد جہان بگرد پا آبلہ کن + گر پھوٹتے پای مار اہلہ
کن + ایک صبح باخلاص بیا بر در ما + گر کار تو بر نیاید آنگہ گلہ کن + جسوقت شیخ کے پاس
یہ رباعی پہونچی فوراً حاضر ہوئے اور قدم مبارک سر پر رکھکر بہت روئے آپنے فرمایا کہ ہم
نے تیرا مرتبہ اول سے بھی زیادہ کیا اور جمال ہمارا قطب عالم ہے چنانچہ اسی وقت عرش سے
تحت الثری تک بالکل اونپر منکشف ہوگیا اور رنگ چہرہ کا ہیئت اصلی پر آگیا اور
اول سے بھی زیادہ نعمت پائی نقل ہے کہ شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریا کی ایک کنیز
نہایت حسین تھی اور شیخ کو اسکی جانب توجہ کمال تھی لیکن ایک داغ اوسکے رخسارہ پر
مثل داغ ماہ قمر کے تھا اور شیخ نے دوا اور دعا اوسکے واسطے بہت کی کسی طرح نہوا ایک روز
حضرت قطب الموحدین شیخ کے یہان مہمان ہوئے شیخ نے اسی نظر سے کہ حضرت
کو شاید اسکا خیال آجاوے اور انکی توجہ سے داغ مٹجاوے اس کنیز سے کہا کہ جب حضرت
وضو کو پانی مانگین تو تو خود لوٹے مین پانی لیجا کر وضو کرانا اور چہرہ کو روبرو کرنا چنانچہ
ایسا ہی ہوا کہ آپنے وضو کے واسطے پانی مانگا وہ کنیز لیکر گئی اور وضو کرانے لگی

آپ کی نگاہ جو چہرہ پر گئی کشف باطن سے درخواست حضرت شیخ کی معلوم کی اور ملاحظہ لوح
محفوظ مین مستغرق ہوئے کنیز نے پانی ڈالنا شروع کیا حتی کہ کئی لوٹے ڈالی وہ دلمین سمجھی کہ
شاید آپ محو حسن و جمال میرے کے ہوئے ہین اسمین سب پانی خرچ ہوگیا وہ کنیز شیخ کرپاس
گئی اور یہ ماجرا بیان کیا شیخ نے جلد پانی بھر کر دیا اور کہا کہ جا پھر اسی طرح اسنے پانی ڈالنا
شروع کیا اور آپ مستغرق رہے تیسری بار بھی یہی نوبت پہونچی چوتھی بار آپنے سر اوپر اوٹھایا اور
اسکے چہرہ کی طرف دیکھا فوراً وہ داغ جاتا رہا آپ نے فرمایا کہ اے ہمشیر اب جا خداوند تعالےٰ
نے تیرا کام بنا دیا وہ کنیز روبرو شیخ کے گئی شیخ نے جو دیکھا کہ داغ کا نشان نہین بہت
خوش ہوئے لیکن دلمین کہنے لگے کہ مین نے جناب باری مین اسقدر التجا کی اور وہ قبول
نہ ہوئی اور بھائی فریدالدین کی ایک توجہ نے داغ کھو دیا اسی وقت شیخ کو الہام ہوا کہ
فرید کا آج کے روز چلہ تمام ہوا ہی ہم نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ تو ہماری خاطر کر اور تو جو
کچھ ہم سے طلب کریگا وہ ہم عنایت کرینگے چنانچہ اسنے ایک ادنی معاملہ کے واسطے ہم سے کہا
ہم کیونکر اسکا نکرتے نقل ہی کہ محمد شاہ درویش کا بھائی حالت جانکنی مین تھا وہ بحالت
اضطراب حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا آپنے دیکھکر فرمایا کہ محمد شاہ اسقدر پریشان
کیون ہو تمھارے بھائی کو خداوند تعالی نے صحت دی جاؤ گھر کو چنانچہ وہ گھر آکر دیکھے
تو بھائی اچھی طرح ہی نقل ہی کہ ایک گروہ درویشون کا حضرت کی خدمت مین آیا اور
عرض کیا کہ ہم مسافر ہین اور ہمارے پاس خرچ نہین ہی آپنے خستہ ہاے خرما انکے حوالہ
کین وہ لیکر باہر آئے اور ارادہ انکے پھینکنے کا کیا جب انپر نظر کی تو زر سرخ نظر آیا اسکو
فروخت کرکے کام مین لائے نقل ہی کہ آپ نے ایک قطعہ زمین کا خرید کیا تھا اسی شخص
نے حاکم کے یہان نالش کر دی کہ وہ ملکیت میری ہی اور حاکم کو آپ کی ذات سے
ایک طرح سے حسد تھا حاکم نے آپکے پاس آدمی بھیجا اور کہلا بھیجا کہ یا تو وکیل اور سند کو بھیجو
یا دو گواہ روانہ کیجیو آپ نے فرمایا کہ بابا وہ زمین خرید کی ہوئی فقیر کی ہی حاکم فرمانا آپنے

کہلا بھیجا کہ اُس حاکم سرشکستہ سے کہدو کہ جا وس زمین سے دریافت کروہ آپ کہدیگی حاکم مع مدعی وغیرہ کے اور آپکے وکیل کے اُس زمین پر گیا اور آواز بلند سے کہا کہ اے زمین تو ملک کسکی ہے کچھ آواز نہ آئی پھر اُسنے کہا پھر آواز نہ آئی حاکم نے کہا کہین زمین بھی بولتی ہی اُسمین آپکے وکیل نے بدرشتی کہا کہ اے زمین حکم ہی حضرت کا کہ حق حق بیان کرد اُسی وقت زمین سے آواز آئی کہ مین ملک حضرت شکر گنج کی ہون حاکم نے مدعی سی کہا کہ اب تیرا دعویٰ غلط ہی اور وہان سے واپس آیا جب مکان کے قریب آیا اور گھوڑے سے اوترنا چاہا رکاب مین سے پاؤن نکل گیا سر کے بل گرا فوراً سر ٹوٹ گیا نقل ہی کہ ایکبار آپ سیوستان کو تشریف لیگئے اور شیخ اوحد الدین کرمانی کے گھر مہمان ہوئے اس اثنا مین چار درویش آئی اور بعد فراغ طعام ذکر کرامت کا درمیان مین آیا سبنے کہا کہ اس جلسہ مین جو صاحب کمال ہی اظہار کمال کری اُن چارونے کہا کہ ہم لوگ مہمان ہین اور شیخ اوحد الدین میزبان ول شیخ موصوف کی طرف ہدایت ہو شیخ نے کہا کہ اس شہر کا بادشاہ مجھسے عقاد فاسد رکھتا ہی آج میلانسے سلامت بچیگا تھوڑی دیر نگذری کہ شور وغل پیدا ہوا کہ بادشاہ میدان مین گھوڑا پھرا رہا تھا ناگاہ اُسپر سے گر پڑا اور مر گیا پھر حضرت کی طرف لوگون نے دیکھا آپ نے مراقبہ کیا اور پھر سر اوٹھا کر فرمایا کہ سب صاحب اپنی کو نظر کرین سب نے جب نظر کی حضرت کو اور اپنے کو حرم بیت اللہ مین پایا اور کچھ ایسا نظر آیا کہ سب حیران رہی بعدہٗ اُن چارون درویشون نے کہا کہ یہ کمال ہی اور پھر چارون نے مراقبہ کیا اور اپنے اپنے خرقہ مین سر ڈالا تھوڑی دیر مین وہ چارون غائب ہوگئے اور خرقہ اُنکے وہین پڑے رہگئے نقل ہی کہ ایک درویش بیت المقدس سے آیا اور قدمبوسی کر کے حیران ہوا آخر اُس سے نہ رہا گیا عرض کی کہ حضرت آپ سے تو بیت المقدس مین ملاقات ہوئی تھی آپ نے فرمایا کہ مین نہونگا اُسنے کہا کہ آپ ہی تھی اور آپ سے مین نے دریافت کیا تھا کہ آپکا نام کیا ہی تو آپنے فریدالدین اجودھنی بتلایا تھا اور مینے وعدہ کیا تھا کہ اجودھن مین حاضر ہونگا شاید آپنے پہچانا نہین حضرت نے فرمایا

کہ اور بھی کچھ کہا تھا اُسوقت درویش کو یاد آیا کہ حضرت نے منع کیا تھا کہ اس راز کو افشا نہ کرنا
فقیر شرمندہ ہوا حضرت نے کہا کہ ای عزیز مردان خدا ہر جگہ موجود رہتے ہین اور روبرو
انکے عرش و کرسی ہی اور بیت المقدس تو یہین ہی درویش خاموش ہوا اور اپنی عہد شکنی
سے منفعل ہوا پھر حضرت نے فرمایا کہ آنکھین بند کر اُسنے انکھین بند کین جس جس شئے کا نام زبان
مبارک سے نکلا تھا عرش و کرسی و بیت المقدس سب کا مشاہدہ کیا فقیر نے یہ کرامت دیکھکر نعرہ مارا
بیہوش ہوگیا بعد آنے ہوش کے غلامی سے مشرف ہوا اور چند روز مین خلافت پر پہونچا
اور ولی زمانہ ہوا نقل ہی کہ ایک شخص آپ کی خدمت مین حاضر ہوا عند التذکرہ حضرت نے
دریافت فرمایا کہ ای برادر تو نے سیاحی بہت کی ہی اور ہمارا یار دیرینہ ہی راست راست
بیان کر کہ کیا کیا عجائبات ملاحظہ کئی اُسنے عرض کی کہ ملک اوجہ مین درویش بڑے عابد و
زاہد دیکھے یہ ذکر سنکر آپ کو شوق معائنہ اوجہ کا ہوا وضو کے بہانے سے آپ باہر آئے اور
غائب ہوگئے تھوڑی دیر مین تشریف لائے حضرت نظام الدین حاضر تھے عرض کیا کہ حضور
اسوقت کہان تشریف لیگئے تھے آپنے فرمایا کہ اس شخص نے اوجہ کے عابدونکا بیان کیا
تھا مجکو اُنکے دیکھنے کا شوق ہوا اسوقت وہان گیا تھا اور ایک ایک شخص کو دیکھا سب
دوکاندار ہین نقل ہی کہ ایکبار آپ ملک مالوہ مین سیاحی کے واسطے تشریف لیگئے
متصل قصبہ برودہ کی کہ پرگنہ بجنور سے ہے متصل تالاب کے ایکدرخت بڑ کا تھا
اُسکے نیچے پہونچ گئی ناگاہ آندھی زور شور سے اوٹھی اور جس ڈالے کے نیچے آپ تشریف
رکھتے تھے وہ جڑ سے ٹوٹا آپ کو آواز ٹوٹنے کی آئی نگاہ کر کے اوپر دیکھا وہ ڈالا کہ مثل درخت
کلان کے تھا معلق رہا چنانچہ آج تک کہ چار سو برس گذر گئے ہین اسیطرح وہ ڈالا معلق ہی اور
سبز ہے اور مطلق اُس درخت سے جدا ہی زیارت گاہ خلائق ہے نقل ہی کہ ایک شخص
بارادہ قدمبوسی دہلی سے روانہ ہوا راہ مین اتفاق ایک مطربہ کے ساتھ ارابہ مین بیٹھنے کا
ہوا وہ عورت نہایت بیحیا تھی ایسی حرکت کی کہ بیچارہ دام تزویر مین آگیا اور مستعد

حرام کاری کا ہوا ناگاہ ایک طمانچہ اُسکے منہ پر غیب سے لگا وہ شخص حرام سے باز آیا جب خدمت
اقدس مین حاضر ہوا ایلاحظہ اُس شخص کے حضرت نے فرمایا کہ فلان تاریخ تجکو اللہ تعالےٰ نے
کسطرح محفوظ رکھا وہ شخص منفعل ہوا اور تائب ہوکر بیعت سے مشرف ہوا چنانچہ تھوڑے
دنون مین رتبہ ولایت پر پہونچا نقل ہی کہ ایک روز ایک شخص آیا حضرت نے اُسکو
کھانا عنایت کیا اُسنے نہ کھایا اور عرض کی کہ مین دہلی مین رہتا ہون بادشاہ کے
حکم سے فوج نے اُس شہر کو تاراج کیا اور زن و بچہ پکڑ کے لیگئے چنانچہ میری عورت بھی اُسی
لوٹ مین گئی اور مجکو اُس عورت سے کمال عشق تھا کہ بغیر اُسکے زندگی حرام ہی اور جب تک
وہ نہ آئیگی ہرگز کچھ نہ کھاؤنگا آپنے فرمایا صبر کر تھوڑی دیر مین ایک عامل کسی پرگنہ کا
حاضر ہوا اور اُسنے عرض کی کہ مجکو بادشاہ نے بلا قصور معطل کردیا ہی آپنے فرمایا کہ اب تو
بادشاہ کے پاس جا وہ تجھپر بہت عنایت کریگا اور خلعت دیگا اور ایک کنیز تیرے حوالہ کریگا
تو اُس عورت کو ہرگز نہ دیکھنا اور اُس شخص کے حوالہ کردینا اُسنے اقرار کیا اور اُس شخص کو ہمراہ
لیکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا بادشاہ نے کمال شفقت فرمائی اور اُسکو پھر بحال
کیا اور خلعت خاص مرحمت فرمایا اور ایک کنیز اُسکو عنایت کی اُسنے اُس عورت کو بلا ملاحظہ
حوالہ اُس شخص کے کردیا جب وہ مکان پر آیا دیکھا تو اُسکی عورت ہی نہایت خوش ہوا اور حضرت
کی خدمت مین حاضر ہوکر شکریہ ادا کیا اور اپنے گھر کو گیا نقل ہی کہ ایک روز شیخ بہاء الدین
زکریا کو عالم غیب سے الہام ہوا کہ جو کوئی آج تیری صورت دیکھیگا کل کو اُسپر آتش دوزخ
حرام ہی شیخ نے اُس نظر سے کہ کوچہ و بازار مین پھرنے سے بہت مخلوق دیکھیگی اپنے
چنڈول پر سوار ہوکر کوچہ و بازار مین گشت کرنا شروع کیا اور مخلوق جوق جوق دیکھنے کو
جاتی تھی تمام شہر مین شور و غوغا تھا میان بھورا غلام حضرت شکر گنج کا بازار مین موجود
تھا پوچھا کہ آج کیسا شور ہے لوگون نے یہ قصہ بیان کیا جب چنڈول قریب آیا میان
بھورا نے اُسطرف سے منہ پھیر لیا اور کہا کہ اگر کفش بردار ہی شکر گنج سے آتش دوزخ حرام ہوگی

تو نہ دیکھتی صورت شیخ بہاء الدین سے دوزخ منظور رہے جب وہ صادق العقیدت آپکی خدمت
مین حاضر ہوا آپنے فرمایا کہ میان بھولا کہان تھے اور کیا دیکھا انھون نے سب حال عرض کیا
یہ سنکر آپکو ایک حالت طاری ہوئی اور فرمایا کہ شاید بھائی زکریا کو ابکی مرتبہ یہ مرتبہ
حاصل ہوا ہی اس فقیر کو بارہا ایسا حکم ہوا ہی اور کبھی اعلان نکیا اور اب حکم ہوا ہی کہ مرید اور
مریدان مرید کہ قیامت تک جو تیرے سلسلہ مین داخل ہونگے اُنپر آتش دوزخ حرام ہے
الحمد للہ کہ یہ گنہگار روسیاہ بھی اس سلسلۂ عالیہ مین منسلک ہی یہ برکت قدوم فیض لزوم
آنحضرت کے آتش دوزخ سے نجات پائیگا اور بخشا جائیگا نقل ہی کہ جب شیخ بہاء الدین
زکریا نے رحلت فرمائی تو حضرت کو عالم غیب سے الہام ہوا حضرت کو بمعائنہ اس حال کے
کمال رقت اور حالت طاری ہوئی کیونکہ شیخ سے حضرت کو از بس محبت تھی اول تو برادر خالہ
زاد حضرت کے تھے دوسرے ایام ہدایت مین دونون صاحب ہمسفر رہے ہین جب آپکو ہوش آیا
تو اہل جلسہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اسوقت برادر بہاء الدین کی روح کو برادر شیخ شہاب الدین
سہروردی آسمان پر لیے جاتے ہین سب صاحب نماز جنازہ پڑھو چنانچہ اسی وقت نماز ادا کی
اور فاتحہ پڑھا بعد تھوڑے دنون کے خبر آئی کہ فلان وقت اور فلان تاریخ شیخ نے انتقال
کیا اور وہ وہی وقت تھا نقل ہی کہ ایک وقت شیخ بہاء الدین زکریا نے حضرت کو
رقعہ مین لکھا کہ ہمارا اور آپکا عشق بازی ہی آپنے اُسکے جواب مین لکھا کہ عشق بازی
نہین ہی نقل ہی کہ جب آپ دہلی مین تشریف لیگئے تو غیاث الدین بلبن بادشاہ کو
حضرت سے نہایت اعتقاد ہوا اور مرید ہوا اور ہر روز زیارت کو حاضر ہوتا ایک روز
اُسنے عرض کی کہ مین تو حضور کی زیارت سے مشرف ہوتا ہون لیکن مستورات اس نعمت
سے محروم ہین اگر یہان حاضر ہون تو شاید خلاف مزاج حضور کے ہو اگر حضور قدم رنجہ
فرما کر ایکبار اپنے دیدار فیض انوار سے اُن لوگون کو مشرف فرما دین تو وہ لوگ بھی اپنے
مقصد کو پہونچین حضرت نے وعدہ کیا اور بعد نماز جمعہ قلعہ شاہی کو تشریف لیگئے بادشاہ

استقبال کرکے محل مین لیگیا تمام بیگمات شاہی آتی گئین اور قدمبوسی سے مشرف ہوتی گئین
آپنے آنکھین نیچی کر رکھی تھین کسی کی جانب کو نہ دیکھا اس مین بادشاہ کی دختر ہاجرہ
بانو نامی آئین آپنے فوراً سر بالا کرکے آنکی طرف دیکھا اور پھر نظر اوٹھا کر ملاحظہ فرمایا پھر
آپ ہانسی اپنے حرمگاہ کو تشریف لیگئے بادشاہ کو یہ خیال گذرا کہ حضرت نے جو دو بار دختر کی طرف
دیکھا شاید منظور نظر ہی فوراً وزیر کو بلا کر کہا کہ اسیوقت حضرت کی خدمت مین جا اور ہماری
آداب عرض کر اور کہ کہ لونڈی حضور کی خدمت کیواسطے حاضر ہی حضور قبول فرمائین وزیر گیا
اور آپسے جا کر عرض کی کہ بادشاہ نے آداب عرض کیا ہی اور یہ کہا ہی کہ میری آرزو یہ ہی کہ میری
دختر کو حضور کنیزی مین قبول فرمائین آپنے تبسم کیا اور فرمایا کہ مین بھی مجبور ہون کہ حکم اسیطرح کا
ہی گو مین نے عذر کیا کہ تعلقات سے محفوظ رہونگا مگر کوئی عذر پذیر نہوا اور حکم ہوا کہ ہم تیرا نکاح اس دختر
کے ساتھ کرینگے چنانچہ جسوقت وہ روبرو آئی حکم ہوا کہ آنکھ اٹھا کر دیکھ ہم نے دو مرتبہ دیکھا بادشاہ
سے کہدو کہ بحکم خداوند تعالی ہمکو منظور ہی وزیر رخصت ہوا اور بادشاہ سے جا کر یہ ماجرا بیان
کیا بادشاہ بہت خوش ہوا اور سجدہ شکر ادا کیا اور سامان شادی فراہم کرکے ایکروز اس دختر نیک صفت
کو آفتاب عالمتاب کے ساتھ منعقد کیا اور اسباب شاہانہ جہیز مین دیا جب شاہزادی مع سامان شاہی
اور صدہا کنیزک کے دولتخانہ حضور مین تشریف لائی آپ شب کو گھر مین تشریف لائے اور دیکھا
کہ شاہزادی چھپر کھٹ طلائی پر آرام کرتی ہے اور تمام مکان سامان نقرہ و طلائی سے پر ہے
آپ حیرت مین رہے اور مصلا ایک گوشہ مین بچھا کر عبادت مین مصروف ہوئے بی بی صاحبہ نے
جو یہ دیکھا چھپر کھٹ سے اوتر کر حضرت کے روبرو دست بستہ استادہ رہین صبح کو آپ نماز
سے فارغ ہو کر باہر تشریف لیگئے جب شام ہوئی بدستور اول کی طرح پھر عبادت مین مصروف ہوئے اسی طرح
تین روز تک یہی صورت رہی چوتھے روز بی بی صاحبہ نے عرض کی کہ لونڈی سے
کیا قصور ہوا ہے کہ حضور کوئی خدمت نہین لیتے ہین اور نہ ہمکلام ہوتے ہین آپنے فرمایا
کہ بی بی رضامندی فقیر رضامندی حق سبحانہ تعالی مین ہے اگر رضامندی حق کی چاہتی ہو تو دنیا کو ترک کرو

کہ یہ دشمن خدا ہی اور دشمن فقیر اور تم ہمارہی اور خداوند تعالی کے دشمن سے محبت رکھتی ہو پھر
کیونکر تم سے موانست ہو اس تمام مال ومتاع دنیوی کو راہ خدا مین ایثار کرو اور لباس فقرانہ
پہنو اور اسکو دشمن سمجھو کیونکہ دشمن کو کوئی بھی پاس رکھتا ہی اُسوقت ہم تم سے محبت کرینگے
بی بی نے جو یہ مقال زبان مبارک سے سنا فی الفور تمام مال ومتاع راہ خدا مین تصدق کیا
حالانکہ پارچہ جسم بھی اتار کر دے دیئے اور حضرت کی چادر سے ستر پوشیدہ کیا آپ اُسوقت
باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ کوئی ہمت رکھتا ہی کہ ایک جوڑا پلاس کا لاوے اور ہماری اہلخانہ کو دے
ہمارے پاس اسوقت کچھ نہین ہی شیخ محمود موئنہ دوز اوٹھے اور ایک جوڑا پلاس کا لائے آپ نے
فرمایا کہ اُسکو نیل مین رنگ کرلاؤ وہ رنگا لائے آپ نے ایک ازار اور کرتہ اور چادر اُسمین سے
قطع کرکے بی بی صاحبہ کو دی اُس نوبادہ گلستان سلطنت نے اُس جامہ کو پہنا اور کچھ
خیال نکیا نظم یارو یہ مقام غور کا ہی + دیکھو اسے کہتے ہین عنایت + حق نے جو کیا
کرم تو اکبار + اک لحظہ مین بدلی انکی عادت + وہ ہند کے بادشاہ کی بیٹی + اور اوسکی
ہو آہ ایسی صورت + ریشم سے بدن ہو جسکا منقوش + وہ پہنتے پلاس نیل رنگت
جس گل کو ہوا سے بھی خلل ہو + اب اُسکو نہ دھوپ سے ہو نفرت + اچھون کا یہ مرتبہ ہی کچھو
دنیا سے نہین ہی انکو الفت + واقع مین یہ دشمن خداوند + ہی سخت بلا و بیخ و آفت
دیتا ہی جنھین خدا بیان ہوش + بیچے ہین سدا وہ اسپہ لعنت + دو دن کا شعبدہ یہ دنیا
ہرگز نہین اسکی کچھ حقیقت + یار واسے ترک دل سے کر دو + ہرگز نکرو تم اس سے رغبت
اچھون نے اسے منھہ لگایا + دانا کو رہی ہی اس سے نفرت + بادشہ کو یہ خبر پہونچی کہ اسطرح
شاہزادی نے سب مال ومتاع ایثار کیا اُس سے دوچند پھر بھیجا حضرت بی بی نے
اُس سب کو بھی اُسی وقت خیرات کیا تیسری بار پادشاہ نے پھر بھیجا اُسی طرح اُنہون نے
تصدق کیا اور کچھہ نہ رکھا البتہ منجملہ تین سو کنیز کے جب اُنکی نوبت آئی تو حضرت بی بی
حضرت سے عرض کی کہ انہین سے دو ایک کنیز جو لائق خدمت ہون اُنکو رہنے دیجیے اور

باقی کو رخصت دیجئی حضرت نے دو کنیز ایک تارہ نامی دوسری شکر انکو رکھ لیا پھر حضرت سے بی بی نے
عرض کی کہ حضرت اب یہان رہنا مناسب نہین ہی بادشاہ ہر بار ایسی ہی تکلیف دیگا اس سے
یہ بہتر ہے کہ کسی اور ملک کو تشریف لیچلیے کیونکہ جب مین فقر و فاقہ سے بسر کرون اور بابا میرا
بادشاہ دہلی ہو وہ کب روا رکھے گا کہ مجھے اس حال مین دیکھ سکے اس سے بہتر ہی کہ ایسی جگہ
چلین جہان اُسکو ہمارے حال سے مطلق خبر نہو حضرت نے یہ بات پسند فرمائی اور دہلی سے مخفیہ
طور پر روانہ پاک پٹن کے ہوئے اور اپنی جگہ پر اپنے بھائی نجیب الدین متوکل کو کہ آپکے
خلیفہ تھے ارشاد خلق کے واسطے چھوڑا حضرت بی بی صاحبہ سے چھ فرزند اور تین دختر تولد
ہوئین اور اُنسے اولاد کثیر عالم مین ہوئین اور بڑے صاحبزادہ شیخ عبداللہ کو مفسدون نے
ایام خردسالی مین شہید کیا اور وہ عبداللہ سیاہانی مشہور ہین اور مزار اُنکا قریب قلعہ منورہ
کے ہی شہادت آپکی جسطرح ہوئی ہی سب پر روشن ہی اول صاحبزادہ بدرالدین سلیمان اُن
اُنسے چھ فرزند اور پانچ دختر تولد ہوئی اور جانشین حضرت کی ہوئی مزار انکا قریب مزار حضرت کے
پہلو مین ہی دوسرے شیخ شہاب الدین شہاب الدین گنج علم کہ اُنکے پانچ فرزند تھے مرقد اُنکا
بھی قریب روضہ کے ہی تیسرے شیخ نظام الدین شہید کہ اُنسے دو فرزند ہوئے انکا مرقد نتھوہ
ہی چوتھے شیخ یعقوب مرقد انکا معلوم نہین کہتے ہین کہ وہ رجال الغیب مین داخل ہوگئے انکے
بھی دو فرزند تھے پانچوین شیخ عبداللہ شہید کہ ذکر اونکا اوپر گذرا چھٹے شیخ نصیر الدین
کہ شکم بی بی تارہ سے اور بعضے کہتے ہین کہ متبنی تھے اُنسے چھ فرزند ہوئے اور بعضے کہتے ہین
کہ بی بی کلثوم کے ہمراہ آئے تھے واللہ اعلم بالصواب مرقد انکا موضع چاولیانہ مین ہی اور مزار
آپکی والدہ کا اور آپکے بھائی اعزالدین محمود کا وہان ہی جہان آپ کوئین مین لٹکے تھے اور چلہ
کھینچا تھا اور اولاد امجاد آپکی تمام عالم مین سکونت رکھتے ہین اور دہلی اور دکھن اور
گجرات اور لاہور مین رہتے ہین اور اسماے دختران کی اسطرح ہین اول بی بی فاطمہ
دوسری بی بی شریفہ تیسری بی بی مستورہ بی بی فاطمہ کہ شیخ بدرالدین اسحاق کو منسوب ہوئین

آپ سے خواجہ محمد اور خواجہ موسیٰ تولد ہوئی اور اُنسے بھی اولاد بہت ہی اور بی بی شریفہ جوانی
مین بیوہ ہوئین آپ سے اولاد نہین ہی اور بی بی مستورہ شیخ عمر صوفی کے ساتھ منسوب ہوئین
اُنسے ایک فرزند شیخ محمد تولد ہوا اُنسے بھی اولاد چلی اور بی بی شریفہ کی نسبت حضرت فرمایا
کرتے کہ اگر عورت کو خلافت ہوتی تو مین شریفہ کو اپنا خلیفہ کرتا نقل ہی کہ تعداد خلفای حضرت
کی سوائے ذات باری کے کسیکو معلوم نہین چنانچہ بعضے کہتے ہین کہ ستر ہزار خلیفہ تھی اور ملفوظات
مسمی بہ جواہر فریدی مین پچاس ہزار خلیفہ لکھے ہین اس تفصیل سے کہ دس ہزار خلیفہ اوپر
زمین کے سترہ ہزار دریا مین اور سات ہزار کوہ قاف مین اور پانصد اور چہل اور دو ہوا
مین اور چارسو آسمان چہارم پر اور چودہ ہزار آسمان ہفتم پر اور نوسو غیب مین کہ سوائے
خدا کے کوئی واقف نہین اور اُن چودہ ہزار سے کہ زمین پر ہین چوبیس آدمی ایسے ہین کہ
اُمنین اور حضرت مین کچھ فرق نہین ہی اور وہ یہ ہین خواجہ علی احمد صابر شیخ نظام الدین
اولیا شیخ جمال قطب عالم ہانسوی خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی شیخ بدرالدین سلیمان شیخ
شہاب الدین گنج علم شیخ نظام الدین شہید شیخ یعقوب شیخ نصر اللہ فرزندان حضرت مولانا
بدرالدین اسحاق شیخ دہارو شیخ زین الدین دمشقی شیخ علی شکر ریز شیخ علی شکر بار شیخ
محمد سراج شیخ دنبی شیخ دیار شیخ جمال عاشقان کامل شیخ نجیب الدین متوکل برادر حضرت شیخ
عارف شیخ زکریا سندھی شیخ صدرالدین دیوانہ مولانا داؤد دیالی شیخ جلال الدین شیخ
رکن الدین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نقل ہی کہ آخر عمر مین استغراق کمال ہوگیا تھا چنانچہ مگر نماز
پڑھا کرتے واقعہ سنہ ۶۶۴ ہجری مین اپنے مرکز کو تشریف لیگئی اور یار سے واصل ہوئے پانچوین محرم روز سہ شنبہ
کو رحلت فرمائی چنانچہ تاریخ اس واقعہ کی الہام ربانی سے مخدوم واصل ہوئی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیان حضرت علاء الدین مخدوم علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مخدوم صاحب صاحب جلالی و کمال تھی اور بے انتہا کرامت آپکی ظاہر ہوئین
قطب الاقطاب اور عالی درجات تھی حضرت کا حال عالم مین اظہر من الشمس ہے حاجت

شرح نہیں خرقہ خلافت کا حضرت قطب الموحدین شکر گنج سے لایا اور آپ خلیفہ خاص تھے
آپ نے اپنے پیر کی خدمت بہت کی تھی اور حضرت شکر گنج کی عنایت آپکے حال پر کمال تھی بلکہ حضرت
قطب الموحدین فرمایا کرتے تھے کہ علم ظاہری اور باطنی میرا علی احمد لیگیا اور فرماتے کہ علم سینہ شیخ
نظام الدین لیگیا اور علم دل علی احمد لیگیا نقل ہے کہ آپ صاحب زہد و تقوی تھے اور بزرگ اور ذکر جہر سے
خوش تھے اور رضا توحید اور رضا ولایت اور صاحب ذوق اور سماع سے ذوق بہت رکھتے تھے
اور جو کچھ زبان مبارک سے نکلتا تھا وہی ہوتا تھا اور جذبۂ الٰہی نہایت تھا اور راگ اکثر سنا
کرتے تھے چنانچہ کہتے ہیں کہ عین ذوق سماع میں آپنے رحلت فرمائی اور دنیا اور اہل دنیا سے ہرگز
متوجہ نہوتے اور صحبت خلق سے نفرت فرماتے بلکہ بھاگتے اور ہمیشہ یاد خداوند تعالی میں
مصروف رہتے تھے نقل ہے کہ اوائل میں حضرت کا یہ حال تھا کہ بموجب حکم حضرت قطب الموحدین
کے خدمت قسمت لنگر کی آپکو تفویض تھی اور بارہ برس تک اس خدمت پر مامور رہے مگر کبھی
اسمیں سے نہ کھایا ایک روز حضرت خواجہ نے کشف باطنی سے دریافت فرماکر پوچھا کہ علی احمد تم
جو کھانا تقسیم کرتے ہو اسمیں سے کچھ تم بھی تناول کرتے ہو آپنے عرض کیا کہ بلا اجازت حضرت
کی کیونکر تناول کرتا میری کیا طاقت تھی حضرت نے فرمایا کہ شیخ علاء الدین علی احمد صابر ہیں
اسی روز سے صابری کا خطاب مشہور ہوا اور بکمال محبت آپنے شفقت فرمائی اور روز بروز
توجہ زیادہ ہوتی گئی یہاں تک کہ عظام اولیا سے ہوئے اور آپکو استغراق بہت رہتا تھا حتی کہ
مہینے مہینے تک کھانے پینے کی بھی خبر نہ رہتی تھی اور دوسرا آدمی آپکو ہوش میں لاتا تھا جب
نماز ادا ہوتی تھی اور بسبب استغراق کے آپکو جلال از حد تھا بڑے رتبہ کے اولیا خاندان چشت میں ہوئے
نقل ہے کہ جب حضرت کو خلافت ملی تو پیر و مرشد نے فرمایا کہ تم جاؤ اور دہلی میں رہو دہلی ولایت
تمہارے زیر فرمان ہوئی اور اسم اعظم کہ پیران عظام سے سینہ بسینہ چلا آتا تھا مرحمت ہوا پھر وقت
رخصت کے حضرت پیر و مرشد نے فرمایا کہ بابا علاء الدین پہلے بھائی شیخ جمال ہانسوی کے پاس جانا
وہ تمہاری سند درست کر دینگے اور بموجب صلاح شیخ جمال کی کاربند رہنا اور آپکا یہ دستور تھا کہ جس

سند خلافت دینے یا کسی ولایت پر مقرر فرماتے اول شیخ جمال ہانسوی کے پاس واسطے
درستی مثل کے روانہ کرتے اور شیخ مہر اپنی اس سند پر کردیا کرتے چنانچہ صحیح مشہور ہی کہ حضرت
شیخ جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دفتر کل اہل اللہ کا ہی جب تک کہ انکے دفتر مین
نام درج نہین ہوتا ہی جب تک رتبہ ولایت کا نہین ملتا ہی اور جسکو رتبہ ملتا ہی
اسکا نام حضرت کو دفتر مین لکھا جاتا ہی نقل ہی حضرت مخدوم صاحب چنڈول پر سوار ہوکر ہانسی تک
آئے اور اسیطرح حضرت شیخ کی محفل مین تشریف لے گئے اور عین فرش تک سوار رہے یہ ادا
شیخ کی پسند نہ آئی لیکن مرشد کے مرسلہ اور رشتہ دار بھی تھے بہت تعظیم سے پیش آئے
اور صدر مین صدر آرائے معرفت کو بٹھایا اور حضرت پیر و مرشد کے حالات کا استفسار کیا
اسمین وقت مغرب قریب آگیا نماز پڑھکر بیٹھے حضرت قطب الاخیار نے مثل نکالکر شیخ صاحب
کے روبرو رکھدی اور عرض کیا کہ اسپر اپنی مہر کر دیجیے شیخ صاحب نے فرمایا کہ ذرا توقف کیجیے
ایسی کیا جلدی ہی روشنی آجاوے دیکھینگے یہ کہتا تھا کہ حضرت نے اپنی انگشت کی طرف دیکھا فوراً مانند
مشعل کے روشن ہوگئی اور فرمایا کہ روشنی موجود ہی شیخ صاحب نے جو یہ کیفیت دیکھی تامل کیا اور کہا
کہ مثل کہاں ہی حضرت نے مثل حضرت شیخ کے ہاتھ مین دی آپنے اوسکو چاک کرڈالا اور کہا کہ
مثل تو آپکا ایکدم کی بھی نہین ہی ایک نظر مین خراب ہوجاویگی حضرت مخدوم مین جلال دیکھکر
فرمایا کہ اے شیخ تو نے مثل میری چاک کرڈالی مین نے تیرا سلسلہ چاک کردیا حضرت شیخ
نے دریافت کیا کہ اوپر سے یا نیچے سے آپنے فرمایا کہ نیچے سے اور وہان سے رخصت ہوکر
حضرت پیر و مرشد کی خدمت مین حاضر ہوئے اور سب ماجرا بیان کیا حضرت قطب الموحدین
نے فرمایا کہ بابا علاء الدین جمال کی بچھے کو فرید بھی سکتا نہین ہے مگر ولایت پیران کلیر
تمہارے زیر فرمان کی اس ولایت کو اپنے نور معرفت سے منور کرو آپ وہان سے تشریف لائے
اور شہر پیران کلیر مین داخل ہوئے تو آپنے دیکھا کہ علما و فضلا و مشائخ اسقدر ہین کہ چار سو
چنڈول نکلتا ہی اور بروز جمعہ اسقدر مشائخ اور بزرگ جامع مسجد مین جمع ہوتے تھے اور مسجد

مین جسقدر جمعہ تھی تو آنحضرت مخدوم کو باہر مسجد کے جگہ ملتی تھی اور وہان کے لوگ حضرت کی کچھ تعظیم تکریم نکرتے
بلکہ حقارت کیا کرتے سے یہ تمام حال آپنے حضرت گنج کو لکھا کہ حضرت نے مجکو وہ ملک عنایت
کیا ہے کہ جگہ نماز کو بھی جگہ نہین ملتی ہے اور کوئی پرسان حال نہین اور بلا اجازت کوئی
امر نہین کر سکتا ہون اب جیسا حکم ہو اسکی تعمیل کیجاوے حضرت قطب الموحدین نے
اسکے جواب مین لکھا کہ وہ ولایت تمھاری متعلق ہے تمکو اختیار ہے جسطرح خاطر چاہے
وہ کرو آپ اس جواب کو دیکھکر خوش ہوئے دوسرے جمعہ کو جو آپ نماز کو واسطے تشریف
لیگئے تو پہلے سے بھی زیادہ تردد رہ بیٹھنا نصیب ہوا اور عین نعلینون پر آپکو جگہ ملی
جب امام سجدہ مین گیا تو آپنے فرمایا کہ اے مسجد تو سجدہ کیون نہین کرتی ہے یہ کہنا کہ تمام
مسجد گر پڑی اور جسقدر آدمی تھے سب دب گئے اور جو صحن مسجد مین تھے وہ بھاگنے لگے
تو آپنے دیوارون کی طرف ارشاد فرمایا کہ خبردار انمین سے کوئی جانے نپاوے چہار طرف سے
دیوارین گر پڑین اور کل مردمان شہر اسمین دب کر مر گئے اسمین تمام شہر کے مرد تھے پھر آپنے
شہر کی جانب دیکھا آگ لگ گئی پھر اکثر آدمی شہر کے معتقد ہوئے اور ایسا بھی سنا ہے کہ
ایک عورت ضعیفہ کہ آپکی معتقدہ تھی اوسکا لڑکا بھی اس مسجد مین دبگیا تھا وہ حاضر ہوئی
اور عرض کیا کہ حضور کنیز کا لڑکا بھی اس مسجد مین آگیا ہے آپنے فرمایا کہ جو آدمی تیری نظر
پڑے اسکی ٹانگ پکڑکر کھینچ لے اسنے ایسا ہی کیا آخر اوس کا بیٹا نکلا اور وہ زندہ ہوا بعد
اس واقعہ کے کچھ لوگ تو مطیع ہوئے اور اعتقاد لائے اور باقی اجل گرفتہ اسیطرح بد اعتقاد رہے
آخر اوسی سال مین وبائے طاعون شروع ہوئی اور تمام شہر مین کوئی زندہ نرہا اور وہ شہر
بالکل ویران ہوگیا چنانچہ ابتک آباد نہین ہوا اور ورود اسکے آپ کی طبیعت مین
استغراق بڑھ گیا اور ریاضت و مجاہدہ مین مشغول ہوئے اور کوئی انسان آپکے
روبرو جا نہ سکتا تھا دشت مین پھرا کرتے اور جسوقت آنکھ اوٹھا کر دیکھتے فوراً آگ
لگ جاتی اور وحوش و طیور آپکی خدمت مین رہا کرتے اور درندے پیش پیش رہتے اور جاروب

[illegible] کا ان دیتا ہی جب یہ خبر حضرت شکر گنج کو ہوئی آپ نے
فرمایا کہ صابر کو اختیار ہے یہ ولایت اُسکے تصرف مین تھی جو چاہا کیا مختار ہے نقل ہے کہ پھر
آپ نے شاخ درخت گولر پکڑ کر کھڑے ہو گئے اور بارہ برس تک کھڑے رہے اور یہ خبر حضرت
قطب الموحدین کو پہونچی آپ نے اپنے اصحاب سے ارشاد کیا کہ جو کوئی صابر کو بٹھا دے اسکو جو مانگے
وہ انعام ملے حضرت شمس الدین ترک پانی پتی نے التماس کیا کہ فدوی جا کر بٹھا دیگا چنانچہ
آپ تشریف لیگئے اور حضرت کے عقب مین سنبھلیگا نا شروع کیا آپ نے آنکھین کھولدین اور
بیٹھ گئے اور متطلب ہو کر فرمایا کہ اور کہ حضرت ترک پانی پتی نے عرض کیا کہ اگر مجکو خدمت
رہنے کا حکم ہو تو عرض کرون آپ نے فرمایا کہ اچھا رہا کر لیکن ہمارے روبرو کبھی نہ آنا عقب سے
آیا کرنا چنانچہ ایسا ہی ہوتا کہ پانی وضو کو یا گولر کھانے کو لایا کرتے تو عقب سے لایا کرتے اور
آپ کو کمال درجہ استغراق رہتا اور خلیفہ شمس الدین گولر کھانے کے واسطے وقت افطار
لیجاتے تو آپ یہ فرماتے کہ خدا کھانے پینے سے پاک ہے اور پھر فرماتے ہان ہان لاؤ خدا [illegible]
آدمی ہی نقل ہے کہ بعد رحلت آپکی کمال جلال تھا کہ پرندہ روضہ منورہ پر اوڑ کر نجا سکتی
چنانچہ آجتک یہ بات ہے اور مجاور بھی دور دور رہتے جب انکو بشارت ہوتی اُسوقت آیا
کرتے چنانچہ آپکی لحد کا پتہ بھی جاتا رہا تھا ایک ہندو نے قریب مزار اقدس ایک مندر بنایا
ایک دن اُسنے دیکھا کہ آپکی تربت پر جانور طواف کر رہے ہین اور شیر جاروب کشی دم سے کرتا ہی
یہ بات دیکھکر اُسکو حسد آیا کہ ہمارے دیوتا کو یہ بات حاصل نہین اور ایک فقیر کی قبر کو یہ شرف
حاصل ہے آخر اُس کافر نے از رو حسد کے مزار شریف کو کھودنا شروع کیا مزار اقدس سے
ایک ہاتھ نکلا وہ کافر مر گیا شب کو آپ نے مجاورون کو بشارت دی کہ قریب مزار کے ایک
سنگ پڑا ہے اسکو دور پھینک دو صبح کو مجاورون نے دیکھا تو واقعی بصورت سنگ وہ
سور پڑا ہے وہان سے دور اُسکو پھینکدیا آخر بادشاہ جہانگیر نے اجازت سے آپکی گنبد شریف
آپکا پختہ بنایا بلکہ اپنا بھی مدفن وہین بنایا نقل ہے کہ وفات تیرھوین ماہ ربیع الاول سنہ ۶۹۰ ہجری کو

عین حالت سماع اور وجد مین داخل بحق ہوئے تاریخ حضرت کی جان گنج شکر بانی ہے

بیان حضرت مخدوم شیخ شمس الدین ترک پانی پتی قدس سرہ

حضرت جمیع اوصاف کے ساتھ موصوف تھے کرامت مین کوئی آپ کا ثانی نہ تھا اور ریاضت
ریاضت آپکی مشہور ہی آپ سے بہت حالات آپکے اظہر من الشمس ہین حاجت بیان کی نہین
رکھتی ہین تمام کتب تواریخ مین حالات آپکے موجود ہین آپ لقب قطب السالکین حضرت علاء الدین
علی احمد صابر سے خرقہ فقر وارادت کا پایا اور حضرت شیخ بدر الدین شکر گنج سے بھی حاصل کیا
اور آپکے نام پاک مین ایسی برکت ہی کہ جو کوئی وقت مشکل سخت سے آپ کا نام لاکھ بار
تنہا پڑھے یا ملکے پڑھواوے اور یا شمس الدین ترک کہے انشاء اللہ تعالی لاکھ پر نوبت نہ پہونچیگی
کہ کام اوس شخص کا فوراً ہو جاویگا اور بار ہا امتحان کیا ہی خصوصاً معاش کے حق مین بہت
جلد موثر ہی اور اکثر ایسا ہوا ہی کہ بندہ بیس ہزار بار تک نوبت نہین پہونچی کہ وہ کام کسی
وقت ہوگیا اب بندہ اجازت عام دیتا ہی کہ جسکا جی چاہے وہ اس عمل مجرب کو کرے لیکن
باوضو اور صدق دل سے محبت کے ساتھ پڑھے اور درگاہ خدا مین آپ کا وسیلہ
جمیلہ درمیان مین لاوے اور نیاز آپکی نان شکر اور حلوا ہی جسقدر کہ میسر آوے اور مولف
کتاب ہذا کے قبیلہ مین اسکا رواج بہت ہی نقل ہی کہ آپ ولایت ترکستان سے عشق خدا
مین رہنما کو ڈھونڈھتے ہوئے حضرت شکر گنج کی خدمت مین پہونچے اور خلافت حاصل کرکے
پھر حکم سے حضرت مخدوم کی خدمت مین آئے یہان گیارہ برس تک پیر ومرشد کو وضو کرایا
اور ریاضت شاقہ اختیار کی حضرت نے فرمایا کہ شمس الدین تو میرا فرزند ہی کہ مین نے خدا سے چاہا تھا کہ
ایک فرزند دے کہ جس سے یہ سلسلہ عظام جاری رہے چنانچہ مجکو عنایت کیا آپ یہان سے خلافت
حاصل کرکے اور اسم اعظم کہ سینہ بسینہ پیران عظام سے چلا آتا ہی یاد کیا اور آپکو حکم ہوا کہ مرد دنیا
کرو چنانچہ سلطان غیاث الدین بلبن کی نوکری اختیار کی اور سامان سپاہیانہ جمع کیا لیکن آپکو
کسی شے سے تعلق نہ تھا ہر وقت یاد الہی مین مصروف رہتے تھے نقل ہی کہ سلطان ایک

قلعہ کے گرد پڑا تھا اور وہ فتح نہوتا تھا ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ باورچیخانہ مین ایک
سقہ ملازم تھا رات کو آندھی چلی اور تمام لشکر کے خیمہ کے چراغ گل ہو گئے الا حضرت کے خیمہ کا
چراغ اوسیطرح روشن رہا وہ سقہ باورچی خانہ کے واسطے آگ ڈھونڈھتا تھا اسکی نگاہ آپکے
خیمہ پر پڑی قریب گیا آپنے فرمایا کہ برادر آگ اسمین لیجا وہ چراغ سے روشن کرکے باورچیخانہ
مین پہونچا آیا لیکن اوسکو یہ خیال رہا کہ تمام لشکر مین تو چراغ گل ہو گئے تھے اور اس سپاہی کا
چراغ کسطرح روشن تھا آخر صبح کو اس خیمہ کی طرف گیا اسکے قریب تالاب تھا آپکو دیکھا کہ
کنارے تالاب کے وضو کر رہے ہین جب وہان سے اُٹھے تو یہ سقہ بھی وہین بیٹھکر منھ ہاتھ
دھونے لگا تو معلوم ہوا کہ تمام تالاب تو برف سے جمگیا ہے اور صرف اتنی جگہ برف نہیں
ہے اور وہان پانی گرم ہے یہ کرامت معائنہ کرکے اُسنے بادشاہ کی امرا سے بیان کیا آخر
نوبت بادشاہ تک پہونچی بادشاہ خود حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا آپنے احترام کیا اور
بادشاہ کی خاطر کی اور اول تو انکار کیا پھر بادشاہ کی درخواست کے بموجب فرمایا کہ اسوقت
حملہ کردے فتح پاویگا چنانچہ ایسا ہی ہوا دوسرے روز بادشاہ نے پھر حاضر ہونا چاہا آپنے
طور باطن سے دریافت کرکے اپنے اسپ کو فرمایا کہ جا فلان بیوہ کو اپنی بہا دیکر کہ اسکی
دختر کی شادی ہونیوالی ہے چنانچہ وہ گھوڑا خود اُس بیوہ کے پاس چلا گیا اور غیب سے
آواز اسکو آئی کہ اسکو فروخت کرکے کام مین لا اُسنے ایسا ہی کیا اور تمام اسباب آپنے
فقرا کو تقسیم کر دیا آپنے صرف دلق پہنکر وہان سے راہ لی اور حضرت کی خدمت
مین پہونچکر وہان سے پانی پت کی رخصت لی اور اس ولایت کو نور باطن سے روشن کیا
نقل ہے جب آپ پانی پت مین تشریف لائے تو مخدوم شیخ شرف الدین بوعلی قلندر
قدس اللہ سرہ کے پاس ایک پیالہ شیر سے لبالب بھیجا آپنے تبسم کرکے ایک پھول
اسمین ڈالدیا لوگون نے عرض کیا کہ حضرت یہ کیا اسرار ہے آپنے فرمایا کہ مین نے بھائی
بوعلی قلندر کے پاس پیالہ شیر اسواسطے بھیجا تھا کہ یہ ولایت تمام مجکو عنایت ہوئی ہے تمنے اسمین پھول ڈالدیا

یعنی میری ذات کو آپکی ولایت سے کچھ تعلق نہین ہی جسطرح دودھ مین پھول ہے اسیطرح مین
مین اس ولایت مین ہون پھر حضرت نے وہان یعنی شہر مین سکونت اختیار کی اور شاہ
بو علی قلندر سے محبت نہایت روز بروز زیادہ ہوتی گئی اور اکثر ملاقات ہوا کرتی نقل ہے
کہ حضرت بو علی شاہ قلندر قدیم سے پانی پت کے رہنے والے تھے اور علم کامل رکھتے تھے
چنانچہ منار دہلی کے قریب برسون تک وعظ کہا ہے بعدہ جذبۂ الٰہی نے جلوہ دکھایا
کتب دریا مین پھینکدین اور وہان سے حضرت قطب الدین بختیار اوشی رحمۃ اللہ علیہ
سے خلافت حاصل کرکے پھر پانی پت مین آئے نسب آپکا حضرت امام اعظم کوفی سے ملتا ہے
اور آپکی تصنیف بہت ہے چنانچہ مکتوب نادر اور دیوان عجیب مثنوی غریب موجود ہین آپکی
نیاز گزشت اور وہی جسکو سمن کہتے ہین اور زبان سے نکلی ہے جسقدر میسر آوے کرے ضرور
وہ کام ہو جاوے نقل ہے کہ ایک روز خادم حضرت شمس الدین ترک کا کسی کام کے واسطے
جاتا تھا اور حضرت بو علی شاہ قلندر بصورت شیر وہان بیٹھے تھے مریدنے یہ حال
دیکھکر حضرت سے آکر عرض کیا آپنے کہلا بھیجا کہ شیر کو جنگل جانا ہے اسیوقت آپ وہان
سے اوٹھکر پانی پت کو تشریف لیگئے کہ اب تک وہ جگہ زیارت گاہ خلائق ہے پھر وہان سے
بھی قصبہ کرنال کو تشریف لیگئے اور اکثر بودہ کھیڑہ مین سکونت رکھتے تھے اور سترہوین
شہر رمضان ۷۲۴ ہجری کو حضرت بو علی شاہ قلندر واصل بحق ہوئے مدفن آپ کا
کرنال مین ہے اور پھر لوگ پانی پت مین آپکی نعش مبارک لے لائے غرض وہان بھی اور بودہ کھیڑہ مین بھی
آپکا مزار موجود ہے جہان آپکے نقش قدم ہین وہ جگہ سجدہ گاہ عالم ہے چنانچہ کسی نے کہا ہے شعر
بر زمینے کہ نشان کف پائے تو بود ـ سالہا سجدۂ صاحب نظران خواہد بود ـ اور کسینے پانیپت
ابدال آپکی تاریخ کہی ہے درست اکبر بھی تاریخ ہے نقل ہے کہ جب آپ ترکستان مین پہنچے تو ایک سید سے
بحث ہوگئی کہ جو تنور آتشین سے سالم نکلے وہ سید ہے چنانچہ آپکو وہ پڑے اور سالم رہے
اور اوسکو وہ سے آگ نے جلانا شروع کیا آخر آپنے ہاتھ پھیرا اسکو آرام ہوا اس شہرت سے

آپ طرف ہند کے چلے آئے نقل ہے کہ مولف کتاب ہذا سے شیخ یوسف بیان کرتا ہے کہ ایک روز
کابل باغ مین جو باولی ہے وہان مین نہانے کو گیا تھا شب کو جو رہنے کا اتفاق ہوا تو کیا
دیکھتا کہ متصل دیوار مسجد کے ہزارہا شیطان بصورت طفل روسیاہ کھڑے ہین خوف کے مارے
آنکھین بند کر لین جب پھر آنکھین کھولین تو وہی تماشا دیکھا پھر آنکھ کھولکر دیکھا تو خوک
اور خرس معلوم ہوتے لگے اور وہ میری طرف حملہ کرنے لگے اس شخص نے گھبرا کر کہا کہ یا شیخ شمس الدین
ترک وقت مدد ہوا آپ اسدم دستگیری فرمایئے اسمین کیا دیکھتا ہون کہ ایک شخص گھوڑے
پر سوار ہے اور کہتا ہے کہ اے شیخ یوسف ادھر آ مجکو اسوقت کمال رنج ہوا کہ یہ شخص
مجکو قتل کے واسطے بلاتا ہے اور ان شیاطین کا مالک ہے یہ سمجھکر آہستہ آہستہ گیا جب نزدیک
ہو پہنچا تو مجکو شخص نورانی صورت نظر آیا اسوقت یہ خیال کیا کہ یہ تو کوئی بزرگ ہین
اسمین شیخ یوسف نے آواز دی کہ یا حضرت یہ شیاطین آنے نہین دیتے ہین آپنے
فرمایا کہ دور ہو اے ناپاکان اور پھر اس سرحد مین نہ رہنا اور دروازہ باغ تک آنکو
نکالا پھر آپسے عرض کی کہ یا حضرت آپ کون ہین آپنے فرمایا کہ شمس الدین ترک جسکو تو
یاد کیا تھا اور فرمایا کہ شہر کو فلان راہ سے جانا اتفاق سے جس راہ کو ناقص کہا تھا اسی
کو جاتا ہوا راستہ مین وہ شیاطین پھر ملے پھر مین نے عرض کی کہ خواجہ شمس الدین ترک دستگیری
کیجئے پھر حضرت نے آواز دی کہ اے یوسف خبردار اسوقت یوسف کو ہوش آیا اور آپنے
پانی پڑھکر منھ پر چھڑکا آخر اپنے مکان پر آیا سبحان اللہ یہ واقعہ حضرت کا ڈھائی
سو برس کے بعد ہوا ہے اور شیخ یوسف اب تک زندہ ہے مولف کتاب ہذا کے پیر حضرت شاہ اعلی
فرماتے ہین کہ ایک روز مین سو رہا تھا ناگاہ آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہون کہ ایک شخص شمشیر برہنہ
لیے کھڑا ہے فوراً میرے منھ سے نکلا کہ یا شمس الدین ترک اس کہنے کے ساتھ ہی ایک
ہاتھ غیب سے پیدا ہوا اور اس موذی کو دفع کیا مین واسطے زیارت کے مزار شریف کے
گیا ایک ہاتھ اس قبر مین سے نکلا اور ناخن ہاتھ کے ایسے روشن تھے کہ جس سے مین نے

پہچان لیا کہ یہ وہی ہاتھ ہے کہ جسنے دشمن کو دفع کیا تھا اور یہ قطعہ پڑھا قطعہ تا دستانہ نگار
دست او بست + نمود دست قدرت قدرت دست + ید بیضا بدست او دیدم + ید اللہ
فوق ایدیہم ہمین است نقل ہے کہ عمدۃ الملک صفدر خان جس زمانہ مین صوبہ دار آگرہ
تھے اور تبدیل ہو کر کابل جاتے تھے تو راہ مین اُنکے تابعین نے کیسنے قریب پانی پت
کے ذکر حضرت کا کیا اُنھوں نے آبدیدہ ہو کر کہا کہ مزار فیض انوار انکا کہان ہے غرض وہان گئے اور فاتحہ پڑھا اور
کہا کہ مین حضرت کی اولاد سے ہون چنانچہ نسب نامہ اپنا دکھلایا ولایت مین آپکی اولاد باقی
ہے نقل ہے کہ دسوین ماہ جمادی الثانی سنہ ۷۱۶ ہجری کو آپنے اس جہان فانی سے ملک بقا
کی طرف رحلت فرمائی تاریخ وصال شمس الحق محبوب الحق پائی ہے رضی اللہ تعالی عنہ

بیان حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی قدس اللہ سرہ السامی

صاحب کشف وکرامت اور عالی درجات تھے علم ظاہری اور باطنی کا کمال تھا اول نام آپکا
خواجہ محمد تھا اور جلال الدین خطاب عطا کیا ہوا پیر روشن ضمیر کا ہے اور قدیم وطن آپکا کازرون
ہے نسب شریف حضرت کا شیخ عثمانی ہے اور عمر حضرت کی ایک سو ستر برس سے زیادہ تھی اور
کمالات جو آپکی ذات اقدس مین تھے کسیکو حاصل نہین ہوئے اور ہرگز تحریر مین نہین آسکتے
ہین شعر این چہ سخن این چہ سخندانی است + گفتہ وناگفتہ پشیمانی است + دل زکجا این
این پروبال از کجا + من کیم و وصف جلال از کجا + آپنے خرقہ فقر وارادت کا حضرت مخدوم
العالمین خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی سے حاصل کیا اور حضرت کے فرزند اور مرید
اور خلیفہ وخدام کثرت سے تھے اور ایام طفلی سے جذبۂ شوق الٰہی اور محبت خداوندی
دامنگیر جان تھی اور اکثر آپ جنگل مین رہا کرتے اور ذکر خدا مین ہر وقت مشغول رہتے
تھے اور آخر عمر استغراق بدرجہ کمال ہوگیا تھا چنانچہ خادم لوگ تین بار بآواز بلند حق
حق آپکے گوش مبارک مین کہتے جب آپ ہوش مین آتے اور نماز پڑھتے اور راگ
ہمیشہ سماعت فرماتے اور عرس مشائخ عظام کا اکثر کیا کرتے اور آپ جلالی کمال رکھتے

اور علماء و مشائخ آپکی بزم مین بہت حاضر ہوتے اور فیض حاصل کرتے اور صاحب کرامت
اور مستجاب الدعوات تھے جو کچھ زبان مبارک سے نکلتا فوراً ہوتا چنانچہ خلفا آپکے اکثر صاحب
جذب اور قطب وقت تھے اور آپ جہان چاہتے ایک لمحہ مین پہونچ جاتے اور اسیوقت
تشریف لے آتے چنانچہ اکثر نماز جمعہ کی آپ بیت اللہ شریف مین پڑھا کرتے اور آپ بے
نظیر عالمگیر بہ تادوالا ہزار تصنیف حضرت سے ہوا اور آپنے چالیس برس تک سیاحت
فرمائی ہوا اور ہمیشہ حج ادا کیے ہین اور اکثر مشائخ کرام اور اولیاے عظام سے نعمت اعلی
کی ہے اور الہام ربانی سے آپ نے ارادہ ارادت پیر و مرشد کا کیا تھا وقت خلافت اسم
اعظم کہ سینہ بسینہ چلا آتا تھا آپ کو عنایت ہوا اور بیچا سے فرزند نہ رکھتا آپ ہی سجادہ نشین تھے
اور تصرف آپ کا یہان تک تھا کہ ایک ہزار آدمی کا کھانا ہر روز مطبخ مین پکتا تھا اور گر
ہزار آدمی سے کمتر ہوتے تو خادم لوگ کوچہ و بازار سے اسقدر آدمی فراہم کر لاتے
اور آپ بھی دسترخوان پر بیٹھتے تھے لیکن کچھ آپ ان مین سے تناول نہ فرماتے اور انواع اطعمہ
موجود ہوتا تھا اور طباق مسی و سرپوش جو جسکے سامنے آتا وہ اوسیکو مرحمت ہوتا
پھر کر باورچیخانہ مین نہ جاتا مگر معلوم نہین کہ اسقدر طباق و سرپوش کہان سے آتے تھے
کہ ہر روز ہزارون تقسیم ہوتے تھے اور آپ کو اکثر شوق شکار کا تھا چنانچہ کبھی دس بیس روز کے
بعد کبھی چند روز کے بعد آپ صحرا کو تشریف لیجاتے اور دس دس روز تک وہان شکار
کرتے اور اسیقدر کھانا غیب سے وہان بھی موجود ہوتا اور اسی قدر آدمی دسترخوان پر موجود
ہوتے تھے اور آپکے گھر مین ہر روز فاقہ رہتا تھا اور ایک دن کا غلہ بھی آپکے گھر مین حاضر
نہوتا خدا جانے یہ کیا تصرف حضرت کا تھا واللہ اعلم نقل ہے کہ قطب ابدال مخدوم شیخ شرف الدین
بو علی قلندر حضرت کو ایام طفولیت سے دوست رکھتے تھے اور حضرت کو منظور نظر رکھتے اور
بغیر دیکھنے کے آپکو تسکین نہوتی تھی جہان سنتے تھے کہ آپ تشریف لے گئے ہین وہین
حضرت بو علی قلندر پہونچتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ آپ اپنے کھیت پر گئے تھے حضرت

حضرت قلندر صاحب کو جو معلوم ہوا کہ آپ کھیت پر گئے ہین سوار ہو کر وہین پہونچے آپ نے
جو دیکھا کہ مخدوم صاحب تشریف لائے ہین ایک ظرف مین غلہ تازہ بھر کر نذر کیواسطے لائے
اور وہ غلہ مخدوم کا دیکھا حضرت شاہ قلندر رح نے تبسم فرمایا اور کہا کہ لے فرزند کیا لائے
ہو آپ نے عرض کی کہ دانہ آپ کے گھوڑے کے واسطے حضرت نے فرمایا کہ پہلے گھوڑے سے دریافت
کر تجکو حاجت دانہ کی ہے یا نہین وہ گھوڑا آپ گویا ہوا کہ مین ابھی دانہ کھا کر آیا ہون سیر ہون
آپ یہ گویائی اسپ کی دیکھکر حیران ہوئے حضرت مخدوم بو علی شاہ قلندر رح نے ارشاد فرمایا کہ اے
فرزند جسقدر تیرے پاس دانہ ہے اُسیقدر تجکو خداوند تعالی نے اولاد امجاد عنایت کی چنانچہ
آپکو بسبب کثرت اولاد کے نوح ثانی کہتے ہین الحمد للہ کہ یہ خاکسار بھی اُسی خاندان سے ہے
نقل ہے کہ ایک روز آپ گھوڑے پر سوار ہو کر جاتے تھے حضرت مخدوم عالم شیخ شرف الدین
بو علی قلندر رح نے دیکھکر فرمایا کہ اچھا گھوڑا اور اچھا سوار ہے یہ سنتے ہی آپ کو حالت طاری
ہوئی اور اُسی وقت ترک دنیا کر کے سیاحت کو تشریف لیگئے آخر بعد چالیس برس کے وطن
مین آئے اور خدمت پیر روشن ضمیر سے مشرف ہو کر اس رتبہ عالیہ کو پہونچے نقل ہے کہ ایک
وقت آپ ہمراہ چند درویشون کے ہانسی کو تشریف لیگئے تھے اور اُسوقت حضرت شیخ
جمال قطب عالم حیات تھے انکو حکم ہوا کہ جلال پانی پتی آیا ہے اُس سے ملاقات کر کہ برکت
دعا اسکی سے سلسلہ تیرا جاری ہو گا آپ ابھی تک شہر کے باہر تھے کہ شیخ جمال نے ایک خادم
کو آپکی طلب مین بھیجا اُسنے درویشون سے پیغام شیخ جمال کا دیا انھون نے قبول کیا اور ایک
جگہ اسباب تمام رکھکر ایک حفاظت کیواسطے حضرت کو وہان چھوڑ کر ہمراہ خادم کے ہوئے اور نزدیک
شیخ جمال کے گئے آپ [illegible] دیکھکر فرمایا کہ [illegible] ان [illegible] ہمراہ [illegible] اور [illegible]
[illegible] ایک جوان [illegible] ہمراہ [illegible] کہ اسکو اسباب پر چھوڑ کر آئے ہین شیخ [illegible]
[illegible] اُس جوان کو یہان بلالو کہ میرا مطلب اُسی سے ہے اور آپ جو
پکڑ کر [illegible] جب حضرت تشریف لائے تو [illegible] اور [illegible]

وہ آپ مین نظر آئے نہایت تعظیم وتکریم سے صدر مین بٹھایا اور کھانا کھلایا بعد تناول طعام کے فاتحہ کو سب نے ہاتھ اوٹھایا اور رخصت چاہی حضرت شیخ جمال قطب عالم نے سبکو رخصت دی الا حضرت سے کہا کہ آپ تشریف رکھیے اور بعد کو چلے جانا آپ ٹھہر گئے اُسوقت حضرت شیخ جمال نے حال مثال حضرت مخدوم علاء الدین علی احمد صابر کا اور اونکی دعا کا کہ وقت چاک کرنے مثال کے یہ دعا کی تھی کہ ہم نے تمھاری مثال تیچے سے چاک کی اور حضرت فرید شکر گنج کا یہ فرمانا کہ مریدان علی احمد صابر سے ایک شخص ہوگا کہ وہ پھر جمال کے سلسلہ کو جاری ہونیکی دعا کریگا چنانچہ وہ اب ہوا اور واقعہ مین بھی آپکی صورت دکھلائی ہی یہ سب بیان کیا حضرت مخدوم عالم نے دعا کی اور وہ دعا مقبول ہوئی کیونکہ بعد وفات شیخ کے آنکے فرزند شیخ نور الدین کو کشش ہوئی حضرت نظام الدین اولیا کی خدمت مین پہنچے تھے اور آپنے خرقہ خلافت عنایت کیا تھا اور خلیفہ کیا تھا اسی واسطے بعد نام حضرت سلطان المشائخ کے نام شیخ نور الدین کا لکھتے ہین غرض آپکی برکت اور سلطان المشائخ کی عنایت سے سلسلہ حضرت قطب عالم کا جاری ہوا آخر حضرت مخدوم صاحب شیخ جمال سے رخصت ہو کر درویشان کی جماعت مین شامل ہوئے اُن لوگون نے یہ حال پہلے بھی معائنہ کیا تھا بہت تعظیم سے پیش آئے اور پہلی کا اسباب حضرت کے دوش پر رکھکر چلا کرتے تھے آیندہ اس حرکت سے باز آؤ اور بہت خدمت کیا کرتے ایک روز آپ نے فرمایا کہ اب باری ہماری ہی آج اسباب ہم لیچلینگے درویشون نے عذر کیا آپنے نمانا آخر اسباب سر پر رکھکر چلے سبنے دیکھا کہ اسباب سر سے اونچا جاتا ہی یہ دیکھکر حیران ہوئے اور بموجب فرمانے قطب عالم کو کہ اب تم پانی پت کو جاؤ وہان تمھارا مقصد حاصل ہوگا آپ وطن کو تشریف لائے نقل ہی کہ ایکبار آپ مشرق کے سفر مین تھے کہ ایک موضع مین فروکش ہوئے دیکھا تو تمام گانون کے آدمی بھاگنے پر آمادہ ہین آپنے دریافت کیا کہ تم لوگ کیون بھاگتے ہو انھون نے عرض کی کہ حاکم ہم سے مال تحصیل طلب کرتا ہے اور اسکی مرتبہ ہمارے یہان کچھ پیدا نہین ہوا اس واسطے

ہم لوگ حاکم کے خوف سے بھاگتے ہین آپنے فرمایا کہ اگر تم اُسکا روپیہ دیدو تو پھر تو نہ بھاگوگے
انھون نے عرض کی پھر کیون بھاگنے لگے تھے حضرت مخدوم العالمین نے ارشاد کیا کہ پہلے
تم اپنا گانون ہمارے ہاتھہ فروخت کردو انھون نے فروخت کردیا اور کاغذ پر لکھدیا شام
کو آپنے فرمایا کہ تم لوگ اپنے اپنے یہان سے لوہا لاؤ وہ لوگ جسقدر اُنکے یہان آہنی آلات
تھے سب حاضر کئے آپ نے پاچک کے بٹورہ مین اُنکو رکھکر آگ لگا دی اور بعد ادی رات کے
خفیہ طور پر آپ وہان سے تشریف لیگئے صبح کو وہ لوگ دیکھین تو تمام طلاے خالص ہے
ان لوگون نے نذر حاکم ادا کیا اور ابتک اونکی اولاد مین موجود ہے اور وہ لوگ مرفہ حال ہین
نقل ہے کہ ایکبار آپ کوہستان کی سیر کرتے پھرتے تھے کہ ایک جوگی آنکھین بند کئے ہوے
کسی کوہ مین بیٹھا دیکھا آپ اُسکے قریب گئے اُسنے آنکھین کھولکر آپ سے کہا کہ ای شخص
تیرے حال پر مجکو رحم آتا ہے جیب مین سے ایک سنگریزہ نکالکر حضرت کے حوالہ کیا اور
کہا کہ یہ سنگ پارس ہے آپنے اوسکے ہاتھہ سے لیکر ایک دریا مین پھینکدیا یہ حال دیکھکر
جوگی درپے ہوا کہ اے شخص تو نے مجسے بھی کھویا اور آپ بھی نہ رکھا بہتر اسمین ہے کہ دریا
سے نکال کر میرے حوالہ کر آپنے فرمایا کہ تو نے تو مجکو دیدیا تھا اب تیرے مین جو چاہا کیا جوگی نے
کہا کہ اسواسطے نہین دیا تھا کہ دریا مین پھینکدے اگر اپنی خیر چاہتا ہے تو سنگ پارس کو
دریا مین سے نکال آپنے تبسم فرمایا اور کہا کہ جا آپ نکال لا مگر اس شرط پر کہ اُس دریا مین اور
بھی سنگ اس قسم کے بہت ہین دوسرے کو ہاتھہ نہ لگانا وہ جوگی دریا مین گیا اور
دیکھا کہ جیسا وہ پتھر ہے اسی طرح کے اور بھی پتھر بہت ہین آخر جوگی نے ایک اپنا پتھر
اور ایک اور لیا اور باہر آیا حضرت نے فرمایا کہ اے جوگی مردان خدا کے حکم مین زمین
و آسمان ہین اور پارس انکی نعلین کی گرد سے پیدا ہوتا ہے تمکو سنگ پارس کی حاجت
کیا ہے یہ کرامت آپکی ملاحظہ کرکے وہ جوگی مسلمان ہوا اور آخر شرف خدمت سے رتبہ ولایت
کو پہونچا نقل ہے کہ حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر سے ایک روز آپ بسبب بجد ہونے کے

راہ کو مجھپر منکشف کرو آپنے فرمایا کہ صبر کر آج کل مین ایک شخص کلیر سے یہان آئیگا اوس سے
تجکو حاصل ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا جب آپنے خلافت پائی تو حضرت پیر دستگیر نے فرمایا
کہ اے جلال سنت نبوی صلعم ادا کر اور نکاح کر اول تو آپ نے عذر کیا پھر قبول فرمایا حضرت
قطب العالمین نے ارشاد کیا کہ اے جلال تجہسے اولاد اسقدر عرصہ عالم پر ہونے والی ہے کہ بیان سے
باہر ہے چنانچہ دیکھ لوح محفوظ مین اور نیک تیرے اور بد میرے ہین اور مین انکا ہر حال
مین شریک ہون آخر شیخ زادہ ہای کرنال مین آپکی شادی ہوئی اور جب آپ مکان پہ
آئے تو اول آتے ہی بی بی سے فرمایا کہ بی بی وضو کے واسطے پانی لاؤ آپنے اسی نیت سے پانی لاکر
دیا اور وضو کرایا آپ نے لب مبارک دہان مبارک سے حضرت بی بی صاحبہ کے دہان مبارک
پر لگایا اور قرآن شریف روبرو رکھا اور فرمایا کہ پڑھ قرآن شریف بی بی صاحبہ نے فر فر پڑھنا
شروع کیا حالانکہ ناخواندہ تھین آخر حضرت بی بی سے فرزند اور دو لڑکیان تولد ہوئین الخ
حضرت مخدوم زادہ خواجہ عبدالقادر بہ شش واسطہ و بدین واسطہ بندہ آلہ دین مولف
کتاب ہذا ابن شیخ عبدالرحیم ابن نتھا حکیم ابن شیخ حسن حکیم بن شیخ عبدالصمد بن شیخ بوعلی
بن خواجہ یوسف بن قطب عالم حضرت خواجہ عبدالقادر ابن حضرت جلال الدین رحمۃ اللہ علیہم
اجمعین کہ مولف کتاب ہذا انکے خاندان مین ہے اور انکے دو فرزند تھے ایک خواجہ یوسف دوسرے
خواجہ زین الدین اور ان دونون سے اولاد کثرت سے وجود مین آئی دوسرے مخدوم زادہ
خواجہ شبلی صاحب سجادہ حضرت کے تھے اور مولف کتاب ہذا اسیے پیر کے جد امجد ہین انکے
سات فرزند تھے اور انسے بہت اولاد پیدا ہوئی اور دو مخدوم زادہ خواجہ عبدالواحد اور
خواجہ کریم الدین لاولد تھے نقل ہے کہ احمد قلندر ولایت سے بجذبہ الٰہی یہان آیا اور
لکھی جنگل مین مقیم ہوا جہان جب درویش کو سنتا وہان جاتا اور خدمت کرتا آخر ایک
روز اسنے اکثر مشائخ کی دعوت کی چنانچہ آپ بھی تشریف لیگئے جب کھانا سامنے آیا
سب نے ہاتھ کھینچا اور حضرت نے بھی ہاتھ کھینچا اور فرمایا کہ ابھی تو نے ابتک

اپنے خاص پیروں کو حرام سے بچایا ہے اب بھی محفوظ رکھا اور حرام کو یہاں سے نکال پھر د
اس فرمانے کے جس جس جانور کا گوشت مثل سگ وغیرہ کے دسترخوان پر تھا وہ جانور بجنسہ
صورت پکڑ کر چلے گئے یہ حال جو قلندر نے دیکھا قدم پکڑ لیے اور عرض کیا کہ یا حضرت میں نے
اسیواسطے یہ حرکت کی تھی کہ تا کامل کر حال سے مجکو اطلاع ہو آخر مرید کیا اور خلافت
دیکر ملتان کو روانہ فرمایا نقل ہی کہ حضرت محبت الاولیا حضرت شیخ احمد عبد الحق قدس سرہ
ساکن رودلی کہ بڑے اولیا تھے اور حضرت کی خلیفۂ خاص تھے جذبۂ عشق الٰہی سے جو یاے
رہنما تھے اور کمال ریاضت اور مجاہدہ کرتے تھے ایک روز غیب سے بشارت ہوئی کہ جلال الدین
پانی پتی کی خدمت کرو وہاں تجکو نعمت حاصل ہوگی چنانچہ آپ نے اسطرف کا قصد کیا اور روانہ
ہوئے یہاں حضرت نے خادمان سے فرمایا کہ ایک شخص فضول آتا ہی آج دسترخوان پر انواع
انواع کا کھانا حاضر کرنا اور شراب وغیرہ نامشروع چیزیں بھی چند رکھنا اور دروازہ پر گھوڑے
مع ساز ویراق کے مہیا رکھنا خادموں نے ایسا ہی کیا جب حضرت محبت الاولیا تشریف لائے
تو یہ سامان دیکھکر کہ دروازے پر بھی اسباب دولتمندانہ مہیا ہے نہایت بد اعتقاد ہوئے
پھر دسترخوان پر کھانا مشروع دیکھکر اور بھی بدگمان ہوکر وہاں سے چلے اور دلمیں کہا کہ
یہ تو محض دعوکا ہی آخر صبح کو وہاں سے روانہ ہوئے جب شام ہوئی تو دریافت کیا کہ
یہ شہر کونسا ہی لوگوں نے کہا کہ پانی پت ہی آپ یہ حال دیکھکر حیران ہوئے دوسرے دن پھر
اسی طرح چلے شام تک اور وہیں موجود ہوئے تیسرے دن آپکو ایک جنگل نظر آیا اور سمیں
درخت خشک تھی ہر ایک درخت پر ایک ایک شخص مخملی کلاہ سرپر دیے ہوئے بیٹھا تھا
اس سے اونھوں نے دریافت کیا کہ راستہ کدہر ہے اُسنے جواب دیا کہ راستہ تو جلال کے
دروازہ پر بھول آیا یاد نہیں ہی تو یہ دو آدمی سامنے سے آتے ہیں اُنسے دریافت کر حضرت
شیخ نے سوال کیا اونھوں نے کہا کہ ہم سے کیا دریافت کرتا ہی تجسے پہلے ہی اس شخص نے
راست راستہ بتا دیا کہ راستہ تو جلال کے دروازہ پر ہی یہ کہتے ہی غائب ہو گئے

پھر جو یہ نگاہ کر کے دیکھتے ہین تو نہ وہان جنگل ہے نہ وہ آدمی پانی پت مین موجود ہین اب حضرت کو اعتقاد کلی ہوا اور حضرت کی خدمت مین چلے اور یہ سوچتے چلے کہ اگر آج حضرت کلاہ شریف پیر کی لحد سے مس کر کے مجکو عنایت فرمادین اور شیرینی بھی مرحمت کرین تو مین پھر اعتقاد مین کسیطرح کا فرق نہ لاؤنگا آخر یہ ہی ہوا آپ اسوقت حضرت مخدوم العالمین کی مزار اقدس پر تشریف رکھتے تھے اور ایک ہاتھ مین کلاہ تھی مزار شریف کو مس کر کے آپکو عنایت کی اور پھر حلوا نیاز کا حوالہ کیا اور مقراض سے سر مونڈا پھر یہ حضرت نہایت معتقد ہوئے اور خدمت مین رہکر خلافت سے مشرف ہوئے اور چند روز مین رتبۂ عالی پر پہونچے اور حجت الاولیا ہوئے اور جب حضرت حجت الاولیا کو حضرت نے مرید کیا اور کلاہ چہار ترکی عنایت کی اور مقراض سر پر چلائی تو آپ مکان کو تشریف لائے دیکھا کہ وہان اُسی طرح کا دسترخوان پر سامان مہیا ہے آپنے کھانا شروع کیا لیکن حضرت حجت الاولیا نے طعام نا مشروع کے کھانے مین تامل کیا آپنے فرمایا کہ اے احمد جو چیز کہ غیر خدا ہے یا غیر نعمت اُسکے کی ہے اس سے دست کشی چاہیے اس بات کو سنکر سے بالکل وسواس حضرت کو جاتے رہے اور کوئی بدگمانی دلمین نہ رہی اور آپکو ایک وجد طاری ہوا اور با آواز بلند تین مرتبہ کہا کہ حق حق چنانچہ حضرت نے آپ کا نام عبدالحق رکھا اور اکثر مکتوبات پر حق حق لکھتے ہین یہ آپ ہی کی نسبت ہے اور پھر رتبۂ عالیہ پر پہونچکر آپ وطن مالوفہ کو تشریف لیگئے اور بڑی بڑی کرامت آپ سے ظہور مین آئین اور ہزارہا طالبان حق درجۂ ولایت کو پہونچے چنانچہ مشہور ہے بلکہ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ اے احمد میرا سلسلہ تجھسے جاری ہوگا اور عالم تیرے نور سے منور ہوگا یہ دعا حضرت کی قبول ہوئی چنانچہ حضرت الاولیا سے حضرت شیخ عارف اور شیخ محمد و محمد نیان اور حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کہ تاج الاولیا تھے اور حضرت جلال تھانیسری کہ حجت اس سلسلۂ عالیہ کی تھی اور شیخ عبدالغفور اعظم پوری و شیخ عبدالعزیز کرانوی اور سات فرزند حضرت قطب عالم کہ ہر ایک ولی کامل تھا اور شیخ رکن الدین پیدا ہوئے چنانچہ حضرت حجت الاولیا فرمایا کرتے تھے اگر دنیا

کو اللہ تعالی دریافت فرمائیگا کہ تو دنیا سے کیا لایا ہے تو مین ایک ہاتھ مین جلال تھانیسری کو اور دوسرے مین رکن الدین کو لیکر عرض کرونگا کہ انکو لایا ہون چنانچہ حضرت رکن الدین کے حال مین لکھا ہی کہ بعد انتقال کے آپ کی قبر کو کسی تقریب سے کھولا تھا تو سوا چند بال ریش کے اور کوئی آثار بشری سے نہ تھا اور انکے جانشین حضرت شیخ عزیز اللہ متوکل ہوئے کہ جسکو انھون نے خرقہ دیا پہنتے ہی اوسپر چودہ طبق روشن ہوگئے اور خلفای حضرت شیخ نظام الدین کے ایسے ہوئے کہ انکا جواب نہ ہوا اور انھین سے سلسلہ عالیہ چشتیہ ابتک جاری ہی اور بعد کو اسی خاندان مین شیخ احمد صوفی و شیخ عبد الکشور و شیخ موسے و شیخ عیسے و میر سید فاضل ایسے ہوئے کہ واقعی اس گروہ مین سب سے فاضل تھے اور میر سید علاء الدین کنتانہ ہوئے کہ جب انکو بعد رحلت قبر مین دفن کیا تو تین بار آواز اللہ اللہ اللہ کی آئی اور ایک نور قبر پر مدت تک رہا بلکہ شعلہ نور کا آسمان سے آتا اور قبر کے اندر چلا جاتا اور دو فرزند حضرت کے شیخ ابو اسحاق اور شیخ احمد سراج العارفین ہوئے اور خلفا حضرت شیخ نظام الدین سے اس مولف نے اکثر بچشم خود دیکھے ہین ہر ایک کو جامع کمالات پایا چنانچہ حضرت شیخ لاہوری و حضرت شیخ ابو سعید حنفی کہ جوان حضرات کی خدمت مین گیا رتبہ عالیہ پر پہونچا اور بعد انکے کتنے ایسے صاحب رتبہ کے ہوئے کہ جنکے انوار سے عالم منور ہے تفصیل ہر ایک کی طویل ہی اسواسطے اختصار کیا

شعر چگونہ کلک رود بامراد خویش زشوق + بشرح دی کہ زبان آید از بیان عاجز +

سبحان اللہ کیا فیض اس سلسلہ عالیہ کا ہی کہ ہر طرف عالم کا مثل آفتاب کے روشن ہی اب بر سر مطلب آتا ہون کہ جو شخص کسی مشکل مین حضرت حجت الاولیا ہی شیخ احمد عبد الحق کی نذر توشہ پر کرے کیسا ہی مشکل کام ہوا اسیدم آسان ہو مجرب ہے لیکن بہتر یہ ہی کہ قبل حاجت روائی توشہ کر دیوے اور نہ خیر بعد کو اور توشہ یہ ہی کہ سوا سیر آرد گندم اور پاؤ سیر شکر اور پاؤ سیر روغن زرد با وضو انکی روٹی پکا دیوے اور بعد فاتحہ آپکی خاندان کے کسیکو دیوے دوسرے کو نہ دیوے اور اسیطرح آپکی نام تسبیح ہی کہ اسطرح پڑھے اغثنی وامددنی

یا شیخ احمد عبد الحق ہر روز تین سو ساٹھ مرتبہ پڑھے یقین ہی کہ ایک ہفتہ نجائیگا کہ کام اسکا
ہر چند کہ کیسا ہی سخت ہوگا آسان ہوجاویگا یہ بھی امتحان کیا ہوا ہی نقل ہی کہ وہ
پندرھوین جمادی الثانی سنہ ۸۳۶ ہجری مین واصل بحق ہوئے چنانچہ کسینے تاریخ آپکی عارف
حق احمد عبد الحق کہی ہی رضی اللہ تعالی عنہ نقل ہی کہ حضرت مخدوم العالمین قطب المکرمین کے
خلیفہ شیخ بہرام کی بندولی مین آسودہ ہین پہلے حضرت کی خدمت تھی قصبہ بندولی
کے زمیندار حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا حضرت دریاے گنگ
طغیانی پر ہے اور ہمارے موضع کی جانب چلا آتا ہی یقین ہی کہ ایک دور وز مین گانو کو غارت
کردیگا آپنے پانی پت سے ایک خط شیخ بہرام کو موضع راماده کو لکھا کہ تم بندولی جاکر کنارہ
گنگ پر سکونت اختیار کرو آپنے اس خط کو آنکھون سے لگایا اور ان لوگون کے ہمراہ جاکر کنارہ دریاے
گنگ کی استقامت کی اور ایک چوب جانب موضع گاڑدی اسی شب مین دریا دو کوس
دوسری طرف ہٹ گیا چنانچہ اتک اسطرف نہین آیا اور پھر حضرت شیخ بہرام تمام عمر وہین رہے
اور آپکی توجہ سے خلایق کو ہدایت ہوئی چنانچہ اب تک یہ فیض جاری ہی کہ جو کوئی بیمار متصل قبر کے
جاتا ہی فوراً آرام ہوجاتا ہی یا مزار کے نزدیک ایک چاہ ہی اسمین غسل کرے تو وہ بیمار اسی دم اچھا
ہوجاتا ہی نقل ہی کہ سنہ [illegible] ہجری مین مرزا مستوفی صوبہ دہلی سے قصبہ بندولی مین آیا اور اسنے
خادمان درگاہ کو تنگ کرنا شروع کیا اور سب کی جاگیر ضبط کرلی حتی کہ زمین متعلقہ درگاہ شریف
ضبط کرنا چاہا اور اوسکی پیمایش کا ارادہ کیا وہان کی اکابر اور سادات نے اس فعل قبیح سے ممانعت
کی اسنے ایک نمانی اور خود واسطے پیمایش کے مرگیا اور مردہون کو تاکید کی کہ جریب ڈالین
مردہون نے تامل کیا تو انکو برا بھلا کہنا شروع کیا آخر جریب اس مین پڑی ایک شخص سادات
سے یہ حال دیکھکر مزار اقدس پر گرا اور دونون ہاتھ مزار پر دے مارے اور گستاخانہ عرض کی
کہ یا حضرت ہم تو آپ کو دونون جہان کا وسیلہ سمجھے تھے یہان تو یہ حال ہی کہ آپکے خادمون کی
پیر زمین تک بند ہی اس جہان مین آپکا کام آونگی یہ کہہ رہا تھا کہ باہر سے شور و غوغا کی آواز آئی

نکلا اور دیکھا کہ وہ مردود دو نیزہ زمین سے معلق ہوا پر ہی اور گھوڑی سے جدا ہی اُس سید نے یہ دیکھکر
کہا کہ یا حضرت اس لعین کو ہوا پر معلق کیون کیا ہی زمین پر دی ماریے کہ اسکا سر ٹوٹ جاے
یکایک وہ زمین پر گرا اور قریب المیت ہو گیا تو لوگون نے دیکھا تو سد رمق جان باقی تھی اُسکی
نعش کو مزار اقدس پر لیگئی تھوڑی دیر کے بعد کچھ افاقہ ہوا کہ اُسکے پاؤن خود بخود جکڑ گئے
اور اُسنے غل مچانا شروع کیا کہ لللہ مجھے یہان سے لیچلو کسینے میرے ہاتھ پاؤن سخت رسی
کسکر باندھے ہین کہ میری جان نکلی جاتی ہی اور مضطربانہ چلاتا تھا اور کہتا تھا کہ مجکو آواز آتی
ہی کہ کوئی شخص کہتا ہی کہ اس لعین کو یہان سے نکالو لوگون نے اُسکو چارپائی پر ڈال کر اُسکے
مکان پہونچایا راستہ مین چارپائی سے نیچے گرا اور ہاتھ پشت کی طرف کھینچے ہوئی تھی گویا
کسینے شکنجہ مین باندھے ہین پھر چارپائی پر ڈالا دوسری مرتبہ پھر سر کے بل گرا اور پاؤن
اوپر کی طرف سرنگون رہا اور چیخ مارتا تھا دیر تک یہی صورت رہی ہر چند لوگ اُسکو اُٹھاتے
تھے سر اُس کا زمین سے علیحدہ نہین ہوتا تھا آخر مردمان ہمراہی خادمون کی قدمون پر گر کر
اور عفو تقصیر چاہا خدام درگاہ شریف پر گئے اور الحاح وزاری کی آخر دعا قبول ہوئی اور
وہ مردود زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا بعد چند عرصہ لوگ درگاہ شریف پر لیگئے اور خاک
آستانہ اُسکے جسم پر ملی کچھ افاقہ ہوا آخر نذر حضرت کی ادا کی اور سوائے زمین قدیم خدام
کے اور زمین انکو دی اور پھر کسی سے تعرض نکیا اور دہلی کو چلا گیا اور دوسرے خلیفہ حضرت
کے شیخ نظام الدین کہ سیام مین آسودہ ہین تیس ۳۰ برس تک حضرت کی خدمت مین رہے اور
پھر خلافت پاکر سیام کو رخصت ہوئے بعد رحلت کے ایک شعلہ نور کا مثل چراغ کے ہر وقت مزار
پر رہتا تھا چنانچہ تمام عالم دیکھنے کو جاتا تھا ایکروز حضرت مخدوم العالمین وہان تشریف لیگئے
اُنہون نے یہ روشنی دیکھکر فرمایا کہ شیخ نظام الدین تم حق رسیدہ ہو تمکو حاجت نور کی نہین ہی
اس روشنی کو اندرون قبر کے لیلو کہ روشنی کو بٹہ لگتا ہی کیونکہ اگر ہمیشہ سے ہوتا تو جناب رسالت
مآب صلعم کی روضہ منورہ پر ہوتا یہ بات کہتی ہی وہ نور قبر مین غائب ہو گیا نقل ہی کہ حضرت مخدوم العالمین

ایک روز سر راہ جاتی تھے کہ ایک ضعیفہ چاہ پر پانی بھر رہی تھی آپکو یہ حال دیکھکر رحم آیا اپنے ہاتھ سے پانی کھینچا اور اُسکے گھر سبو پہنچا دیا اُس سبوچہ اللہ تعالی نے یہ برکت دی کہ جبتک وہ پیر زن زندہ رہی اسکو پانی لانے کی حاجت نہ رہی اُسی پانی سے سب کام کرتی اور پھر وہ سبوچہ بھرا باقی نقل ہی کہ ایک کیمیاگر مخدوم زادہ کی خدمت مین حاضر ہوتا تھا ایک دن آپ کی عسرت دیکھکر عرض کیا کہ آپ کیمیا سیکھ لیجیے حضرت مخدوم العالمین نے جو یہ سنا دیوار پر تھوک دیا فوراً اُسقدر مٹی طلاے خالص ہوگئی اور آپ ہمیشہ نماز کعبہ مین حضرت رسالت مآب رسول خدا صلعم کے ہمراہ پڑھا کرتے یہان لوگ تلاش کرتے تو نپاتے ایکروز آپکی خاطر اقدس مین یہ خیال گذرا کہ کیا خوب ہو جو حضرت نماز جمعہ کیواسطے ارشاد فرماوین جب کعبہ مین تشریف لیگئے تو حضرت نے مجھے حکم دیا کہ جلال الدین تیرا کعبہ وہ ہی کہ جہان پر میرے فرزند سید محمود کا مزار ہی وہان نماز جمعہ پڑھا کر آخر آپ پھر ہر جمعہ کو نماز مزار سید محمود پر پڑھی نقل ہی کہ آخر عمر مین حضرت کو استغراق کمال ہوگیا تھا چنانچہ خدام لوگ گوش مبارک مین باواز بلند حق حق کہتے تب آپ آنکھین کھولکر دریافت کرتے کہ نماز کا وقت آگیا تب خدام وضو کراتی اور آپ نماز مین مشغول ہوتے پھر استغراق ہو جاتا ایک روز آپ نے خود بخود آنکھین کھولکر بڑے صاحبزادہ حضرت شیخ عبدالقادر سے فرمایا کہ فرمان حضرت ذوالجلال کا یہ ہی کہ اپنی عمر سے کچھ عمر سید جلال بخاری کو بخشون کہ اُنکی عمر تمام ہوگئی ہی اور میرے ہمنام ہین تم کیا کہتے ہو صاحبزادہ نے عرض کی کہ آپکی عمر تمام دراز ہوا ور ہم آپ پر فدا ہوان ہماری عمر سے حصہ اُنکو دلادیجے کہ ہماری سعادت اسمین ہی اور یہ ہمکو منظور نہین کہ حضور کی عمر دوسرونکو ملے کیونکہ ہم راضی ہون پھر حضرت مخدوم العالمین نے چھوٹے صاحبزادہ حضرت شبلی سے مصلحت کی کہ تم اس بارہ مین کیا کہتے ہو اُنھون نے عرض کی کہ اگر حکم جناب باری کا یہ ہی ہی تو حضرت تامل نکرین کیونکہ دوست کی رضا اسمین ہی حضرت مخدوم العالمین اس بات سے بہت خوش ہوئے اور آفرین کی پھر حضرت نے سب فرزندون کو رخصت کیا اور استغراق مین گئے

لیکن بڑے صاحبزادی آپکو تنہا دیکھکر بیٹھے رہے پھر آپنے آنکھین کھولین اور کہا کہ عبدالقادر تو
بیٹھا ہی آ ہماری ساتھ چل یہ کہکر آپ کھڑے ہوگئے اور صاحبزادی سے فرمایا کہ میری قدم پر
قدم رکھ صاحبزادی نے ایسا ہی کیا پھر فرمایا کہ آنکھین بند کر صاحبزادی نے آنکھین بند
کین پھر آپنے فرمایا کہ اب آنکھین کھول دے صاحبزادی نے آنکھین کھولدین آپنے آپکو اور
حضرت کو دہلی مین پایا اور وہانسے سید جلال بخاری کے مکان پر تشریف لیگئے دیکھا
تو مخدوم جہانیان حالت نزع مین ہین آپنے سلام علیک کی اور دسون انگشت سے اشارہ
کیا اسوقت آرام ہوگیا اور کچھ دیر ٹھہر کر پھر مکان پر واپس آئے سلطان فیروز شاہ کہ
حضرت جلال بخاری کا مرید تھا آپکی عیادت کو آیا دیکھا تو اچھی طرح ہین سید جلال نے فرمایا
کہ اے بادشاہ میرا بھائی جلال پانی پتی آیا تھا اور دس برس اپنی عمر سے مجکو دیگیا اس سبب
اب مجکو صحت ہوئی بادشاہ نے کہا کہ زہے میرے طالع کہ میرے عہد مین ایسے ایسے بزرگ
موجود ہین اپنے پیر سے رخصت سفر لیکر حضرت مخدوم العالمین کی خدمت گیا اور بعد
قدمبوسی التماس کیا کہ حضرت آپنے خدا کو بھی دیکھا ہے حضرت نے فرمایا کہ ہماری شریعت
مین چشم ظاہر سے دیکھنا محال ہے البتہ سایۂ خدا مین نے دیکھا ہے بادشاہ اس سخن سے
بہت خوشنود ہوا ملازمان کو ارشاد کیا کہ قسم جواہرات سے حضرت کی نذر کرو ملازمان
نے خوان پر از جواہر نذر رکھے حضرت نے کچھ قبول نکیا اور فرمایا کہ ہم فقیر ہین ہمارے یہان دربان
اور نگہبان کہان کہ جو اسکی حفاظت کرین بادشاہ نے حضرت سے سماجت کی حضرت نے ایک
قبول نکی اور فرمایا کہ بابا یہ چیزین اللہ تعالی نے تمھاری واسطے پیدا کی ہین تمھاری ہی پاس
انکا رہنا بہتر ہے جب بادشاہ نے جانا کہ حضرت ہرگز قبول نہ کرینگے ایک صاحبزادی کے پاس
وہ خوان لیگیا اور وہ صاحبزادی گونگی تھی اور بہرے تھی انکو دیکھکر پوچھا کہ یہ کیا شے ہی لوگون نے
کہا کہ یہ جواہرات ہین اشارہ سے کہا کہ یہ کس کام مین آتا ہے لوگون نے کہا کہ اس سے شکم سیر ہوتا ہے اور
کپڑا پہنتے ہین صاحبزادی یہ سنکر بہت خفا ہوئی اور پھر تبسم کیا اور کہا کہ یہ ہمارے کام کا نہین ہے

جسنے شکم بنایا ہی وہ رزق بھی دیگا اسکی کچھ حاجت نہین یہانسے اُٹھاؤ اِس بے نیازی سے
بادشاہ بہت حیران ہوا اور گریان وہان سے اوٹھا اور حکم دیا کہ ان سب جواہرات کو حضرت کے
دروازے پر لٹا دو چنانچہ سب لٹا دیے ابتک ایام برشکال مین کسی نہ کسی کو کوئی جواہر دستیاب
ہوتا ہی نقل ہی کہ فتح خان ہمشیر زادہ بادشاہ فیروز شاہ نہایت آدمی نیک تھا اور جب
حضرت مخدوم جہانیان نقش قدم مبارک حضرت رسالت پناہ صلعم کعبہ سے لائے تو
درمیان بادشاہ اور فتح خان کے عہد موافق ہوا کہ جو کوئی پہلے انتقال کرے اُسکے سینہ پر یہ قدم
مبارک رہے جب آپنے حضرت مخدوم العالمین کا حال سنا اور بادشاہ حضرت کی خدمت
مین سے واپس گیا تو فتح خان سے اُسنے کہا کہ جو تو کہے وہ تجکو دون الا قدم مبارک مجھکو دی اوراسکا
خواہان مت ہو فتح خان نے یہ جانا کہ بادشاہ نے عہد توڑا اور اب یہ مجھکو نہ دیگا یہ امر خیال کر کر
حضرت کی خدمت مین پانی پت گیا اور گھوڑے کو دروازہ خانقاہ پر باندھکر تنہا حضرت کے
حجرہ مین جانے لگا شیخ زینا دروازہ پر کھڑے تھے کہا کہ ای بچہ کہان جاتا ہی فتح خان نے کہا کہ
حضرت کی خدمت مین جاتا ہون کہا کہ اسوقت مت جا ورنہ سلامت نہ آئیگا فتح خان نے کہا
کہ مستانہ جاتا ہون اور سلامت آؤنگا شیخ زینا نے کہا کہ اگر تو سلامت آیا تو مین اپنا جامہ چاک
کرونگا اور نہین تو تیرا جامہ فتح خان حضرت کے روبرو پہونچا اور بیہوش کھڑا ہو گیا آپنے
آنکھین کھولین اور فتح خان کیطرف دیکھکر فرمایا کہ جا اور لی فتح خان باہر آیا شیخ زینا سے کہا
کہ دیکھو مین سلامت آیا شیخ زینا نے کہا کہ اجل ساتھ لیکر آیا ہی فتح خان نے کہا کہ یہی میری آرزو
تھی اپنی مراد کو پہونچا آخر جب دہلی کو متصل آیا ایکدرخت کے تلے جا در ہو کر انتقال کیا بادشاہ
نے حسب وعدہ اُسکے سینہ پر قدم مبارک رکھا اور ابتک موجود ہی نقل ہی کہ جب مخدوم جہانیان
حضرت کے سبب حیات تازہ ملی تو بعد صحت حضرت کی ملاقات کیواسطے پانی پت مین
آئے اور چلہ کھینچا اور نعمت حاصل کی چنانچہ ابتک وہ جگہ موجود ہی اور پھر وہانسے رجب کو تشریف
لیگئے اور واقعہ ماہ ذیحجہ تاریخ گیارھوین ۷۸۵ ہجری اس دار ناپائدار سے طرف ملک البقا کے رحلت فرمائی

نقل ہی کہ حضرت مخدوم العالمین تاج السالکین حضرت جلال الحق والدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ
کے چالیس خلیفہ صاحب رتبہ اور اولیا کبار سے تھے اول مخدوم زادہ شیخ عبد القادر کہ
روضہ سید محمود کے آسودہ ہین دوسرے مخدوم زادہ حضرت خواجہ ابراہیم کہ مزار اقدس ہین بجانب جنوب آسودہ ہین
تیسرے خواجہ شبلی کہ یہ بھی سہاوان راستے ہین آسودہ ہین چوتھے خواجہ کریم الدین کہ متصل روضہ سید محمود کے ہین پانچوین خواجہ
عبد الواحد کہ باہر دروازہ روضہ حضرت کے آسودہ ہین چھٹے شیخ زینا کہ کامل اولیاء تھے
قصبہ اندری مین آسودہ ہین اور حضرت شیخ احمد قلندر کہ ملتان مین آسودہ ہین اور حضرت
شیخ احمد عبد الحق کہ تاج العارفین اور یہ سلسلہ عالیہ انہین حضرت سے چلا ہی قصبہ ردولی
مین آسودہ ہین اور حضرت شیخ بہرام کہ قصبہ بندولی مین آسودہ ہین اور حضرت شیخ شہاب الدین
کہ قصبہ جھنجانہ مین ہین اور حضرت شیخ شمس الدین کہ جنگل مین آسودہ ہین کہ اس جنگل کو
اتکیہ ہم کہتے ہین اور حضرت سید موسی کہ بہار مین آسودہ ہین اور حضرت حاجی محمد اولیا
کہ قصبہ سلطانپور مین ہین اور حضرت شیخ شعیب کہ سنیت مین ہین اور حضرت شیخ
حسن کہ موضع سیترمین ہین اور حضرت شیخ عبد الواحد کہ آپ صاحب سجادہ ہین اور انہین نے
ملفوظات حضرت کا جمع کیا ہی قصبہ سیام مین آسودہ ہین اور حضرت شیخ نظام الدین اور
حضرت پیر بنوسی کہ یہ دونون صاحب بھی سیام مین ہین اور حضرت میر سید محمود کہ متصل
روضہ شیخ بوعلی شاہ قلندر کے آسودہ ہین اور میر سید سراج الدین کہ متصل دروازہ
درگاہ شریف حضرت شیخ بوعلی قلندر کے ہین اور حضرت پیر کنعان کہ نزدیک شہر کے
محل رانی مین آسودہ ہین جو کوئی کہ کسی مشکل مین ایک خشت وہان
سے اوٹھا لاوے اور بعد حاجت بر آنے اپنی کے بصدق دل اس
خشت کے برابر شیرینی تقسیم کردے اور خشت کو وہین پہونچا دے فوراً اوسکی
مراد حاصل ہو اسقدر مولف کو اسماے خلفاے حضرت کے یاد تھے درج کتاب کئے
اور سوا انکے اور بھی خلیفہ آپکے تھے اور بعد وصال حضرت مخدوم العالمین کے جنیدہ وزبدہ

صاحبزادے جانشین ہوئے بعد انکی حضرت شیخ ابراہیم دوسرے مخدوم زادہ صاحب سجادہ ہوئے لیکن انھون نے آپ چھوٹے بھائی خواجہ شبلی کو اپنی جگہ پر مسند نشین کیا اور خواجہ شبلی خانقاہ کے خرچ اور مہمانداری وغیرہ مین مثل اپنے والد بزرگوار کے تھے چنانچہ صاحب سجادگی آپ پر مسلم رہی اور اب تک انھین کے اولاد مین ہے اور حضرت پیر و مرشد شاہ العالمین مولف کے اسی خاندان مین ہین اور چوتھی پشت مین ہین چنانچہ آیندہ ذکر ہوگا انشاء اللہ تعالے نقل ہے کہ حضرت مخدوم العالمین نے سترھوین ربیع الاول ۵۵ھ کو اس دنیا بے بقا سے رحلت فرمائی اور واصل بحق ہوئے شاہ ولایت بود تاریخ ہے رضی اللہ تعالے عنہ

بیان حضرت قطب العالمین شیخ خواجہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ

یہ تو نہال باغ ولایت جلالیہ تھے صاحب حالات و کرامات تھے اور حضرت جلال الدین پانی پتی کے صاحبزادہ اور خلیفہ تھے علم شریعت و حقیقت مین یکتا اور معرفت مین بے ہمتا ہمیشہ ذکر خدا مین مشغول رہتے اور ریاضت اور مجاہدہ حد سے زیادہ کرتے تھے آخر رتبہ عالیہ حاصل کیا اور آپکے بسات فرزند اور خلیفہ بھی کثرت سے تھے اور کبھی اہل دنیا کے پاس نجاتے اور علما و صلحا سے محبت رکھتے اور وہ لوگ برکت سے مستفیض ہوئے اور صاحب سماع اور صاحب وجد تھے اور سوز و گریہ بہت رکھتے تھے اور صدہا کو منزل قرب الہی تک پہونچایا خرقہ فقر و ارادت کا اپنے والد ماجد سے حاصل کیا نقل ہے کہ آپ کے دونون پاؤن کے فالج کے سبب سے بالکل حس و حرکت نہ تھی لیکن جب محفل سماع ہوتی تو آپ حالت وجد مین کھڑے یون کھڑے رہتے چنانچہ ایک مرتبہ آپ کو کامل ایک پہر ہوگیا کہ آپ حالت مین کھڑے رہے آپکی عموی گرامی شیخ ادریس نے کہا کہ بابا خواجہ شبلی خلق مین شور ہو رہا ہے کہ شبلی اظہار کرامت کرتا ہے اگر حقیقت مین نمایش کرامت ہے تو طریقہ خاندان اپنے سے بعید ہے اور اگر اچھا گاہی تو بس اب موقوف کرو حضرت بیٹھ گئے اور اس روز سے پھر کبھی وجد مین کھڑے نہ ہوئے نقل ہے کہ ایک روز کچھ قلندر لوگ آپکے پاس آئے اور سائل ہوئے آپنے کچھ جواب نہ دیا قلندران شوخ چشم نے گستاخی

کہ آپکی تسبیح روبرو سے اٹھالی اور چلدیے اور آپنے کچھ نہ کہا ملک اوجھی کہ افغان پانی پت کا
کا تھا اسکو یہ حرکت قلندر کی پسند نہ آئی بلا حکم حضرت کے طیش میں آکر عقب قلندر کے روان مین
گیا اور اُنسے تسبیح چھین کر لایا اور حضرت کو دی آپنے خوش ہوکر فرمایا کہ بابا ملک اوجھی تیرا
کبھی خطا نہ کریگا ایک روز ملک اوجھی نے دلمین سوچا کہ دیکھون پیر کی دعا قبول ہوئی ہی
یا نہین ایک تیر طرف آسمان کے رہا کیا جب وہ تیر زمین پر گرا تو ایک سانپ کے دماغ پار ہوا
ملک اوجھی نے جو دیکھا کہ تیر مین سانپ چھدا ہوا پڑا ہی بہت خوش ہوا اور جانا کہ دعا میرے
پیر کی قبول ہوئی اس قسم کے خوارق عادات آپ سے بہت ظہور مین آئے ہین بنظر الاختصار اکتفا
کیا گیا نقل ہی کہ حضرت خواجہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ساتوین ماہ ربیع الاول سنہ ۹۰۲ ہجری کو
اس دار فنا سے دار القرار جنت کو رحلت فرمائی تاریخ وصال سر شد دو زبان ہی ——

بیان حضرت خواجہ عبد القدوس رحمۃ اللہ علیہ

نہایت بزرگ اور صاحب کرامت تھے خرقہ فقر و ارادت کا آپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ
شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا اور جانشین اُنکے ہوئے اور کمال ریاضت اور کرامت
مین مشہور خلائق تھے جو شخص کہ خلوص نیت سے معتقد حضرت کا ہوتا رتبہ ولایت کو پہونچتا
اور گو بظاہر آپ زراعت مین مشغول رہتے لیکن باطن مین تمام راز دنیا ز خدا سے
ساتھ رکھتے تھے نقل ہی کہ ایک بار آپ موضع جھاج پور پرگنہ پانی پت کو تشریف لیگئے
عین حالت استغراق مین باواز بلند کہا کہ اے لوگو آج اس گانون سے باہر چلے جاؤ ورنہ
یہان آگ لگے گی اور اپنا اسباب بھی یہان سے نکالو گانون کے آدمی واقف تھے کہ جو کچھ
آپکی زبان سے نکلتا ہی وہ ہی ہوتا ہی فوراً اسباب و مویشی باہر لیکر چلے گئے تھوڑی دیر کے
بعد غیب سے آگ لگنی شروع ہوئی اور تمام گانون جل گیا اور جس شخص نے آپ کا کہنا
نہ سنا تھا وہ بھی جل گیا اور اُسکا تمام اسباب اور دواب سب جل کر خاک ہوگئے آخر اُس
گانون کے مردمان معتقد اور شکر گذار ہوئے نقل ہی کہ تاریخ بیسوین ماہ جمادی الثانی

۹۴۵ھ ہجری کو حضرت نے اس جہان بےبقا سے رحلت فرمائی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ۔ مدارج فیض تاریخ ہے ۹۴۵ھ

بیان حضرت شیخ عبد الکبیر اولیا رحمۃ اللہ علیہ

یہ حضرت صاحب تقویٰ اور اہل عرفان تھے اور ولی مادرزاد تھے کہ جو کچھ زبان مبارک سے نکلتا تھا وہ ہی ہوتا تھا اس سبب سے آپکو شیخ کبیر بالاسیر کہتے تھے اور خرقۂ فقر اور ارادت کا اپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ عبد القدوس رحمۃ اللہ علیہ سے پایا اور تصرف و کرامت آپ کی ذات سے بہت ظہور میں آیا کرتی چنانچہ اکثر راستہ میں جب آپ آستین کو ہلاتے تھے تو شیر نکلتا تھا اور پھر غائب ہو جاتا تھا اور علما اور صلحا اُس زمانہ کے آپکی خدمت مین حاضر ہوتے اور تابعداری کرتے تھے اور آپکی صورت پر شوکت کمال درجہ تھی اور راگ کو بہت ذوق کے ساتھ سماعت فرماتے تھے اور عرس مشائخ کا اکثر کیا کرتے اور مہمان نوازی کی عادت بہت تھی آپ کے چار فرزند تھے اور خلیفہ بہت تھے نقل ہے کہ ایک روز سلطان سکندر بن بہلول نے اپنے وزیر اور ملک محمود وغیرہ سے صلاح کی کہ شیخ عبد الکبیر اپنے آپکو اولیا کہتے ہین اور صاحب کرامت بیان کرتے ہین اسوقت اُنکا امتحان کرو اور دلمین اپنے اپنے کچھ کچھ قسم طعام سے لیلو اگر شیخ موصوف ہر ایک کے واسطے بیان کرے پس سمجھنا چاہیے کہ واقعی مرد مرتاض ہے اور نہین تو دعویٰ اُنکا غلط ہے آدھی رات کے وقت بادشاہ مع وزیر وغیرہ کے آپکی خدمت مین حاضر ہوا حضرت شیخ نے سبھو سماے گوشت آہو بادشاہ کے روبرو رکھوا اور نان یخنی آگے وزیر کے اور حلوا روبرو ملک محمود کے رکھا اور یہ ہی اشیا اُن لوگون نے اپنے اپنے دل مین قرار دی تھین ذوق سے سب نے کھایا اور متحیر رہے جب حضرت نے فرمایا کہ یارو مقام حیرت کیا ہے فقیر کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ پر توکل کیے ہوئے بیٹھا ہے اسکو خلائق کے سامنے شرمندہ نہین کرتے ہین بعد کو بادشاہ نے نہایت اعتقاد سے دو گانون خادمان درگاہ کی خدمت کیواسطے عنایت کیے آپنے انکار کیا آخر بادشاہ نے بہت عجز و زاری کی

اُسوقت آپ خاموش ہو رہے اور وزیر نے بھی ایک گانوں علاقہ جھجیانہ مین حضرت کو نذر کیا
اور ملک محمود نے اپنی دختر حضرت کے عقد مین دی نقل ہی کہ حضرت نے چھٹی ربیع الثانی
۸۵۷ ہجری کو اس جہان فانی سے طرف ملک بقا جاودانی کے رحلت فرمائی رضی اللہ
تعالے عنہ تاریخ وفات تاج الاتقیا ہے –
۸۵۷ھ

بیان حضرت شیخ عثمان زندہ پیر رحمۃ اللہ علیہ

کہ صاحب معرفت اور اہل شریعت تھے عابد وزاہد حد سے زیادہ تھے اور عالم متبحر تھے ذکر
الٰہی مین رہا کرتے خرقہ فقر و ارادت کا اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ عبدالکبیر اولیا سے
پایا اور آپکے تین بھائی اور تھے بڑے سب سے شیخ حسین تھے انھون نے روبرو اپنے والد کے
رحلت کی تھی لیکن دو فرزند انسے باقی رہے اور دوسرے بھائی کا نام شیخ رکن الدین
اور تیسرے کا نام شیخ محمود تھا آخر بعد انتقال حضرت شیخ عبدالکبیر اولیا کے حضرت اور آپکے
برادر زادہ شیخ نور الدین و شیخ منور مین مناقشہ واقع ہوا کہ صاحب سجادگی حق ہر
کوئی اپنا بیان کرتا تھا آخر نوبت بادشاہ تک پہونچی اور ابراہیم بادشاہ بن سلطان سکندر
پانی پت کو گیا اور وہان تحقیقات شروع کی ہر چند کہ حضرت کی والدہ اور جملہ خلفا سے
حضرت اور اکابران شہر و برادران نے آپکو صاحب سجادہ کیا تھا اور سب کی خوشی آپ کی
ہونے مین تھی لیکن ابراہیم بادشاہ کی توجہ جانب شیخ نور الدین کے تھی آخر سجادہ
کے دو حصہ ہوئے نصف کے مالک حضرت رہے اور نصف کے مالک شیخ نور الدین
ہوئے اور عید کے روز دو جھنڈے ول نکلے اور تکرار اس امر پر ہوئی کہ آگے کسکا ہونا چاہیے
آخر طرفین سے کشت و خون بھی ہوا اور شیخ نور الدین پسر شیخ حسین جھنڈول سے نیچے گرا
اور اپنے مکان کو واپس آیا اور حضرت کا جھنڈول عین عیدگاہ تک گیا اور فتح و فیروزی
کے ساتھ اپنے مکان کو آئے اُس روز سے پھر کسینے دعوے صاحب سجادگی نہین کیا اور
حضرت شیخ عثمان زندہ پیر کے سب لوگ معتقد ہوئے اور پھر دوسرا جھنڈول نہین نکلا

اب تک صاحب سجادگی حضرت کی خاندان مین ہی نقل ہی کہ باہم ایک ہندو اور ایک مسلمان
کے کسی قسم کا مناقشہ تھا اور حضرت اسمین حکم تھے آپنے فرمایا کہ مسلمان سچا ہی لیکن
اُس ہندو نے قبول نکیا پھر آپنے فرمایا کہ تمھاری دونون کی بی بیان حمل سے ہین اور آج
دونون کی اولاد ہوگی جسکے فرزند ہو وہ سچا ہی اور جسکے دختر ہو جھوٹا دونونے اس بات کو مانا
آخر شام کو مسلمان کی فرزند ہوا اور ہندو کے دختر پھر ہندو نے قبول کیا اور تکرار اُنکی جاتی رہی
نقل ہی کہ آپ کے فرزند نے ایک چاہ طیار کرایا اور اسکا سر ٹیڑھا تھا کہ حضرت کا گذر
وہان ہوا آپکی فرزند نے عرض کی کہ حضرت اسکے حق مین دعا کیجیے آپنے فرمایا کہ نیاز کرو اور ایک
گاؤ اور کچھ من میدہ گندم اور روغن زرد لاؤ اُسوقت ہم دعا کرینگے شیخ نظام نے
عرض کیا کہ حضرت ایک گوسفند نذر کرونگا زیادہ طاقت نہین ہی آپ نے فرمایا کہ جو کچھ
آج ہماری زبان سے نکلا ہے یا تو اسقدر تیار کرو اور فقرا کو تقسیم کرو ورنہ تم جانو
تمکو اختیار رہے یہ فرماکر مکان تشریف لائے اُسی رات مین تمام چاہ منہدم ہوگیا کہ کچھ
نشان بھی اُسکا باقی نرہا نقل ہی کہ آپ نے دسوین ماہ ذیقعدہ سنہ ۹۶۱ ہجری کو اس
جہان فانی سے انتقال فرمایا رحمۃ اللہ علیہ۔

بیان حضرت شیخ نظام رحمۃ اللہ علیہ

نہایت ریاضت کش اور صاحب کرامت تھے اور قانع اس درجہ تھی کہ کبھی کسیطرحکا
خیال دنیاوی دلمین نہ لاتے اور ہمیشہ ذکر خدا مین مشغول رہتے اور کبھی کسی دنیا دار کے
مکان پر نگئے اور کبھی کسیکا نذرانہ نہ لیتے اور اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ عثمان
زندہ پیر سے خرقہ فقر و ارادت کا پہنا اور آپ دو بھائی تھے بڑے بھائی کا نام شیخ
کمال کہ بسا صاحب کمال تھے اول تو انکو مثل مشایخ کے طریقہ نہ تھا دوسرے حالت
جذب ہر وقت رہتی تھی اسواسطے برضامندی اُنکے یہ حضرت صاحب سجادہ ہوئے اور
بمقام سماوہ علی اور مشایخ محفل خاص مین حاضر ہوتے اور علی قدر مراتب نعمت

حاصل کرنے سے حضرت کا جلال اور عظمت مشہور ہوئی اُس زمانہ مین کوئی بزرگ اس رتبہ کا نہ تھا اور طالب جو حاضر ہوتا اپنی مراد کو پہونچتا شعر بر ترازہ مدح وثنای من تو ہست یکی بحر نیست کہ پایان وکناری دارد + اور اونکی تعریف اسیقدر کافی ہی کہ حضرت شاہ اتقا انکے خلیفہ ہون کہ جو اولیا کبار سے ہین نقل ہی کہ پندرھوین ماہ شعبان کو اس جہان فانی سے رحلت فرمائی

بیان حضرت شاہ اعلی رحمۃ اللہ علیہ

مولف کتاب ہذا کے پیر تھے اور صاحب کشف وکرامت نہایت بزرگ تھے اور بہت یاد خدا مین رہتے اور خرقہ فقر وارادت کا حضرت شیخ نظام والد بزرگوار اپنے سے حاصل کیا اور بعد والد مرحوم کے آپ مسند چشت پر متمکن ہوئے اور تمام علما وفقرا آپسے فیضیاب ہوتے تھے اور دوسرے حضرت شاہ نظام نارنولی سے بھی خرقہ خلافت کا پایا چنانچہ یہ اشعار اسپر دلالت کرتے ہین شعر مرا یہ بندگی اوست فخر ہای تمام + مرید شاہ نظام ابن شیخ نظام - دیگر نظامش پیر وہم پایش نظام است + نظام دو جہان بروی تمام است + اور حضرت شاہ اعلی آبا واجداد کی طرف سے بھی اور پیر دستگیر حضرت شاہ نظام نارنول کی طرف سے خلافت یافتہ تھے دو طرف فیض کیا تھا اور اوصاف انکے تحریر سے باہر ہین سخاوت اور خوش خلقی حلم وتحمل فقر وکرامت اللہ تعالی نے انکو کرامت کیے تھے کہ شاید دوسرون کو اسقدر نصیب نہوئے ہون اکثر اوقات مراقبہ اور مجاہدہ مین رہتے تھے اور نسب شریف آپکا عثمانی ہے اور حال کرامت تمام کتاب جواہر الاعلی مین مولف نے ترتیب وار لکھا ہی یہان بنظر اختصار شمہ از بسیار پر اکتفا مناسب ہوا نقل ہی کہ ایک روز حضرت فرماتے تھے کہ ابتدا سے عمر مین کسی امیر شاہی کا زمرہ سپاہ مین نوکر تھا اور تیر اندازی مجھکو آتی نہ تھی نہایت کاوش اور کوشش کی ایک روز کسی نے کہا کہ اگر شاہ احمد گنگوری داماد حضرت زکریا ملتانی کی نذر دینا دل مین قبول کرو تو تمکو تیر اندازی آجاوے مین نے بصدق نیاز حضرت شاہ احمد کی

دل مین قرار دی اور تیر اندازی کرنا شروع کی آخر بعد ایک ہفتہ کی مین نے خواب مین دیکھا کہ ایک بزرگ نے مجکو تیر و کمان عنایت کیے صبح کو جو تیر لگاتا تھا نشانہ پر مارتا تھا وہ خطا نکرتا تھا غرض مجکو معلوم ہوگیا کہ برکت نذر حضرت شاہ احمد سے تیر اندازی آگئی آخر جو کچھ نیاز کہ مین نے قبول کی تھی اسیوقت تقسیم درویشان کردی سب میری تیر اندازی کا چرچا جابجا ہونے لگا اور جب امیر کا مین نوکر تھا اسنے بطور تحفہ مجکو بادشاہ نصیر الدین ہمایون شاہ کے پاس بھیجا تھا جب مین دہلی مین گیا تو جامع مسجد مین کہ پای منارہ واقع ہے واسطے نماز کے گیا قریب محراب کے ایک شخص بزرگ کو بیٹھا دیکھا اور پہچانا کہ یہ وہی بزرگ ہین جنکو خواب مین دیکھا تھا اور اسنے تیر و کمان عنایت کیا تھا آخر متصل انکے بیٹھا ان حضرت نے ایک کمان اور کسقدر تیر مجکو دیے دیکھتا ہون تو وہی تیر ہین اور وہی کمان اور یہ مجکو دیکر اپنے آدمی سے دریافت کر اسکو بیرون دروازہ مسجد تک پہونچا آؤ وہ شخص میرے ساتھ آیا مین نے اُس سے دریافت کیا کہ یہ بزرگ کون ہین اسنے کہا شاہ احمد ہین اور حالانکہ انکے انتقال کو عرصہ دراز ہوا ہے اور مزار انکا موجود ہے غرض وہ تیر و کمان ہمیشہ میرے پاس رہے اور کبھی خطا نہ کی ایک روز شیر شاہ کی بادشاہ گردی مین کوئی شخص لوٹ کر لیگیا نقل ہے کہ ایک روز آپ فرماتے تھے کہ ملک پورب مین مجکو جانے کا اتفاق ہوا ایک مکان مین رہنے لگا ایک شخص میرے پاس آیا اور معلوم ہوا کہ شیخ عیسی خلیفہ آبا و اجداد ہمارے کی اولاد مین ہے اور وہ مجکو اپنا پیر زادہ سمجھکر خاطر داری کرنے لگا آخر کسی امر پر کچھ تکرار سی ہوگئی مین وہان سے رنجیدہ ہوکر بیرون شہر چلا گیا اور ایک مسجد مین رہنے لگا اُس شخص نے خواب مین شیخ عیسے کو دیکھا کہ وہ کہتے ہین کہ تو نے ہمارے مرشد زادہ کو رنج دیا تجکو خدا رنج دیگا یہ امر جب معلوم ہوا تو فوراً میرے پاس دوڑا آیا اور تقصیر معاف کراکر مکان پر لے گیا اور بیان کیا کہ میرا تمام جسم شل سا ہوگیا اب آرام ہوا ہے نقل ہے کہ ایک روز حضرت فرماتے تھے کہ ابتدا مین مجکو شوق زیارت کعبہ اللہ کا

ہوا والد سے اجازت لیکے مین ملک مالوہ مین پہونچا وہان سے تمام اسباب او رسواری
غارت گئی اور یہ بھی سنا کہ شاہ بنگال دریا مین لوٹ مار کرتا ہی غرض اس سال ارادہ
ملتوی رکھا اور مکان کو واپس آنے لگا تو راستہ مین کچھ خرچ پاس نہ تھا اور تکلیف
ہونے لگی ایک روز متصل ایک چاہ خام کے بیٹھا تھا ایک جانب کو کچھ چمکا مین نے
اسکو نکالا تو حلقۂ طلا تھا اسّی تولہ وزن اسکو فروخت کر کے کام مین لایا نقل ہے
کہ ایک روز حضرت فرماتے تھے کہ ابتدا مین جو مین متلاشی روز تھا تو والد نے مجھسے
فرمایا کہ بابا کب تک دنیا کیواسطے سرگردان رہوگے تمکو خدا نے اور ہی کام کیواسطے
پیدا کیا ہی وہ کام کرو آخر مجکو عشق خدا غالب آیا اور جذبۂ محبت الٰہی نے کشش کی
تو مین اس تلاش مین ملک بملک پھرا اور اکثر بزرگان روزگار کی خدمت کی اور انسے
نعمت حاصل کی مگر فتح باب مراد منحصر اور شخص پر تھا پھر مکان پر آیا اور والد نے متصل
درگاہ حضرت غریب نواز شمس الدین ترک کے مجھسے چلہ کشی کرائی ایک روز مین نے
معاینہ مین دیکھا کہ شیخ نظام نارنولی مجکو بلاتے ہین آخر وہان گیا اور اپنے مقصد کو پہونچا
اور جب مین نارنول کو گیا ہون تو ہنوز شہر مین نہ پہونچا تھا کہ حضرت نے ایک خادم
کے ہاتھ عمامہ اور نعلین عنایت فرمائی اور پھر ایک خادم کے ہاتھ ایک کاغذ بھیجا اور
اسمین لکھا تھا کہ اس اسم اللہ کو ورد کرو جسوقت کشادہ دل ہو اسوقت ہمارے پاس آنا
آخر اس اسم کا مین نے ورد کیا اور مسجد کفش دوزان مین سات روز رہکر اس نام پاک
کو پڑھا آخر ایک طرح کی کشاد حاصل ہوئی اسوقت خدمت مین حضرت پیر و مرشد کے
گیا اور قدمبوسی سے مشرف ہوا آپ نے دیکھکر فرمایا کہ ابو سعید اعلیٰ ہی اسوقت
سے خطاب شاہ اعلیٰ مشہور ہی اور ایک برس پانچ مہینے سترہ دن حضرت کی خدمت مین
رہا ایک روز آپنے بلایا اور فرمایا کہ بابا چلہ کشی کب تک اور ریاضت و مجاہدہ اگرچہ ابھی
تمام نہین ہوا ہی لیکن تمہارا جد جلال الدین پانی پتی ہر روز آتا ہی اور فرماتا ہی کہ فرزند

میرے کو جلد رخصت کرو کہ بغیر اُسکے میری جگہ خالی ہی حضرت نے نوازش بہت فرمائی اور
ارشاد کیا کہ بابا جو کچھ فقیر کے پاس ہی تجکو دیا اور رخصت فرمایا آخر جب آگرہ مین آیا تو
معلوم ہوا کہ والد نے رحلت فرمائی اور جگہ خالی ہونا اُس سے عبارت تھا آخر وطن مین آیا
اور تبرکات بزرگان اور خلافت خاندانی سے بھی مشرف ہوا الحمد للہ علی ذلک نقل ہی
کہ ایک روز حضرت فرماتے تھے کہ ابتدا مین پانچ روز تک کچھ نہین کھایا اور دل مین یہ قرار دیا۔
کہ جب تک غیب سے نہ ملیگا ہرگز نہ کھاؤنگا پانچوین دن ضعف کمال درجہ کو پہونچا اور تاریکی
آنکھونکے روبرو آگئی ایک شخص نورانی صورت پیدا ہوا اور نان نفیس لایا اور اپنے
ہاتھ سے کھلایا تب مین اُسکے پیچھے پیچھے گیا آخر مزار شیخ مودود لاری سے متصل گیا
اور وہان وہ شخص غائب ہوگیا مین نے بہت افسوس کیا کہ اُس سے اپنی مشکل کا سوال
کیون نکیا آخر شب کو خواب مین دیکھا اور اُس سے نشان راہ ملا نقل ہی کہ ایک مرتبہ
عرس حضرت جلال الحق والدین کا تھا اور حضرت شاہ العالمین صدر نشین اُس محفل کے
تھے اور تمام اکابر اور اعزہ شہر کے کل بیتہ حاضر تھے آپ کے قریب مزار تر سون بیٹھا
تھا اُسنے ذکر کیا کہ آج کل ایسے فقیر نہین ہین کہ جنکے وجد مین اثر ہو یہ آپ کے
گوش مبارک تک آواز آئی آپنے فرمایا کہ مرزا کیا کہا اول تو اُسنے انکار کیا پھر عرض
کی کہ حضرت یہ قصور ہوا ہی آپ نے قوالون کو حکم دیا کہ گانا شروع کرو قوالونے غزل
شروع کی اور حضرت کو وجد آیا آپنے عین حالت وجد مین مزار کیطرف دیکھا فوراً مزار
زمین سے اونچا اُٹھکر معلق ہوگیا اور پھر زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا رات کو لوگ اُسکے مکان پر
لیگئے اور صبح کو مرزا بحال خراب خدمت مین حاضر ہوا اور قصور معاف کرایا آپنے
فرمایا کہ بابا اولیاء اللہ سے کبھی زمانہ خالی نہین ہی ایک دم بھی خالی ہو جاوے تو زمین
و آسمان زیر و زبر ہو جاوے آیندہ سے ایسی حرکت نکرنا شعر خاکساران جہان را
بحقارت منگر توچہ دانی کہ درین گرد سواری باشد نقل ہی کہ ایکبار آپنے نذر

حضرت شاہ بوعلی قلندر کی مانی تھی اور چیلہ مریدان کو طلب کیا اس روز بارش شدت سے
تھی لوگون نے عرض کی کہ حضرت بارش ہی آپنے فرمایا کہ خدا مالک ہی تم سب چلو کچھ صدمہ
بارش سے نہوگا آخر سب گئے تو راستہ مین یہ تماشا دیکھا کہ کسی پر ایک قطرہ نہ پڑتا تھا
اور چارطرف بارش ہو رہی تھی آخر وہان گئے اور کھانا کھا کر واپس آئے اور بارش اسی روز
کی ساتھ رہی لیکن کوئی شخص تر نہوا نقل ہی کہ ایک حلوائی آپکا مرید تھا اسکی اشرفیان
کسیقدر گم ہوگئین وہ حاضر ہوا اور روکر عرض کی کہ یا حضرت مین تباہ ہوگیا آپ نے فرمایا
کہ گھر مین تلاش کر وہ پھر گیا اور جہان لوٹا اشرفیون کا دفن کیا تھا اُس زمین کو پھر کھودا
اور تلاش کیا کہین سراغ نہ لگا آخر پھر خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوا اور گستاخانہ عرض
کی کہ ہم نے آپکو دوجہان کا وسیلہ سمجھا تھا جب یہان یہ حال ہی تو وہان کیا ہونا ہی آپ
کو اس بات پر غصہ آیا اور فرمایا چل جب درمیان راہ مین پہونچے اُس سے دریافت کیا کہ
تیرا مکان کہان ہی اُسنے کہا کہ اب نصف دور ہی آپنے دو قدم پیچھے ہٹکر اُس سے فرمایا کہ اس
زمین کو کھودو اُس حلوائی نے زمین کھودی وہی لوٹا اشرفیون سے بھرا نکلا آپ نے فرمایا کہ
جا لیجا حلوائی بہت خوش ہوا اور گستاخی سے منفعل ہوکر عذر تقصیر کیا اور دکان کو گیا
ہرچند آپکی نذر کی آپ نے قبول نہ فرمائی اور کچھ نہ لیا اسیطرح حال ایک افغان کا ہے
کہ اُس کا بھی مال دزدیدہ ملگیا نقل ہی کہ چار آدمیون نے اپنے دلمین قرار دیا کہ اسوقت
حضرت ہمکو یہ کھانا کھلاوین تو ہم جانین ولی ہین اور ایک کمین بد اعتقاد اور بدنہاد تھا
اُسنے کہا کہ یارو یہ کھانا تو یہان موجود ہی مین تو خربزہ ولایت کا خواہان ہون جسوقت
یہ لوگ گئے آپنے فرمایا کہ اے بھائیو بیٹھو اور سب کے روبرو موافق اوسکی خواہش کی کھانا رکھا
اور اُس مردود سے کہا کہ تیری خواہش کی چیز موجود نہین ہی صبر کر خدا مالک ہی تھوڑی دیر مین ایک
مرید حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضرت مین ولایت گیا تھا یہ خربزہ بے فصل سمجھکر حضور کیواسطے
خرید کیا ہی لیکن بسبب بعد دور کے خراب ہوگیا آپنے فرمایا اس شخص کو دیدو غرض وہ بدجان

آدمی معتقد ہو کر وہان سے اُٹھے راستہ مین اُس شخص نے کہا کہ دیکھو بھائی ہم کو کیا خرابی دی آئے
اور کلمات بے ادبانہ کہنے لگا اور وون نے سمجھایا کہ ایسے بزرگ کی نسبت برا کہنا نہ چاہئے
اُسنے نہ مانا آخر یہ انجام ہوا کہ جو دو دن کے بعد اسکو بخار آیا اور راہی عدم ہوا نقل ہے کہ ایک شخص
شیخ نظام آپکا مرید کابل گیا تھا راستہ مین دریاے اٹک مین تختہ کشتی شکست ہو گیا اُسنے
بموجب ارشاد حضرت کے کہ وقت مشکل کے ہمکو یاد کرنا آپ کو یاد کیا دیکھا کہ حضرت کنارہ
کشتی پر موجود ہین اور کسی سے فرمایا کہ کشتی کنارہ پر لگا دے چنانچہ ایسا ہی ہوا پھر غائب ہو گئے
لوگون نے کہا کہ یہ کون شخص تھے جنکے صدقہ سے جان بچ گئی شیخ نظام نے کہا کہ یہ حضرت
شاہ العالمین حضرت شاہ علی تھے سبکو اعتقاد ہوا جب وہ کابل سے واپس آیا یہ حال عرض کیا
آپنے فرمایا کہ سر پیران کو پوشیدہ رکھنا چاہیے نقل ہے کہ ایک بار حضور غریب خانہ پر موضع
کرانہ مین تشریف لائے اور مؤلف کے چچا مقرب خان پٹنہ کو جاتے تھے کہ اُنکو صوبہ وہانکا
ملا تھا اور مؤلف کے بڑے بھائی نادر العصر فخر الزمان شیخ قاسم کہ آج علم و ہنر مین
یکتاے روزگار ہین وہ بھی چچا صاحب کے ہمراہ تشریف لیگئے تھے حضرت نے والد سے فرمایا
کہ آج تمھارے بھائی اور فرزند کی خبر آئیگی لیکن خیریت کے ساتھ ہوگی اور وہ خبر یہ ہے کہ
فلان تاریخ کو وہ کشتی پر سوار ہوئے اور وہ کشتی غرق ہو گئی تمام اسباب اور مردمان
ہمراہی غرق ہو گئے الا تمھارے بھائی اور فرزند اور دیگر لواحق خیریت سے رہے اور نکل آئے
مین ہمراہ حضرت جد امجد شیخ جلال پانی پتی کے اُنکی مدد کے واسطے گیا تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا
کہ آدمی وہان سے خبر لیکر آیا اور جو کچھ حضرت نے فرمایا تھا ہو بہو وہی بیان کیا نقل ہے
کہ ایک روز نور دیدہ جلال نونہال کمال میان شاہ محمد سلمہ اللہ تعالے مخدوم زادہ فرماتے تھے کہ
حضرت قطب الاقطاب شاہ العالمین کی خدمت مین جنات رہتی تھی چنانچہ بعد انتقال بھی متصل روضہ
منورہ کے درخت خرما ہین اور مین نے بچشم خود دیکھا ہے ایک کا نام جمال تھا کہ وہ خدمت مین سر وقت
حاضر رہتا تھا اور ایک بار مؤلف کتاب ہذا ایام طفلی مین یہ سوچکر حاضر ہوا کہ آج یا تو حضرت

اپنا اولش عنایت فرماوین تو مین بندہ نوازی ہی چپ ہو رہ گیا تو دیکھا کہ آپ کھانا کھاتے
ہین مجھسے فرمایا کہ آؤ کھانا کھاؤ اور یہ سب اولش ہی اسی طرح اکثر حالات حضرت کی روز مرہ ہوتے
تھے اب کس کس کو اس مختصر مین گنجایش دیجئے جن صاحبون کو ذوق ہو وہ ملفوظات حضرت
اعلے کو دیکھین کہ اسمین شرح و بسط سے لکھا ہی اور اس مختصر مین اتنی گنجایش نہین اسواسطے
اسپر اکتفا کرکے اب کچھ حال حضرت مخدوم زادہ پیرزادہ صاحب سجادہ قبلہ و کعبہ بندہ کی
میان محمد شاہ سلمہ اللہ تعالی کا لکھا جاتا ہی اور وہ یہ ہی کہ حضرت پیر دستگیر روشن ضمیر کے
دو فرزند تھے ایک کا نام حضرت شاہ نور دوسرے کا نام حضرت شاہ منصور تھا اتفاق
سے شاہ نور نے بقضاء الٰہی انتقال فرمایا دوسرے فرزند شاہ منصور کو حضرت نے
اپنا جانشین کیا اور بزور چنڈول خاص پر سوار کراکر بھیجا اور مصلا خاص عنایت کیا
لیکن خدا کی مرضی ایسی ہوئی کہ وہ راہی ملک بقا ہوئے انکا ایک صاحبزادہ شش ماہہ
باقی رہا اسکا نام شاہ محمد تھا انکو حضرت نے یتیم سمجھکر پرورش کیا اور اُنسے محبت بھی
ورنہ اور بھی پوتے تھے کسی سے آپکو اُنس نتھا حتی کہ دو ایک کا انتقال بھی ہوا تو آپنے مطلق
تکیا مگر شاہ محمد کے ساتھ محبت قلبی تھی جب وہ چودہ برس کے ہوئے تو مولف کے دلمین
یہ بات آئی کہ حضرت انکو جانشین کر دین تو بہت مناسب ہے چنانچہ مولف اور قاضی نظام
کیرانہ سے چلے اور پانی پت مین ملک سلیمان زمیندار پانی پت سے کہ وہ بھی مرید حضرت
کا ہے صلاح کی اور حضرت سے عرض کی آپنے فرمایا کہ کل حاضر ہو دوسرے دن بحکم
آپنے فرمایا مجکو تمھاری رائے پسند ہی اور صاحبزادہ کو بلاکر فرمایا کہ غسل کرو وہ غسل کرکے
حاضر ہوئے آپنے حجرہ خاص مین طلب کیا اور اسم اللہ تلقین کیا اور آپنے مرید کرکے کلاہ
چار ترکی عنایت فرمائی اور شیرینی پر فاتحہ دیکر تقسیم کا حکم دیا اور پھر فرمایا کہ دوگانہ ادا
کرو اور مقراض سے تمام سر مونڈا اور تبرک حضرت جلال کا جو پشت در پشت سے چلا آتا تھا
صاحبزادہ کو عنایت کیا اور چنڈول پر سوار کراکر فرمایا کہ پیران کی زیارت کرے چنانچہ سب سے پہلے بابا فرید

چنڈول پر سوار ہو کر روضہ متبرکہ حضرت شمس الدین ترک پر گئے قوالون نے ہمراہی مین گانا
شروع کیا اور وہان سے حضرت مخدوم شیخ شرف الدین بو علی شاہ قلندر کے مزار پر گئے
اور وہان سے حضرت جلال الدین کے اور پھر سب بزرگون کے مزارات پر فاتحہ پڑھکر حضرت
کے روبرو آئے آپنے فرمایا کہ اب کسکو مرید کرو چنانچہ ملک مسلمان کے فرزند کو مرید کیا پھر حضرت
نے شجرہ منگایا اور بعد اپنے نام کے شیخ شاہ منصور کا نام لکھوایا اور اُنکے بعد حضرت شاہ محمد
اور فرمایا کہ تمھارے باپ شاہ منصور کی امانت ہے آج تم کو اُنکی طرف سے دیدی اللہ تعالے
اس سلسلہ عالیہ کو تا قیام دوران سلامت اور روان رکھے نقل ہے کہ ایک شخص مکہ
معظمہ سے خرمہ لایا تھا آپ نے اُسکا تخم بو دیا اب ہمیشہ پھل آتا ہے اور خوشگوار ہے اور طرفہ
یہ ہے کہ درمیان مین درخت نر ہے اور دونون طرف مادہ اگر ہوا کے چلنے سے نر کا پھول مادہ
پر پڑجاوے تو مادہ مین پھل آوے نہین تو نہ آوے اور خانقاہ مین ایک چاہ ہے کہ اُسمین
پانی شور تھا ایک روز کاک تبرک درگاہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ
علیہ آپکے پاس کوئی شخص لایا آپنے اوسکو پارہ پارہ کرکے اُس مین ڈالدیا اور کہا کہ اللہ تعالے
نے اسکی برکت سے پانی کو شیرین کردیا لوگون نے جو پانی نکالا تو نہایت شیرین تھا
چنانچہ موجود ہے اور عمر حضرت کی ایکسو چالیس ۱۴۰ برس کی تھی چنانچہ سالگرہ سے دریافت
ہوا ہے واللہ اعلم تاریخ مولود حضرت کی لفظ فیاض ہے کہ ہشت صد و نود و یک ہجری
ہین اور تاریخ وصل سنہ ۱۰۳۱ یکہزار و اکتیس ہے اس سے بھی ایکسو چالیس ۱۴۰ کم و بیش ثابت ہوتی ہین واللہ
اعلم بالصواب اور عمر آپکی لفظ زندگی سے ثابت ہے اور اسکے عدد ایکسو بیالیس ۱۴۲ ہوتی ہین اور
ایسا ہی کچھ حضرت فرمایا کرتے تھے یہ قول صحیح معلوم ہوتا ہے اور دندان مبارک دو مرتبہ گر گئے تیسری
بار نکلی تھی گویا گوہر درخشان تھے اور بال ریش مبارک اور سر مبارک کے ایکبار سفید ہو کر پھر
سیاہ ہو گئے تھے نہایت خوشنما تھے اور پھر وہ سیاہ بھی سپید ہو گئے تھے اس قسم کا
حال اکثر کم واقع ہوتا ہے اور نہ عمر اسقدر اس زمانہ مین ہوتی ہے سوا ے حضرت کے

نے سنی نہ دیکھی نقل ہی کہ ایک روز آپ کو بخار آیا اور چند روز کے بعد واقعہ روز چہار شنبہ پچیسوین ماہ ربیع الاول ۱۰۳۳ھ ہجری کو اس جہان بے بقا و بے ثبات سے جانب دوست کوچ فرمایا اور واصل بحق ہوئے انا للہ و انا الیہ راجعون تاریخ وصال حضرت کی مؤلف نے یون لکھی ہے تاریخ ۔

دریائے کشف و کان کرامات و اہل جود ۔۔۔ کز فیض او گرفت جہان عدم وجود
از پیش دیدہ ہا چو بیکبار شدہ نہان ۔۔۔ از ماتمش نمود فلک جامہ را کبود
با درد و غم چو سال وصالش بجو استم ۔۔۔ آمد از غیب ندا شیخ قطب بود

دوسری تاریخ بندہ نے یون لکھی ہے شیخ اعلی بود نقل ہی کہ بعد وصال کے کہ مزار حضرت کا سنگ سرخ سے تیار ہوتا تھا ایک روز معمار نے خواب مین دیکھا کہ حضرت فرماتے ہین کہ ایک خشت اوپر سے گری اُسکے صدمہ سے تختہ صندوق کا ٹوٹ گیا اور وہ خشت میرے زانو پر ہے یہ خواب اُسنے مخدوم زادہ سے عرض کیا اُنھون نے اپنی جدہ سے کہا اُنھون نے اُسی وقت مزار کو کھلوایا دیکھا تو بیشک صندوق ٹوٹ گیا اور خشت زانو پر ہی اور باقی کفن اور جسم بدستور ہی اُسکو درست کرکے پھر بند کر دیا اور آپ کی صورت ایسی روشن تھی گویا سو گئے ہین سب کو اعتقاد زیادہ ہوا اور گلاب اور عطر خوب سا چھڑکا اور مزار اقدس تیار کر کے طواف گاہ خلائق کیا الٰہی تا قیامت وہ کعبہ اہل ولایت رہے الحمد للہ کہ یہ رسالہ تمام ہوا نظم مرتب شد عجب بحر معانی ۔ بلطف ایزد دانائے دادار ۔ شدم اندر پی تاریخ در فکر ۔ ز لوح غیب تا چہ گردد اظہار ۔ اگرچہ سالہا بُردم بسا رنج ۔ ولی شد عاقبت دولت پدیدار ۔ خدا را شکر گویم بے نہایت ۔ کہ لطف او نمود انجام این کار ۔ بدل تاریخ اتمامش چو جستم ۔ ندا آمد سراسر گنج اسرار ۔ خدا تعالی اسکو درجہ قبول عنایت فرمائے آمین اور اس سے پایا جاتا ہی کہ مقبول ہوا یعنی ایک مرتبہ میرے بھائی شب کو یہ رسالہ دیکھ رہے تھے اور فرش لب حوض تھا اتفاق سے یہ اُس زمانہ مین مسودہ تھا کسی طرح اُس حوض مین گر گیا صبح کو جو بھائی صاحب نے تلاش کرایا تو بسر آبیہ

بہتا نظر آیا دیکھا تو ایک حرف بھی نہ بگڑا تھا ایک روز شب کو بندہ نے خواب مین دیکھا کہ مین اجمیر شریف مین درگاہ والا جاہ حضرت خواجہ خواجگان پر حاضر ہوا ہون اور حضرت خواجہ صاحب فرماتے ہین کہ تیری بغل مین کیا ہے مین نے عرض کیا کہ مسودہ سیر الاقطاب ہے کہ خاندان عالیہ چشتیہ کا اسمین حال ہے اور حضرت رسالت مآب صلعم سے تا حضرت شاہ علے سب پیران عظام چشتیہ کا مختصر مختصر حال درج کیا ہے حضرت خواجہ صاحب نے آفرین کہی اور فرمایا کہ یہ کام تو نے بہت اچھا کیا اور کتاب کو ہاتھ مین لیکر پسند فرمایا اللہ تعالے ببرکت اسمائے بزرگان کہ جو اسمین درج ہین اسکو قبول کرے اور مؤلف کتاب شیخ الہدیہ اور مترجم کتاب سید محمد علی جویا اور ناظرین کو دونون جہان کے مقاصد سے مسرور فرماوے

خاتمۃ الطبع

خدا کا شکر ہے آن ہے کہ کتاب ہدایت انتساب سیر الاقطاب فارسی جو احوال کرامات اشتمال اولیائے پاک سرشت اور سلسلہ خاندان حضرات خواجگان چشت مین تصنیف اہل عرفان حضرت اللہ دیہ چشتی تھی بسبکہ اُردو خوان اسکے فوائد نامتناہی سے کامیابی وبہرہ وری حاصل نکرسکتے تھے لہذا واسطے سودمندی خاص وعام کے معرفت آگاہ حقیقت دستگاہ مولوی سید محمد علی صاحب متخلص بہ جویا مراد آبادی نے عبارت اُردو سلیس عام فہم مین خوب ترجمہ فرمایا اور اس سے پہلے چند بار مطبع منشی نولکشور موسوم بہ اودھ اخبار واقع لکھنؤ مین طبع ہوئی اور اب مطبع منشی نولکشور واقع کانپور مین بسرپرستی مستطاب الالقاب عالیجناب منشی پراگ نراین صاحب بھارگو مالک مطبع دام اقبالہ بماہ جون سنہ ۱۹۰۶ء بار اول چھپی۔

خداے کریم پسندیدہ اہل عالم فرماوے بمنہ وکرمہ

تاریخ مکہ معظمہ - حالات بنا کعبہ شریف مرتبہ حاجی محمد فخر الدین خان -

تاریخ مدینہ منورہ - اردو ترجمہ جذب القلوب الی دیار المحبوب کا جو کہ تصنیف شاہ عبد الحق محدث دہلوی کی ہے -

کتب تواریخ مشتمل حالات انبیا و اولیا وغیرہ فارسی

عجائب القصص - حالات انبیا و رسل از مولوی عبد الواحد صاحب -

احسن القصص - حالات از تخلیق عالم و آدم تا آخر الزمان از مولوی محمد احسان اللہ

جذب القلوب الی دیار المحبوب - از شاہ عبد الحق محدث دہلوی -

روضۃ الصفا - سات جلدیں از محمد خاوند شاہ ہروی -

سیر الاقطاب اذکار اولیاء اللہ رحمہ اذکار اولیاء اللہ از حضرت الہ دیا چشتی -

گنجینۂ سروری معروف بہ گنج تاریخ ولادت و وفات اولیاء کرام -

وقائع شاہ معین الدین چشتی - از منشی بابو لال

خزینۃ الاصفیاء - دو جلدیں اولیاء دربار الٰہیات کا تذکرہ از مفتی غلام سرور لاہوری

گل فردوس - در احوال خواجگان فردوس از شاہ اسید احمد -

کتب متفرقات دینیہ

تحریم النسا - مسائل کہ کن عورتوں سے نکاح درست ہے اور کن سے نہیں از مولوی نواب قطب الدین خان دہلوی

رسالہ کلیہ باب الحج احکام الحج - مرتبہ مولوی سید نور علی

رسالہ فضائل الشہور و الصیام فی اوراد و اللیالی و الایام - فضائل مہینوں کے خصوص ماہ رمضان کا -

شبیہ احمدی - سراپائے رسول کا بیان از جمال الدین حسین خان -

مثنوی زائر - دعوت کرنا اسلام کا قبائل قریش کو از نواب شیر علیخان -

دوازدہ مجلس مسمی بہ ریاض الاحزان از مولوی محمد قمر الدین گوپاموی -

اسرار کربلا - از منشی ظہیر الدین بلگرامی -

چہاردہ مجلس مسمی بہ تاریخ الائمہ بنا بر روایات مذہب امامیہ از سید وزیر حسین شاہ مسیح جج بریلی

د مجلس منظوم - معرکۂ کربلا علے الترتیب
چودہ مجلس ہیں -
دہ مجزن - مصائب کربلا از حکیم نصر اللہ خان
وصال تخلص -
چہل مجالس شبیر مسمیٰ بہ ذائقہ ماتم از
سید وزیر حسن رضوی مشہدی اثنا عشری -
مجلس شبر مسمیٰ بہ عین البکا - مع رسالہ
شہاب عرب مشہور بہ چہل مجلس -
مہر نبوت - از نواب محمد حیدر علیخان نظام مرحوم
رموز القرآن - اوقات قرآن کا بیان از
محمد حسین علی ناقی -
آثار محشر - ذکر علامات قیامت -
صبح کا ستارہ - حالات قیامت و بہشت
و دوزخ از مولوی عباس علی -
قیامت نامہ بہشت نامہ - از مولوی فیاض الحق
آثار قیامت -
قیامت نامہ مسمیٰ بہ آئینہ نشور - از مولوی
شمس الدین احمد بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہادر
تحفۂ درود ملقب بہ خیر الکلام - از مولوی
منظور احمد -
رسالہ کسب الانبیا - از مولوی ظہور الحق
مجموعہ توشۂ عقبیٰ - در وظائف اسمای الٰہی

دو اسمائے رسالت پناہی -
مجموعۂ نو ونام - شامل چھ رسالہ - (۱) دعائے مثنی
(۲) قصیدۂ بردہ (۳) قصیدۂ بانت سعاد
(۴) قصیدۂ اویس قرنی - (۵) قصیدۂ غوثیہ
(۶) دعائے سریانی -
انوار محمدی - مع نقشۂ شجرۂ فرق قدریہ و جبریہ
از مولوی محمد امیر اکبرآبادی -
شرح چہل حدیث - از مولوی اسد علی -
مجموعۂ وفات نامہ - شامل پانچ رسالہ
(۱) وفات نامہ - (۲) قصیدۂ لطیفیہ (۳)
قصہ حضرت بلال - (۴) قصیدۂ حضرت ذالی حلیمہ
(۵) حلیۂ شریف معروف بہ نبوت نامہ -
مولد شریف شہید کلاں - از مولوی
غلام امام شہید الہ آبادی -
ایضاً خرد مصنفۂ ایضاً -
مولود شریف عزیزیہ - از حافظ عبد العزیز
مولد شریف جدید - از مولوی احمد خان صوفی -
زیور ایمان مولد شریف - عورات و مستورات
کی زبان میں از مولوی محمد انور علی -
مولد شریف عشقیہ - از سید اشرف حسین -
مولد شریف عربی - با ترجمہ اردو از مولوی
سلامت اللہ -